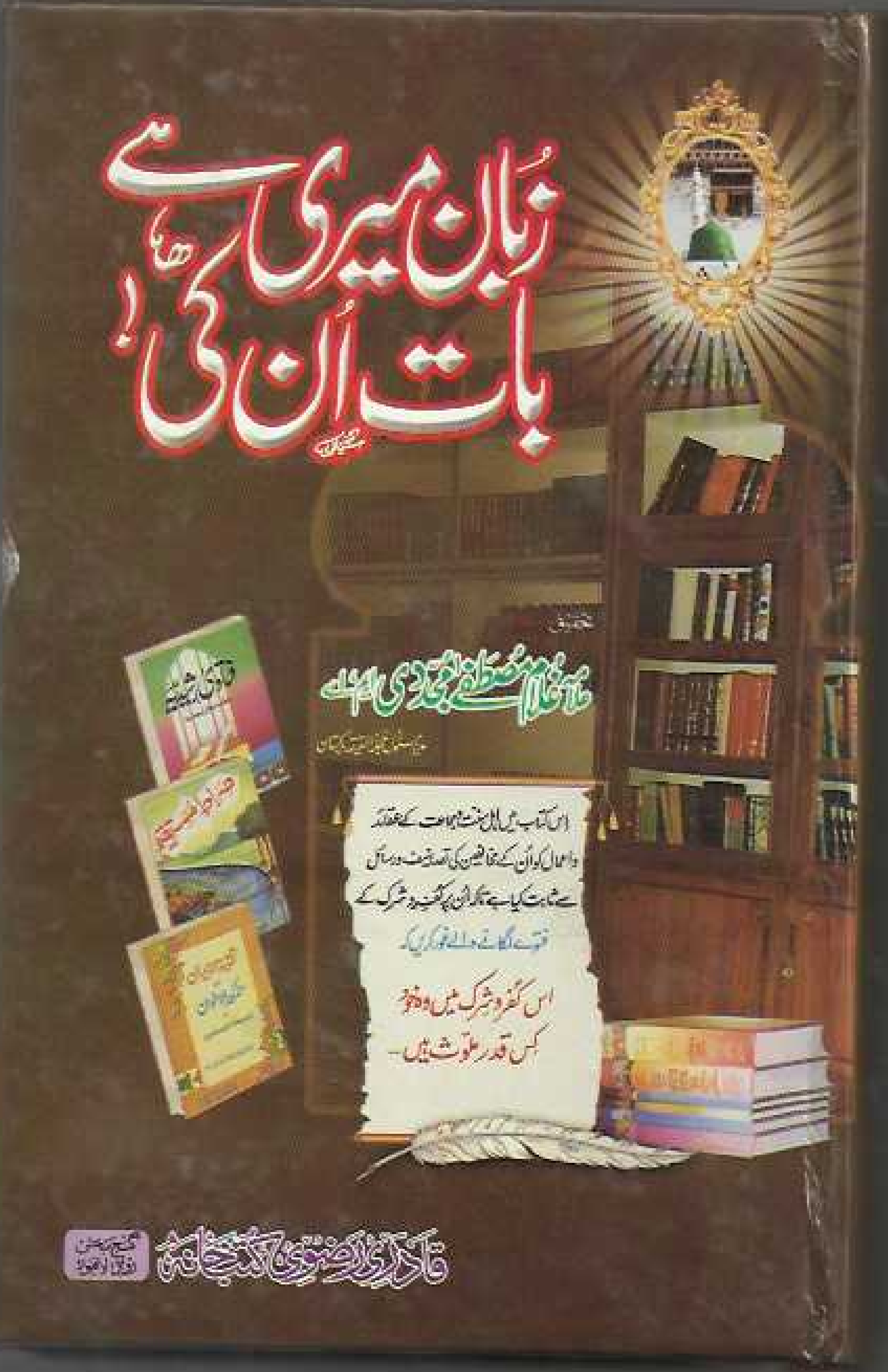
زبان میری ہے
بات اُن کی!
علامہ غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے
اس کتاب میں اہل سنت وجماعت کے عقائد
واعمال کو ان کے مخالفین کی تصانیف ورسائل
سے ثابت کیا ہے مگر ان پر کفر و شرک کے
فتوے لگانے والے غور کریں کہ
اس کفر و شرک میں وہ خود
کس قدر ملوث ہیں۔
قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

زباں میری ہے بات اُن کی

حصہ اول

اس کتاب میں اہل سنت وجماعت کے عقائد و اعمال کو اُن کے مخالفین کی تصانیف و رسائل سے ثابت کیا ہے تاکہ اُن پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والے غور کریں کہ اس کفر و شرک میں وہ خود کس قدر ملوث ہیں۔

تحقیق
علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے
مدیر مسئول مجلہ التحقیق پاکستان

قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(نگاہِ رحمت)

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی فاروقی حنفی قدس سرہٗ

نام کتاب .... زبان میری ہے بات ان کی

نام مؤلف .... علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

پروف ریڈنگ .... غلام دستگیر احمد مجددی

صفحات 382

اشاعت سوم .... اکتوبر 2009

کمپوزنگ .... عزیز کمپوزنگ سنٹر 0301-4237934

تعداد 1100

تحریک .... چوہدری محمد ممتاز احمد قادری

ناشر .... چوہدری عبدالمجید قادری

قیمت .... =/200 روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ حنفیہ گنج بخش روڈ لاہور

قادری رضوی کتب خانہ۔ گنج بخش روڈ لاہور

Hello: 042-7213575, 0333-4383766

انتساب

فرقہ ناجیہ

سوادِ اعظم

اہلِ سنت و جماعت کے نام

جن کے عقائد و اعمال

کتاب و سنت کے صحیح ترجمان ہیں

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

ان کے نام

چمن چمن میں ہے رات ان کی
زبان میری ہے بات ان کی

محبتوں کو جلا رہے ہیں — عداوتوں کو بڑھا رہے ہیں
جماعتوں کو پھنسا رہے ہیں — سراپا زحمت ہے ذات ان کی
زبان میری ہے بات ان کی

وہ بزمِ دوراں کے بازیگر ہیں — وہ اپنی ہستی سے بے خبر ہیں
وہ راہ منزل سے دور تر ہیں — غموں میں اتری برات ان کی
زبان میری ہے بات ان کی

وہ خواہشوں کے پجاری دیکھے — وہ حسرتوں کے بھوپاری دیکھے
وہ مومنوں کے شکاری دیکھے — ہے "فکر توحید" گھات ان کی
زبان میری ہے بات ان کی

جو عیب مجھ میں نکالتے ہیں — خود ان کو لفظوں میں ڈھالتے ہیں
دلوں میں نفرت کو پالتے ہیں — عجیب تر ہیں صفات ان کی
زبان میری ہے بات ان کی

میں رونق دل نکھارتا ہوں — بسوئے ساحل پکارتا ہوں
میں ان کی محفل سنوارتا ہوں — چراغ میرا ہے رات ان کی
زبان میری ہے بات ان کی

غلام مصطفیٰ مجددی

......☆☆☆......

افتتاحیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرات گرامی! زیر نگاہ کتاب "زبان میری ہے بات انکی" کی ترتیب کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے بعض کم مطالعہ دوستوں نے فرمایا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے وہ دیہاتوں میں وعظ و نصیحت کیلئے گئے' وہاں جوشیلے قسم کے غیر مقلدین اور دیو بندی حضرات نے سوالات کی بوچھاڑ کردی۔ یہ ختم کہاں لکھے ہیں' میلاد کہاں لکھا ہے' حاضر و ناظر' علم غیب' سب کچھ بریلویوں کی بدعتیں ہیں' ان کا تعلق قرآن و حدیث میں کہیں نہیں وغیرہ وغیرہ' لہٰذا کوئی ایسی کتاب ہونی چاہیے جس میں ان تمام امور کو سامنے رکھ کر مخالفین اہل سنت کی کتابوں سے دلائل دیئے جائیں۔ اگر کوئی بے باک مولوی سامنے آئے تو اسے اسکے اکابر کے حوالے دکھا کر سوال کیا جائے کہ جو کچھ آپ ہمارے بارے میں کہتے ہیں' ہمت کر کے وہی کچھ اپنے اکابر کے بارے میں بھی فرما دیجئے۔ دوستوں کا یہ فرمان دل کو لگا تو احقر نے مسلک اہل سنت کی تائید وحمایت میں "کار آمد حوالے" جمع کر دیئے' آخر میں چند ابواب شیعہ حضرات کی نذر بھی کئے گئے کہ وہ بھی ہماری معروضات پر غور فرمائیں اور صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں۔ کتاب میں دل آزار رویے سے احتراز کیا گیا ہے' یہ دعوت غور و فکر ہے' یہ حقائق کی دستاویز ہے جس کے ثبوت انکی کتابوں میں بھی چمک رہے ہیں۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ یعنی فضیلت تو وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولا کریم اس حقیری کاوش کو اہلسنت وجماعت کیلئے باعث تسکین بنائے۔ آمین۔ بحرمتہ سید الانبیاء والمرسلین

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

حاضر ہُوا میں شیخِ مجدّد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
وہ جس کے نفس گرم سے ہے گرمیِ احرار

آئینہ کتاب

ابواب	صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر
باب اول: ایصال ثواب	۱۵	☆حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۲۹
☆حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فیصلہ	۱۷	☆شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ	۳۰
☆مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ	۱۹	☆حضرت جان جاناں کا فیصلہ	۳۰
☆مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ	۲۰	☆شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۳۰
☆مولوی وحید الزماں کا فیصلہ	۲۱	☆شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ	۳۱
☆میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ	۲۲	☆شاہ رفیع الدین کا فیصلہ	۳۳
☆مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ	۲۲	☆ملا احمد جیون کا فیصلہ	۳۴
☆مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ	۲۳	☆علامہ عبدالرؤف راقت کا فیصلہ	۳۵
☆نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۲۴	☆امام عبدالوہاب شعرانی کا فیصلہ	۳۶
☆ختم حضرت شیخ احمد سرہندی	۲۵	☆خدارا ذرا غور کیجیے	۳۶
☆ختم قادریہ	۲۵	☆ناطقہ سر بگریباں ہے	۳۸
☆دیگر ختم قادریہ	۲۶	باب دوم: نور مصطفیٰ ﷺ	۳۹
☆مولوی یوسف پنجابی کا فیصلہ	۲۶	☆مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ	۴۱
☆مولوی ذکریا سہارنپوری کا فیصلہ	۲۶	☆حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فیصلہ	۴۱
☆مولوی عبدالستار کا فیصلہ	۲۷	☆مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ	۴۱
☆مولوی حافظ محمد لکھنوی کا فیصلہ	۲۸	☆مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ	۴۲
☆حنفی شخصیات کے فیصلے	۲۸	☆مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ	۴۴

ابواب	صفحہ نمبر
☆مولوی مشتاق احمد کا فیصلہ	۴۴
☆مولوی طاہر قاسمی کا فیصلہ	۴۵
☆مولوی ادریس کاندھلوی کا فیصلہ	۴۵
☆مولوی عاشق میرٹھی کا فیصلہ	۴۶
☆مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ	۴۶
☆نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۴۶
☆حافظ محمد لکھوی کا فیصلہ	۴۷
☆قاضی سلمان منصور پوری کا فیصلہ	۴۸
☆مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ	۴۹
☆ابن محمد بن عبدالوہاب کا فیصلہ	۴۹
☆عبدالماجد دریا آبادی کا فیصلہ	۵۰
☆قاری طیب دیوبندی کا فیصلہ	۵۰
☆متفقہ شخصیات کے فیصلے	۵۱
☆مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۵۱
☆قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہری کا فیصلہ	۵۱
☆شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ	۵۲
☆شاہ عبدالرحیم دہلوی کا فیصلہ	۵۲
☆شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۵۲
☆شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ	۵۳
☆خدارا ذرا غور کیجئے	۵۳
☆ناطقہ سربگریباں ہے	۵۳

ابواب	صفحہ نمبر
باب سوم: تو زندہ ہے واللہ	۵۵
☆مولوی وحید الزماں کا فیصلہ	۵۶
☆مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ	۵۹
☆مولوی ذکر سہارنپوری کا فیصلہ	۶۰
☆مولوی یعقوب نانوتوی کا فیصلہ	۶۱
☆مولوی خلیل احمد انبٹھوی کا فیصلہ	۶۱
☆علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ	۶۱
☆قاضی شوکانی کا فیصلہ	۶۲
☆نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۶۲
☆مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ	۶۳
حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ	۶۴
مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ	۶۵
مولوی حسین احمد مدنی کا فیصلہ	۶۵
مولوی ذوالفقار دیوبندی کا فیصلہ	۶۶
متفقہ شخصیات کے فیصلے	۶۶
مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۶۶
شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ	۶۷
قاضی ثناء اللہ مظہری کا فیصلہ	۶۷
شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۶۷

ابواب	صفحہ نمبر
☆خدارا ذرا غور کیجئے	۶۷
☆ناطقہ سربگریباں ہے	۶۹
باب چہارم: محبوب دانائے غیوب	۷۲
☆حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ	۷۵
☆مولوی محمد قاسم نانوتوی کا فیصلہ	۷۵
☆مولوی محمد شفیع کراچوی کا فیصلہ	۷۵
☆مولوی خلیل احمد انبٹھوی کا فیصلہ	۷۵
☆مولوی حسین احمد مدنی کا فیصلہ	۷۶
☆مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ	۷۶
☆مولوی ذوالفقار علی کا فیصلہ	۷۷
☆مولوی اسماعیل دہلوی کا فیصلہ	۷۷
☆مولوی سرفراز گکھڑوی کا فیصلہ	۷۷
☆متفقہ شخصیات کے فیصلے	۷۸
☆مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۷۸
☆شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۷۸
☆شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ	۷۹
☆مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ	۸۰
☆ملا احمد جیون کا فیصلہ	۸۰
☆خدارا ذرا غور کیجئے	۸۰

ابواب	صفحہ نمبر
☆ناطقہ سربگریباں	۸۱
باب پنجم: حاضر و ناظر	۸۳
☆نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۸۴
☆مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ	۸۵
☆مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ	۸۶
☆تمام علماء دیوبند کا فیصلہ	۸۶
☆مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ	۸۷
☆مولوی انور شاہ کشمیری کا فیصلہ	۸۸
☆متفقہ شخصیات کے فیصلے	۸۸
☆مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۸۸
☆شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ	۸۸
☆شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۸۹
☆خدارا ذرا غور کیجئے	۸۹
☆ناطقہ سربگریباں ہے	۹۰
باب ششم: میلاد شریف	۹۳
☆حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ	۹۴
☆نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۹۵
☆علماء دیوبند کا فیصلہ	۹۵
☆علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ	۹۶

ابواب — صفحہ نمبر

☆ عبداللہ محمد بن عبدالوہاب کا فیصلہ ۹۶
☆ مولوی اسحٰق دہلوی کا فیصلہ ۹۷
☆ مفتی عبدالرحمٰن دیوبندی کا فیصلہ ۹۷
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے ۹۷
☆ محدث ابن جوزی کا فیصلہ ۹۸
☆ مجدد الف ثانی کا فیصلہ ۹۸
☆ شاہ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ ۹۸
☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ ۹۹
☆ شاہ عبدالغنی دہلوی کا فیصلہ ۹۹
☆ خواجہ احمد سعید دہلوی کا فیصلہ ۱۰۰
☆ حسن البنا شہید کا فیصلہ ۱۰۰
☆ شاہ ابوالخیر دہلوی کا فیصلہ ۱۰۱
☆ حضرت علامہ اقبال کا فیصلہ ۱۰۲
☆ امام ابن کثیر کا فیصلہ ۱۰۱
☆ علامہ محمود عطار دمشقی کا فیصلہ ۱۰۲
☆ مولانا کوثر نیازی کا فیصلہ ۱۰۳
☆ دانشوران جامعہ پنجاب کا فیصلہ ۱۰۳
☆ خدارا ذرا غور کیجیے ۱۰۴
☆ ناطقہ سربگریباں ہے ۱۰۴

باب ہفتم: تراویح کا مسئلہ ۱۰۷

☆ شیخ ابن تیمیہ کا فیصلہ ۱۱۰

ابواب — صفحہ نمبر

☆ علامہ محمد علی الصابونی کا فیصلہ ۱۱۱
☆ عبداللہ بن محمد نجدی کا فیصلہ ۱۱۲
☆ حافظ عبدالمنان سلفی کا فیصلہ ۱۱۳
☆ امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ ۱۱۳
☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ ۱۱۵
☆ قاضی شوکانی کا فیصلہ ۱۱۵
☆ علامہ داود ظاہری کا فیصلہ ۱۱۵
☆ علامہ وحید الزماں کا فیصلہ ۱۱۶
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے ۱۱۶
☆ شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ ۱۱۶
☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ ۱۱۶
☆ علامہ عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ ۱۱۷
☆ امام احمد بن حنبل کا فیصلہ ۱۱۷
☆ حضور عبدالقادر جیلانی کا فیصلہ ۱۱۷
☆ خدارا ذرا غور کیجیے ۱۱۸
☆ ناطقہ سربگریباں ہے ۱۱۸

باب ہشتم: طلاق ثلاثہ کا مسئلہ ۱۲۲

☆ امام ابن حزم ظاہری کا فیصلہ ۱۲۵
☆ علامہ ناصر الدین البانی کا فیصلہ ۱۲۵

ابواب — صفحہ نمبر

☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے ۱۲۶
☆ علامہ عبدالحی کا فیصلہ ۱۲۶
☆ خدارا ذرا غور کیجیے ۱۲۷

باب نہم: ضرورت تقلید ۱۲۹

☆ وحید الزماں کا فیصلہ ۱۳۳
☆ محمد حسین بٹالوی کا فیصلہ ۱۳۳
☆ علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ ۱۳۴
☆ اصحاب صحاح کا فیصلہ ۱۳۴
☆ مولوی نذیر حسین دہلوی کا فیصلہ ۱۳۵
☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ ۱۳۵
☆ علامہ ابن قیم کا فیصلہ ۱۳۵
☆ قاضی عبدالاحد خانپوری کا فیصلہ ۱۳۶
☆ مولانا داود غزنوی کا فیصلہ ۱۳۷
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے ۱۳۸
☆ مجدد الف ثانی کا فیصلہ ۱۳۸
☆ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ ۱۳۹
☆ مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ ۱۴۱
☆ خدارا ذرا غور کیجیے ۱۴۱
☆ ناطقہ سربگریباں ہے ۱۴۳

ابواب — صفحہ نمبر

باب دہم: ایمان والدین مصطفےٰ ۱۴۷

☆ میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ ۱۴۸
☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ ۱۴۹
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے ۱۴۹
☆ حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ ۱۵۰
☆ شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ ۱۵۱
☆ شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ ۱۵۱
☆ خدارا ذرا غور کیجیے ۱۵۱
☆ ناطقہ سربگریباں ہے ۱۵۲

باب یازدہم: اذان کیساتھ درود ۱۵۵

☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ ۱۵۸
☆ مولوی زکریا سہارنپوری کا فیصلہ ۱۵۸
☆ علامہ ابن قیم کا فیصلہ ۱۵۹
☆ مفتی عبدالعزیز کا فیصلہ ۱۵۹
☆ مولوی سید حسن دیوبندی کا فیصلہ ۱۵۹
☆ خدارا ذرا غور کیجیے ۱۵۹

باب دوازدہم: کشف و مراقبہ ۱۶۳

☆ مولوی اسماعیل دہلوی کا فیصلہ ۱۶۴
☆ سید احمد شہید کا فیصلہ ۱۶۴

ابواب	صفحہ نمبر
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۱۶۹
باب سیزدہم: دیکھا ہے جو کچھ میں	۱۷۱
☆ کتاب اشرف السوانح کا مطالعہ	۱۷۲
☆ کتاب ''یا حرف محبت'' کا مطالعہ	۱۸۲
☆ الشمامة العنبریہ کا مطالعہ	۱۹۳
☆ کتاب حسن العزیز کا مطالعہ	۲۱۲
☆ کتاب رحمۃ للعالمین کا مطالعہ	۲۱۵
☆ کتاب سیرۃ المصطفٰے کا مطالعہ	۲۱۸
☆ خدارا ذرا غور کیجئے	۲۱۰
باب چہاردہم: خلفاء ثلاثہ کی عظمت	۲۲۳
☆ عظمت صدیق اکبر	۲۲۴
☆ علامہ ابن الحسن طبری کا فیصلہ	۲۲۴
☆ علامہ ابوالحسن علی قمی کا فیصلہ	۲۲۶
☆ مرزا محمد تقی سپہر کا فیصلہ	۲۲۶
☆ شیخ ابراہیم حسین اہلی کا فیصلہ	۲۲۷
☆ علامہ محمد بن خاوند شاہ کا فیصلہ	۲۲۷
☆ ابوالحسن علی مسعودی کا فیصلہ	۲۲۸
☆ مفسر فیض کاشانی کا فیصلہ	۲۲۸
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۲۹

ابواب	صفحہ نمبر
☆ حضرت علی المرتضٰے کا فیصلہ	۲۲۹
☆ حضرت حسن مجتبٰے کا فیصلہ	۲۳۰
☆ حضرت زین العابدین کا فیصلہ	۲۳۰
☆ حضرت امام حسن عسکری کا فیصلہ	۲۳۰
☆ حضرت امام باقر کا فیصلہ	۲۳۱
☆ حضرت امام جعفر صادق کا فیصلہ	۲۳۱
☆ عظمت فاروق اعظم	۲۳۱
☆ علامہ محمد بن خاوند شاہ کا فیصلہ	۲۳۱
☆ مرزا محمد رفیع مشہدی کا فیصلہ	۲۳۲
☆ علامہ عبدالحمید ابن حدید کا فیصلہ	۲۳۲
☆ علامہ ابن داؤد دینوری کا فیصلہ	۲۳۳
☆ مفسر فیض کاشانی کا فیصلہ	۲۳۴
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۳۴
☆ حضرت علی المرتضٰے کا فیصلہ	۲۳۴
☆ حضرت امام باقر کا فیصلہ	۲۳۵
☆ عظمت عثمان غنی	۲۳۶
☆ مجتہد علی تقی کا فیصلہ	۲۳۶
☆ مرزا محمد رفیع مشہدی کا فیصلہ	۲۳۶
☆ علامہ یعقوب کلینی کا فیصلہ	۲۳۷

ابواب	صفحہ نمبر
☆ علامہ فتح اللہ کاشانی کا فیصلہ	۲۳۷
☆ علامہ باقر مجلسی کا فیصلہ	۲۳۸
☆ علامہ ابن الحسن طبری کا فیصلہ	۲۳۸
☆ علامہ عباس قمی کا فیصلہ	۲۳۸
☆ علامہ حاجی ہاشم خراسانی کا فیصلہ	۲۳۹
☆ علامہ فضل بن حسن طبری کا فیصلہ	۲۳۹
☆ حضرت امام جعفر صادق کا فیصلہ	۲۴۱
☆ حضرت امام علی رضا کا فیصلہ	۲۴۱
☆ باہمی تعلقات	۲۴۲
باب یازدہم: صحابہ کرام کی عظمت	۲۴۵
☆ شیخ عباس قمی کا فیصلہ	۲۴۶
☆ علامہ کاشانی کا فیصلہ	۲۴۶
☆ علامہ ابوالحسن طبری کا فیصلہ	۲۴۷
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۴۷
☆ حضرت علی المرتضٰے کا فیصلہ	۲۴۷
☆ امام حسن عسکری کا فیصلہ	۲۵۰
☆ حضرت امیر معاویہ	۲۵۰
☆ شیخ محمد بن عمر الکشی کا فیصلہ	۲۵۱
☆ مرزا محمد تقی کا فیصلہ	۲۵۱

ابواب	صفحہ نمبر
☆ ملا باقر مجلسی کا فیصلہ	۲۵۲
☆ علامہ ابن داؤد دینوری کا فیصلہ	۲۵۲
☆ مجتہد ابو مخنف کا فیصلہ	۲۵۳
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۵۳
☆ حضرت علی المرتضٰے کا فیصلہ	۲۵۳
☆ حضرت امام باقر کا فیصلہ	۲۵۴
☆ حضرت امام حسن کا فیصلہ	۲۵۵
☆ حضرت امام حسین کا فیصلہ	۲۵۶
☆ باہمی تعلقات	۲۵۷
باب شانزدہم: ماتم کی ممانعت	۲۵۹
☆ شیخ صدوق قمی کا فیصلہ	۲۶۰
☆ ابن یعقوب کلینی کا فیصلہ	۲۶۰
☆ علامہ باقر مجلسی کا فیصلہ	۲۶۱
☆ علامہ اکبر غفاری کا فیصلہ	۲۶۱
☆ علامہ شفیع بن صالح کا فیصلہ	۲۶۲
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۶۲
☆ حضرت سیدہ فاطمہ کا فیصلہ	۲۶۲
☆ حضرت علی المرتضٰے کا فیصلہ	۲۶۲
☆ حضرت امام حسین کا فیصلہ	۳۶۳

ابواب	صفحہ نمبر
☆حضرت سیدہ زینب کا فیصلہ	۲۶۳
☆حضرت امام باقر کا فیصلہ	۲۶۴
☆حضرت امام صادق کا فیصلہ	۲۶۴
باب ہفدہم: وحدۃ الوجود	۲۶۵
☆مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ	۲۶۶
☆متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۶۸
☆خدارا ذرا غور کیجئے	۲۶۹
☆ناطقہ سر بگریباں ہے	۲۷۰
باب ہژدہم: حجت تمام ہوتی ہے	۲۷۱
☆علامہ ابن تیمیہ کا مقام	۲۷۲
☆علامہ ابن قیم کا مقام	۲۷۴
☆نواب صدیق حسن کا مقام	۲۷۳
☆مولوی ثناء اللہ امرتسری کا مقام	۲۷۴
☆حافظ محمد لکھوی کا مقام	۲۷۵
☆قاضی سلیمان منصور پوری کا مقام	۲۷۶
☆میر ابراہیم سیالکوٹی کا مقام	۲۷۶
☆مولوی قاسم نانوتوی کا مقام	۲۷۷
☆مولوی اشرف علی تھانوی کا مقام	۲۷۷
☆میاں نذیر حسین کا مقام	۲۷۷

ابواب	صفحہ نمبر
☆مولوی رشید احمد گنگوہی کا مقام	۲۷۸
☆مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا مقام	۲۷۹
☆حاجی امداد اللہ مکی کا مقام	۲۷۹
☆علماء دیوبند کا مقام	۲۸۱
☆ہم پیالہ و ہم نوالہ	۲۸۱
☆ناطقہ سر بگریباں ہے	۲۸۳
☆متفقہ شخصیات کے مقام	۲۸۳
☆مجدد الف ثانی کا مقام	۲۸۴
☆علامہ ابن جوزی کا مقام	۲۸۵
☆شیخ عبدالحق دہلوی کا مقام	۲۸۶
☆شاہ عبدالرحیم کا مقام	۲۸۷
☆شاہ ولی اللہ دہلوی کا مقام	۲۸۷
☆شاہ عبدالعزیز کا مقام	۲۸۸
☆شاہ عبدالقادر کا مقام	۲۸۹
☆قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا مقام	۲۸۹
☆خدارا ذرا غور کیجئے	۲۸۹
☆وسیلہ	۲۹۲
☆کیا پانی پر دم کرنا جائز نہیں	۳۱۲
کتاب الروح کا مطالعہ	۳۲۲
مصادر و مراجع	۳۲۸

باب اوّل

ایصالِ ثواب

ایصال ثواب

ایصال ثواب کا مطلب ہے ثواب پہنچانا۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ دنیا سے جانے والوں کو ثواب کلام بھی پہنچتا ہے اور ثواب طعام بھی پہنچتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ ثواب پہنچانے والا مسلمان ہو جس کو پہنچایا جا رہا ہو وہ بھی مسلمان ہو۔ اس عقیدے کی روشنی میں اہلسنت اپنے اعمال مثلاً میلاد شریف' گیارہویں شریف ختمات تیجہ' چالیسواں' عرس' نذر و نیاز وغیرہ کا انعقاد کرتے ہیں۔ عمل کا نام کوئی بھی ہو کام ایصال ثواب ہے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ مخالفین اہل سنت نے ہمیشہ ان اعمال کا مذاق اڑایا۔ سادہ دل مسلمانوں کو صدیوں سے مروجہ اعمال صالحہ سے متنفر کیا اور قرآن و حدیث کی غلط تعبیرات پیش کر کے ان کو اغواء کرنے کی مذموم کوشش کی۔ بلکہ اب جرأت کا یہ عالم ہے کہ ان اعمال پر کفر و شرک کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے۔ آیئے دیکھئے

کہ ان اعمال کی حقانیت تو خود مخالفین اہل سنت کے اکابر کے ہاں مسلمہ ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ کفر و شرک کے تیروں سے ان اکابر کے سینے بھی گھائل کیے جائیں۔

حضرت حاجی امداد اللہ کا فیصلہ

تمام علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے

''نذر و نیاز قدیم زمانہ سے جاری ہے لیکن اس زمانہ کے لوگ انکار کرتے ہیں'' (امداد المشتاق ص ۹۲)

''مولوی صادق الیقین صاحب فرماتے ہیں کہ جب مثنوی شریف ختم ہوگئی تو حاجی امداد اللہ صاحب نے حکم شربت بنانے کا دیا۔ اور فرمایا اس پر مولانا روم صاحب کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی۔ اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے کسی واسطے نہیں ہے۔ بلکہ ناجائز اور شرک ہے۔ اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا' یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں' اس میں کیا خرابی ہے'' (امداد المشتاق ص ۹۳)

''لفظ عرس اس حدیث سے لیا گیا ہے۔ نم کنومۃ العروس' یعنی مرنے کے بعد صالح بندے سے کہا جاتا ہے' سو جا دلہن کی نیند'' اللہ کے مقبول بندوں کے حق میں موت محبوب حقیقی سے ملنے کا نام ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کی موت وصال کہی جاتی ہے۔ یعنی ملاپ۔ اب جو محبوب حقیقی سے جا ملے

اس سے بڑھ کر کیا شادی ہو سکتی ہے۔ عرس کی رسم جاری کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مرنے والوں کی روحوں کو ایصال ثواب کرنا ایک پسندیدہ فعل ہے۔ اس سلسلہ میں جن بزرگوں سے ہم نے فیوض و برکات حاصل کیے ہیں' ان کا ہمارے اوپر سب سے زیادہ حق ہے۔ پھر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا محبت کو بڑھاتا ہے۔ اور باعث برکت بھی ہے۔ اس کے ساتھ طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاش میں دقت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں۔ ان میں جن سے عقیدت ہو ان کے مرید ہو سکتے ہیں ....

اور صاحب مزار کی روح کو قرآن کریم کی تلاوت اور کھانا تقسیم کرنے کا ثواب بھی پہنچایا جاتا ہے' اس مصلحت سے ایک خاص تاریخ مقرر کی جاتی ہے .... ایک شبہ اس حدیث سے پیدا ہوتا ہے۔ **لا تتخذو قبری عیداً**۔ یعنی میری قبر کو میلہ مت بنانا۔ اس حدیث کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلہ لگانا' خوشیاں کرنا' زینت و آرائش اور دھوم دھام کا اہتمام کرنا' یہ سب منع ہے۔ کیونکہ زیارت قبور عبرت اور آخرت کو یاد دلانے کیلئے ہے۔ نہ کہ غفلت اور زینت کیلئے۔ یہ معنی نہیں کہ قبر پر جمع ہونا منع ہے۔ ورنہ قافلوں کا روضہ اقدس کی زیارت کیلئے مدینہ منورہ بھی جانا منع ہوتا اور ظاہر ہے یہ غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زیارت قبور اکیلے یا جماعت کیساتھ دونوں طرح جائز ہے۔ اور ایصال ثواب بذریعہ تلاوت قرآن اور تقسیم طعام بھی جائز اور مصلحت سے خاص تاریخ مقرر کرنا بھی جائز اور یہ سب مل کر بھی جائز رہا''

(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸۵)

☆ ''گیارھویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی' دسویں' بیسویں' چہلم

فاتحہ سالانہ وغیرہ اور توشہ شیخ احمد عبدالحق رودولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۸)

مولوی اسماعیل دہلویؔ کا فیصلہ

علماء دیوبند اور علماء اہل حدیث کے متفقہ رہنما مولوی اسماعیل دہلویؔ کا ارشاد ہے۔

☆ ''جو عبادت کہ مسلمان سے ادا ہو اسی کا ثواب کسی فوت شدہ کی روح کو پہنچائے اور جناب الٰہی میں دعا کرنا اس کے پہنچانے کا طریقہ ہے پس اس کے حقداروں یعنی اموات کے فاتحوں' عرسوں اور نذر و نیاز سے اس امر کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں'' (صراط مستقیم ص ۱۰۳)

☆ ''کوئی یہ نہ سمجھے کہ مردوں کو طعام و فاتحہ کے ذریعے نفع پہنچانا اچھا نہیں یہ کام بہتر و افضل ہے۔ (صراط مستقیم)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا ارشاد ہے۔

☆ ''عرس میں جو تاریخ متعین ہوتی ہے' اگر اس تعین کو قربت نہ سمجھیں بلکہ اور کسی مصلحت سے تعین ہو' مثلاً سہولت اجتماع تاکہ تداعی کی صعوبت یا بعض اوقات اس کی کراہت کے شبہ سے مامون رہیں۔ اور خود اجتماع اس مصلحت سے ہو کہ ایک سلسلہ کے احباب باہم ملاقات کر کے حب اللہ کو ترقی دیں اور اپنے بزرگوں کو آسانی اور کثیر مقدار میں جو کہ اجتماع سے

حاصل ہے ثواب پہنچانا ہے۔ بے تکلف میسر ہو جائے۔ نیز اس اجتماع میں طالب علموں کے لئے اپنے شیخ کا انتخاب آسان ہو جاتا ہے۔ یہ تو ظاہر مصالح ہیں جو مشاہد ہیں یا کوئی باطنی مصلحت بھی داعی ہو .... بہر حال اگر ایسے مصالح سے تعین ہو تو فی نفسہ جائز ہے۔ (بوادر النوادر ص ۲۵۷)

☆ ''ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب مردہ کو یا زندہ کو دے دے، جس طرح مردہ کو ثواب پہنچتا ہے اس طرح زندہ کو بھی پہنچتا ہے۔

(تذکرہ جلد ۳ ص ۹۵)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوہی کا ارشاد ہے۔

☆ ''جو اموات اولیاء اللہ کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ ہے، درست ہے، جو نذر بمعنی تقرب ان کے نام پر ہے تو حرام ہے۔ (فتاوی رشیدیہ جلد ا ص ۱۴)

☆ ''احادیث سے نفع پہنچانا محقق اور جمہور صحابہ وائمہ کا مذہب ہے'' (تذکرۃ الرشید ص ۲۶)

☆ ''قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں۔ (فتاوی رشیدیہ جلد ا ص ۱۱)

☆ ''ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں و توشہ کرنا درست ہے'' (فتاوی رشیدیہ جلد ا ص ۵۲)

مولوی وحید الزماں کا فیصلہ

اہل حدیث کے مقتدر علامہ وحید الزماں کا ارشاد ہے۔

☆ ''غیر اللہ کی نذر صریح شرک ہے۔ کیونکہ نذر عبادت ہے۔ نبی پاک ﷺ نے فرمایا بیشک نذر خالص اللہ کے لئے ہے۔ ولو نذر للہ واوصل ثوابہ الی روح النبی او ولی او احد من الاموات فہذا یجوز اور اگر اللہ کے لئے ہو اور اس کا ثواب نبی پاک یا کسی ولی یا مردوں میں سے کسی کی روح کو پہنچایا جائے تو وہ جائز ہے۔ اس زمانہ میں لوگ اس کو فاتحہ کہتے ہیں۔ اس کا صریحا جواز مولانا عبد العزیز اور مولانا اسحاق وغیرہما نے بیان فرمایا ہے۔ اور بعض علماء نے اس عمل کی اصل کو شرعی نہیں کہا۔ اس پر اس کو بدعت کہا ہے۔ اور اس کو منع کیا ہے۔ بعض علماء نے اس کا جواز فرمایا کہ اس کی اصل شریعت میں موجود ہے۔ اور وہ حدیث ام سعد اور ابوطلحہ والی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ اور دوسری روایت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے صدقہ والی ہے۔ یہی کافی ہوں کہ بغیر کسی انکار کے صوفیہ کرام کے نزدیک یہ عمل سند اول ہے۔ اگر نذر اللہ کے لئے ہے، اس ہدیہ کے طریقہ پر ثواب پہنچایا جائے تو وہ حلال ہے۔ [illegible] یہ ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگوں میں یہ رواج ہے کہ طعام پکاتے ہیں یا حلوہ مٹھائی بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اولیاء میں سے فلاں ولی اللہ کے لئے اور انبیاء کرام کے لئے ہے۔ پس اس کا معنی نیاز، فاتحہ اور ہدیہ ہے۔ غیر اللہ کی نذر کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ ان کی روح کو ایصال ثواب کرتے

ہیں۔ پس اس کا حلال ہونا راجح ہے۔.........

یا کہے یا نبی اللہ' یا ولی اللہ میری حاجت پوری ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے تو میں آپ کی بارگاہ میں صدقہ کا ثواب (بطور) ہدیہ پیش کروں گا' ان تمام صورتوں میں نذر جائز ہے۔ اور پھر جو کہتے ہیں کہ یہ "نذر نبی" ہے۔ اور یہ "نذر ولی" ہے۔ تو یہ نذر شرعی ہرگز مراد نہیں ہوتی' اور حکم نہی میں داخل نہیں' اس میں نذر شرعی کا معنی نہیں' یہاں اکابر نے تو ہمیشہ "عرف نذر" کی بات کی ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۳۸)

مزید فرمایا

☆ "پس اگر حیوان پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے جیسے کہا جاتا ہے کہ سید احمد کبیر کی گائے" "شیخ صدر الدین کا مرغ" وغیرہ پھر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے فہو حلال۔ پس وہ حلال ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۳۰)

مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ

اہل حدیث کے مستند استاد مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی کا ارشاد ہے۔

☆ "مجھ نابکار کو ان (امام عبدالوہاب شعرانی) سے کمال حسن عقیدت ہے' میں نے انکی کتب سے سلوک و فروغ کے متعلق بہت فیض حاصل کیا۔ مصر میں' میں نے ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی اور ان کے مرقد منور کی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۱۱۵)

مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

دیوبندی اور اہل حدیث علماء کے نہایت متفقہ عالم دین مولانا عبدالحی

لکھنوی سے سوال کیا گیا کہ سید احمد کبیر کی گائے وغیرہ حلال ہے یا حرام؟ آپ نے ارشاد فرمایا:

☆ "اگر تقرب خدا تعالیٰ کے لئے ہو اور اس کے لئے ذبح ہو' ایصال ثواب کسی کیلئے بھی ہو' حلال ہے" (فتاوی عبدالحی جلد ۳ ص ۱۰۴)

مزید فرمایا: کہ بیشک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کیلئے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے' حلال و طیب ہے' کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔ گو ان کیلئے انکی نذر کرتے ہیں' (فتاوی عبدالحی جلد ۳ ص ۱۰۵)

مزید برآں حضرت لکھنوی نے ہر چیز کے ایصال ثواب کو اور سالانہ عرس بزرگان دین کو جائز لکھا ہے۔ اور ان اعمال کو حدیث پاک کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول یقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار و ابوبکر و عمر و عثمان سے ثابت کیا ہے۔ نیز ان اعمال کی حقانیت پر حضرت عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جیسے اکابر امت کے حوالے دیئے ہیں۔ (فتاوی جلد ۲ ص ۹۹)

مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دارالعلوم دیوبند کے بانی مبانی اور علماء دیوبند کے "قاسم العلوم والخیرات" مولوی قاسم نانوتوی کا ارشاد ہے۔

☆ "حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا

ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ پچھتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا۔ یہ سمجھ کر بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا۔ اور اس کو اطلاع نہ دی۔ مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سبب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو اس پر آپ نے فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوگئی'' (تحذیر الناس ص ۳۴)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

اہلحدیث حضرات کے بلند پایہ مجدد اور شیخ الشیوخ مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی کا ارشاد ہے۔

☆ ''شیخ نے ترجمہ میں لکھا ہے کہ آثار میں سورہ فاتحہ اور معوذتین اور قل ھو اللہ احد کا پڑھنا اور ان کا قبر والوں کو ثواب پہنچانا آیا ہے اور قرآن پاک کا ثواب میت کو پہنچانے اور اس کے پہنچنے میں اختلاف کیا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ ثواب پہنچتا ہے۔ شیخ عبداللہ یافعی روض الریاحین میں کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبدالسلام کو لوگوں نے خواب میں دیکھا' انہوں نے کہا' ہم نے دنیا میں فتویٰ دیا تھا کہ قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا' یہاں اس کے برعکس پایا اور ہم نے دریافت کیا کہ ثواب پہنچتا ہے۔ (مسک الختام شرح بلوغ المرام)

☆ ''یافعی نے لکھا ہے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ارواح موتیٰ بعض اوقات میں علیین یا سجین سے طرف اپنے اجساد کے اندر قبور کے واپس

آ جاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ خصوصاً شب جمعہ کو اور وہ بیٹھ کر باہم باتیں چیت کرتے ہیں۔ (بذل احیات ص ۴۲)

☆ ''طاؤس نے کہا کہ مردے اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں' سات دن تک اس لئے سلف' دوست رکھتے تھے کہ ان سات دنوں میں ان کی طرف سے کھانا کھلایا جائے رواہ احمد فی الزہد' ابونعیم فی الحلیہ' (بذل احیات ص ۲۹)

☆ ''آفات' بلیات اور حوادث زمانہ' آگ لگنے' ڈوبنے سے محفوظ رہنے کیلئے ختم بخاری شریف مجرب اور تریاق اور نافع ہے۔ (الروض الخصیب ص ۱۱۲)

نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب ''الداء والدواء'' میں مندرجہ ذیل ختمات مبارکہ کا ذکر فرمایا۔

ختم حضرت شیخ احمد سرہندی

☆ فرماتے ہیں: ''یہ ختم واسطے حصول جمیع' مقاصد وحل مشکلات کے مجرب ہے۔ پہلے سو بار درود پڑھے پھر پانچ سو بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر سو بار درود' اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل ہو۔ مرزا صاحب قدس سرہ' نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان وختم مجدد رضی اللہ عنہم ہر دن بعد حلقہ صبح کے لازم کرلو''

([illegible] ص ۲۹)

ختم قادریہ

☆ فرماتے ہیں: ''اس کو مشائخ نے واسطے برآمد امرمہم کے مجرب سمجھا ہے' عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کرکے تین دن تک پڑھے' بسم اللہ معہ

فاتحہ وکلمہ تمجید و درود اور سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار' پھر شرینی پر فاتحہ پڑھ کر ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت اور مشائخ طریقت کو دے کر تقسیم کردے۔ (الداء والدواء ص ۶۷)

دیگر ختم قادریہ

☆ فرماتے ہیں: ''پہلے دو رکعت نماز پڑھے' ہر رکعت میں سورہ اخلاص گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے اللهم صلى على محمد معدن الجود والكرم وعلىٰ ال محمد وبارک وسلم پھر شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کردے۔ (الداء والدواء ص ۶۷)

ختم برائے میت

☆ فرماتے ہیں: ''پھر ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن جلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا گیا لوگ حلقے کے یوں کہیں ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم۔ (ایضا)

مولوی یوسف پنجابی کا فیصلہ

اہل حدیث کے مایہ ناز مولوی یوسف پنجابی کا ارشاد ہے۔

☆ ''بیشک زندوں کی دعا مردوں کے لئے اور ان کا صدقہ دینا ان کے درجات کی بلندی میں نافع ہے۔ (العقیدۃ الاحمدیہ ص ۲۵ جلد ۲)

مولوی زکریا سہارنپوری کا فیصلہ

تبلیغی جماعت کے رہنما مولوی زکریا سہارنپوری نے تحریر فرمایا کہ ایک

[illegible] کا گنہگار بیٹا مرگیا ماں نے خواب میں دیکھا کہ اسکو عذاب ہو رہا ہے۔ [illegible] پریشان ہوئی۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے پھر خواب میں دیکھا کہ [illegible] خوش و خرم ہے' ماں نے پوچھا یہ کیا ہوگیا۔ اس نے کہا کہ ایک بہت [illegible] گنہگار شخص اس قبرستان سے گذرا۔ قبروں کو دیکھ کر اس کو کچھ عبرت ہوئی۔ [illegible] حالت پر رونے لگا اور سچے دل سے توبہ کی اور کچھ قرآن شریف اور [illegible] درود شریف پڑھ کر اس قبرستان والوں کو بخشا' جس میں میں تھا۔ [illegible] سے جو حصہ مجھے ملا اس کا یہ اثر ہے۔ جو تم دیکھ رہی ہو۔ میری اماں [illegible] پر درود کا نور ہے۔ گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور زندہ اور مردہ دونوں کے [illegible] رحمت ہے۔ (ملخصا لفضائل درود شریف مطبوعہ دہلی ص ۱۰)

مولوی عبدالستار کا فیصلہ

غیر مقلدین کے پیشوا مولوی عبدالستار نے قصص المحسنین میں لکھا ہے۔

رات جمعے دی مغرب پچھے دو رکعتاں جانی
ہر رکعت وچ فاتحہ پچھے ستر قل پچھانی
ایہہ دوگانہ جس میت نو بخشیا پڑھنے والے
دوزخ وچوں جلدی اسنوں رب کریم نکالے

مولوی عبدالستار صاحب نے مشہور حدیث کو بھی اشعار میں بیان کیا ہے [illegible] کے دن ایک بندہ اپنے درجات دیکھ کر عرض کرے گا' مولا! کیا یہ [illegible] ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا' تیرے بیٹے نے تیرے لئے استغفار [illegible] ان کے صدقے تجھے یہ درجے عطا کئے گئے۔

ایسے عمل اساڈے نیں سن تے آکھن یا رب عالی
اوہ کی حکمت جس دے باجھوں رحمت موج وکھالی
رب کہے سی فرزند تساڈے پڑھی کلام الٰہی
اس دے پاروں اپر تساڈے رحمت بے پرواہی

مولوی صاحب "القصص الحسنین کے آخر میں تمام مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں۔

دعا منگن میں کارن مومن کراں سوال نمانا
فاتحہ، کلمہ، تن قل پڑھ کے ختم درود پچھانا

مولوی حافظ محمد لکھوی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مقتدا مولوی حافظ محمد لکھوی اپنی منظوم کتاب 'احوال الآخرت' میں فرماتے ہیں۔

ہزار بہتر کلمہ طیب جے پڑھ بخشے کوئی
جلد آزاد عذابوں ہووے جنوں بخشے سوئی

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اس مضمون میں ہم ان تاریخ ساز شخصیات کے فیصلے نقل کرتے ہیں جن کی علمی وفکری، روحانی و تحقیقی قابلیت پر تمام علماء دیوبند، زعماء اہل حدیث غیر مقلدین اور ہم سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان مسلمہ و متفقہ اکابرین کے فیصلوں پر عمل کر کے انتشار و افتراق کی مسموم فضاؤں میں اخوت و یگانگت کے رنگ بھرے جا سکتے ہیں۔ آیئے مطالعہ کریں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی جامع الصفات شخصیت [illegible] تعارف نہیں۔ تمام دیوبندی اور غیر مقلد مولوی ان کی تعلیمات اور [illegible] کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو ان کا روحانی [illegible] تصور کرتے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں ان کا ارشاد ہے۔

"جان لینا چاہیے کہ ثواب بخش دینا بہتر ہے۔ اس میں دوسروں کا بھی [illegible] ہے اور اپنا بھی۔ اور نہ بخشنے میں صرف اپنا فائدہ ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ شاید [illegible] کے صدقے اسکا عمل بھی قبول ہو جائے" (مکتوبات فارسی دفتر دوم ص ۷۷)

[illegible] ہیں

"چند سال قبل فقیر کی عادت تھی کہ کھانا پکاتا تھا تو آل عبا کی [illegible] مطہرہ کیلئے خاص کرتا تھا۔ اور ایصال ثواب میں حضور پرنور ﷺ کے [illegible] حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت امامین رضی اللہ عنہم کو شامل رکھتا [illegible] ایک رات فقیر نے خواب دیکھا کہ حضور پرنور ﷺ نے توجہ نہ فرمائی، رخ [illegible] دوسری جانب رکھا۔ پھر فقیر سے ارشاد فرمایا "من طعام درخانہ عائشہ می [illegible] کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد"، ہم عائشہ صدیقہ کے گھر طعام [illegible] ہیں جو شخص ہمیں کھانا بھیجے ان کے گھر بھیجے، فقیر کو معلوم ہو گیا کہ توجہ [illegible] کی وجہ یہ تھی۔ اس کے بعد میں نے ہمیشہ حضرت عائشہ صدیقہ بلکہ [illegible] مطہرات کو اور تمام اہل بیت کرام کو شامل ثواب کیا اور جمیع اہل [illegible] وسیل رکھا"۔ (مکتوبات فارسی دفتر دوم ص ۵۹)

شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

شیخ المحدثین حضرت عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ''کہتے ہیں کہ حضرت وزیر الدین علیہ الرحمۃ ہر شب جمعہ کو رسول پاک ﷺ کی روح مطہر کیلئے زردہ پکاتے اور چاولوں کے اوپر تین بار قل ھو اللہ احد پڑھتے۔ (اخبار الاخیار ص ۳۳۳ مطبوعہ دیوبند)

☆ ''بیشک ہمارے ملک میں آج کل گیارھویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے'' (ماثبت بالسنۃ ص ۹۸)

حضرت جانِ جاناں کا فیصلہ

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ''کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اولیاء اللہ حضرت نقشبند' خواجہ جنید' حضرت علی المرتضٰے اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہم سب عرس غوث اعظم میں شریک ہوئے۔ (ملخصاً کلمات ص ۷۷)

شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ

رئیس المتاخرین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ ''مشائخ کی پاک روحوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کیلئے فاتحہ پڑھے یا انکی قبروں کی زیارت پر والہانہ عقیدت سے حاضری دے اور خیرات مانگے''

(ہمعات فارسی ص ۳۲)

☆ ''مشائخ کے عرسوں کو یاد رکھا جائے اور ان کے مزارات پر حاضری

دیا کرے اور فاتحہ پڑھنے اور ان کے لئے صدقہ دینے کو ضروری خیال کرے'' (ہمعات ص ۱۹)

☆ ''اگر حلوہ یا کھیر وغیرہ پر کسی بزرگ کی روح کو ایصالِ ثواب کیلئے فاتحہ پڑھ کر کسی کو کھلا دیں تو کوئی حرج نہیں' نیز اللہ تعالیٰ کی نیاز کا کھانا امیروں کو جائز نہیں' اگر کسی بزرگ کی فاتحہ کا کھانا ہو تو امیروں کو جائز ہے۔

(زبدۃ النصائح ص ۱۳۲)

☆ ''دس دفعہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی شیرینی پر تمام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں پیش کرے یہ عمل ہر روز کرے' انشاء اللہ چند روز میں مقصد پورا ہو جائے گا'' (انتباہ فی سلاسل اولیاء ص ۱۱۲)

☆ ''شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمۃ نے کچھ بھنے ہوئے چنے اور گڑ اپنے یاروں کو تقسیم کر دیئے' خواب میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اس حضرت کے ساتھ متوجہ ہوئے' کچھ تناول فرمائے اور باقی ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے'' (درثمین ص ۸)

شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ

اعلم العلماء شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ ''وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں کسی ڈوبنے والے کی طرح ہوتا ہے اور فریاد رسی کا انتظار کرتا ہے۔ صدقات' دعائیں اور فاتحہ مردہ کے بہت کام آتی ہیں'' (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ سورۃ البقر)

☆ ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی ذریت طاہرہ سے تمام امت مرشدوں کی طرح محبت کرتی ہے اور ان سے تکوینی امور کو وابستہ جانتی ہے۔ فاتحہ' درود' صدقات اور ان کے نام کی نذریں ساری امت میں مروج ہیں اور معمول ہیں۔ چنانچہ تمام اولیاء اللہ سے امت کا یہی معاملہ ہے''۔ (تحفہ اثنا عشریہ فارسی ص ۳۲۵)

☆ صالحین کی قبروں کی زیارت اور تبرک اور تلاوت قرآن' دعائے خیر اور طعام و شیرینی کی تقسیم کے ایصال ثواب سے ان کی (بلندی درجات کیلئے) امداد کرنا خوب و مستحسن امر ہے' اس پر علماء کرام کا اجماع ہے' (فتاویٰ عزیزی جلد ص ۵۸)

☆ ''سال میں دو مجلس فقیر کے مکان میں ہوتی ہیں' مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسنین ...... اکثر حضار مجلس اور اس فقیر پر حالت رقت و گریہ طاری ہوجاتی ہے۔ اگر یہ سب فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا' (فتاویٰ عزیزی ص ۱۱۰)

☆ ''حضرت غوث اعظمؓ کے روضہ مبارک پر گیارھویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابرین جمع ہوتے۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ تعالیٰ تلاوت کرتے حضرت غوث اعظم کی مدح میں قصائد و مناقب پڑھتے بعد ازاں سجادہ نشین کے ساتھ ذکر کرتے' جو نیاز تیار ہوتی وہ تقسیم کی جاتی (ملفوظات ص ۶۲)

''اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب روح میت کو پہنچانا اور یہ کام مسنون ہے۔ اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ تو اس

کا حاصل یہ ہے کہ کھانے وغیرہ کی معین مقدار کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو ہدیہ کیا جائے۔ ولی کا ذکر عمل منذور کے تعین کیلئے ہے ...... یہ نذر صحیح ہے اس کی ادا واجب ہے۔ (فتاویٰ جلد ۱ ص ۱۲۱)

''(حضرت شاہ ولی اللہ کے وصال کے) روز سوم (تیجے پر) لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ حساب سے باہر تھا۔ اکاسی سے بھی زیادہ قرآن پاک ختم ہوئے اور کلمہ کا تو احاطہ نہیں۔ (ملفوظات عزیزی ص ۸۰)

''حضرت شاہ عبدالعزیز تقریب عرس میں والد محترم اور جد امجد کی قبر پر حاضری دیتے' مسافت کے باوجود پیدل جاتے اور واپسی پر سوار ہوکر خوش آوازی سے قرآن و فاتحہ پڑھنے کے بعد حکم دیتے کہ مثنوی مولانا روم بھی پڑھا جائے۔ (ملفوظات عزیزی ص ۳۱)

شاہ رفیع الدین کا فیصلہ

شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''مجلس میں فاتحہ و ختم حاضران مجلس کیلئے ہے۔ اگر یہ جماعت قبر پر ہو اس جگہ تقسیم ہو اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچے اور اگر گھر میں ہو تو گھر والوں میں تقسیم کرے اس میں کوئی قباحت نہیں۔ (فتاویٰ ص ۹)

''لفظ نذر جو اس مقام پر مستعمل ہے وہ اپنے شرعی معنی پر نہیں' بلکہ مقصود بطریق تقرب الی اللہ کی جنس سے ایجاب غیر واجب ہے۔ عرفی معنی کیساتھ ہے۔ اسلئے جو بزرگوں کے حضور پیش کیا جاتا ہے اسے نذر و نیاز کہتے ہیں۔ (رسالہ نذور بزرگان ص ۱)

☆ ''نذر کی وجہ اول یہ ہے کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے یہ اولیاء [illegible]
تو صرف مصرف ہیں کہے یا اللہ میری فلاں مراد پوری ہو جائے تو تیری [illegible]
اس نیک ولی کے خادموں کو پہنچاؤں گا۔ وجہ دوم یہ کہ ان اولیاء اللہ کو [illegible]
بنائے اور یہ کہے کہ اے اللہ کے ولی اللہ تعالیٰ کی جناب میں میری اس مشکل
کے حل کے لئے دعا کریں۔ اگر میری یہ مراد پوری ہو جائے تو آپ کی طرف
سے اللہ کی بارگاہ میں اتنا طعام یا نقد پیش کروں گا۔ تا کہ ان کا ثواب آپ [illegible]
پہنچے۔ یہ طریقہ جائز ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ میری طرف سے قربانی کرتے رہنا۔ حضرت سعد [illegible]
عبادہ کو ام سعد کے لئے کنواں نکالنے کا حکم دیا۔ وجہ سوم یہ کہ اس بزرگ کو [illegible]
تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنا کر عرض کرے اے اللہ فلاں بزرگ کی بر[illegible]
سے اور اپنی عنایت و مہربانی سے کہ اپنی عمر اس کی بندگی اور رضا جوئی [illegible]
گزاروں گا' اگر تو میری مشکل آسان کر دے تو اتنا مال تیرے لئے صرف
کروں گا اور اس کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچاؤں گا۔ تا کہ ا[illegible]
بڑا احسان سے وہ بزرگ خوش ہو جائے۔ یہی مذہب حنفیہ ہے۔ کہ انسان
ثواب جسے چاہے پہنچائے۔ (رسالہ نذر بزرگاں)

ملا احمد جیون کا فیصلہ

سلطان اسلام حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے استاد گرامی
حضرت ملا احمد جیون علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ''اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بیشک نذر اولیاء کیلئے مانی جانے [illegible]

[illegible] کہ ہمارے زمانے کا رواج ہے۔ حلال اور طیب ہے۔ (تفسیرات
[illegible])

علامہ عبدالروف رافتؔ کا فیصلہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؔ کے خاص شاگرد حضرت امام عبدالروف
[illegible] ہیں۔

''جاننا چاہیے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کر دیا ہے اور
[illegible] ہے کہ اگر بکری کو غیر خدا کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اکبر
[illegible] کرنے سے وہ حلال نہیں ہوگی۔ اور غیر خدا کے نام کی تاثیر اس
[illegible] ہوگی ہے کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے
[illegible] رہتا۔ سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے۔ خود مولانا و مرشدنا حضرت
[illegible] صاحب بھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے۔ اور ان کے
[illegible] استاد والد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر
[illegible] کے معنی ماذبح لکھا یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بت کا نام
[illegible] سو حرام ہے۔ اور مردار جیسا ہے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے ذبح کیا
[illegible] حرام ہوتا ہے۔ بعض نادان تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے مولد شریف
[illegible] حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر ایک شہداء و اولیاء کی نیاز فاتحہ کے
[illegible] بھی حرام کہتے ہیں اور یہ آیت دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام
[illegible] گیا سو حرام ہے۔ واہ وا کیا عقل ہے۔ ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر
[illegible] ہیں۔'' (تفسیر رؤفی ص ۱۲۸ مطبوعہ بمبئی)

امام شعرانی کا فیصلہ

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ

☆ ''حضرت شاذلی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا جب تجھے حاجت درپیش ہو تو اور تو اس کو پورا کرنے کا ارادہ کرے تو نفیسہ طاہرہ کی نذر مان لے اگرچہ ایک پیسہ ہی کیوں نہ ہو بیشک تیری حاجت پوری ہو جائے گی (طبقات جلد۲ص۹۸)

خدارا ذرا غور کیجئے

حضرات محترم ہم نے متفقہ بزرگوں اور مخالفین اہل سنت کے پیشواؤں کے روشن فیصلے آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ ان تمام شخصیات نے ایصال ثواب کے جملہ پہلوؤں پر کھل کر گفتگو فرمائی ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ لوگ اپنے گھر کی کتابیں نہیں پڑھتے یا پڑھتے ہیں تو ''تجاہل عارفانہ'' سے کام لیتے ہیں کہ امت مسلمہ کہیں ایک عقیدے پر جمع نہ ہو جائے۔ ایسے روشن فیصلوں کے ہوتے ہوئے کیوں کہا جاتا ہے۔ ملا جی کا ختم شریف' بکرے چھترے ہضم شریف۔ اوجی بریلوی مولویوں نے کھانے پینے کا ڈھنگ رکھا ہے۔ اوجی یہ تو مشرکوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ غیر اللہ کی نیازیں کھاتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ تم یہ الفاظ مذکورہ صدر شخصیات بالخصوص اپنے اکابرین کے لئے استعمال کرنے کا حوصلہ رکھتے ہو۔ اگر نہیں تو تم اپنے فتوے اور تقوے میں مخلص نہیں۔ مسند علم پر بیٹھ کر انصاف نہیں کرتے۔ کیا ایک ہی جرم پر بڑوں کو اور اپنوں کو معاف کرنا جبکہ دوسروں پر طعن و تشنیع کے تیر

[illegible] حلال ہے؟ کیا یہ عادت چھوٹ نہیں سکتی تاکہ اہل اسلام کو امن و امان نصیب ہو جائے۔؟

ناطقہ سربگریباں ہے

جو لوگ خواہ مخواہ دوسروں کے بارے میں سوئے ظن کا شکار ہوں اور ان کے کاموں اور عقیدوں کو بھی شکوک و شبہات کی نظر سے دیکھتے ہوں' قدرت کی طرف سے انہیں کچھ ایسی نارسائی کی سزا دیتی ہے کہ سارے تقوے خاک میں مل جاتے ہیں۔ اب ذرا گیارھویں شریف' میلاد شریف' ختمات مبارکہ اور بزرگوں کی نذر و نیاز کے لنگر کو حرام کہنے والوں کی قلابازیاں اور بوالعجبیاں دیکھئے اور پوچھئے کہ حضرت اگر وہ لنگر حرام ہے تو یہ ڈھنگر کیسے حلال ہو گئے۔

[illegible] ''حلال ہے کھانا گورخر (جنگلی گدھے) کا'' (فقہ محمدیہ جلد۵ص۱۲۳)

[illegible] ''جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں کھانے والے کو برا کہتے ہوں وہاں کھانے والے کو ثواب ہوگا'' (فتاوی رشیدیہ جلد۲ص۱۳۵)

[illegible] ''مباح ہے کھانا بجو کا'' (فقہ محمدیہ جلد۵ص۱۲۳)

[illegible] ''کافر کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے'' (نزل الابرار جلد۳ص۷۸)

[illegible] ''سب دریائی جانور حلال ہیں یہاں تک کہ کتا' خنزیر اور سانپ بھی حلال ہیں'' (دلیل الاوطار جلد۱ص۲۷)

[illegible] ''پھوا' کوکرا' گھونگا ان تینوں سے شرع شریف نے بند نہیں کیا لہذا حلال ہیں'' (فتاوی ثنائیہ ج۱ص۵۵۷)

[illegible] ''پھوا حلال ہے'' (تفسیر ستاری ص۳۲۶)

☆ ''گوہ حلال ہے'' (ایضا)

☆ ''نسلی مرزائی اہل کتاب ہیں' ان کا ذبیحہ حلال ہے'' (کفایت ال[illegible] جلد ا ص ۳۲۱)

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھیے

باب دوم

نورِ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

نور مصطفےٰ ﷺ

اہل سنت و جماعت کے خواص و عوام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے محبوب و مطلوب دانائے غیوب ﷺ کو نور سے تخلیق فرمایا اور بشری لبادے میں ملبوس فرما کر تمام کائنات کو فیض ختم نبوت سے مشرف کرنے کے لئے بھیجا۔ حضور کا نور ہونا بھی برحق ہے۔ اور بے مثال بشر ہونا بھی برحق ہے۔ معراج پر جانا براق پر بیٹھنا لامکان کی سیر کرنا۔ وصال کے روز دندان اقدس سے شعاعوں کا نکلنا' حسن رخ کا آفتاب اور ماہتاب پر غالب آنا' نور ہونے کی دلیل ہے' کھانا' پینا' بازاروں میں چلنا' فروغ ہدایت کے لئے لہولہان ہونا' نکاح کرنا بے مثال بشر ہونے کی دلیل ہے۔ اتنے صاف ستھرے عقیدے پر بھی لوگ برافروختہ ہوگئے۔ اور پکار اٹھے جی نور کیسے کہتے ہو' قرآن پیش کیا' نہ مانے' حدیث پیش کی نہ مانے' صحابہ کرام کے اقوال پیش کئے نہ مانے' سوچا چلو ان کے بزرگوں کے حوالے پیش کر دیتے ہیں شاید جن کی ''برکت'' سے یہ بگڑے ہیں ان کے قلم سے نکلنے والے چند حوالوں کو دیکھ کر سدھر ہی جائیں' ہاں اگر ان حقائق کو دیکھ کر بھی ماننے کا پروگرام نہ بنے تو پھر ہماری اتنی گزارش ضرور مان لیجئے کہ نور مصطفےٰ کو ماننے کی جو سزا ہمیں سناتے ہو وہی ان بزرگوں کو بھی سنا دیجئے۔ کیونکہ

انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

مولانا عبدالحی لکھنوی کا ارشاد ہے۔

''۔۔۔ نبی اکرم ﷺ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ کیونکہ سایہ کثیف ہوتا ہے اور آپ کی ذات سر تا قدم لطیف نور ہے۔ (التعلیق العجیب ص ۱۳)

حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے پیر و مرشد اور علماء اہل حدیث کے ممدوح جبکہ ہمارے حضور اہل عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے سلسلہ صابریہ میں ولی نعمت حاجی امداد اللہ مکی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

جو نہ ہوتا احمد کا نور — نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور

(جہاد اکبر ص ۳)

۔۔۔ کو دکھلا دو مجھے — تم سے اے نور خدا فریاد ہے

(نالہ امداد غریب ص ۳۲)

۔۔۔ منور ہے دو عالم دیکھو — دیکھتے ہو مہ خورشید کی تنویر عبث

(گلزار معرفت ص ۷)

مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دارالعلوم دیوبند کے بانی مبانی مولوی قاسم نانوتوی کا قصائد قاسمی ص ۴ پر ارشاد ہے۔

کہاں وہ رتبہ کہاں وہ عقل نارسا اپنی
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدۂ زار
اگر قمر میں کچھ آجائے تیرے چہرے کا نور
تو رات دن ہے اور آگے اس کے دن شب تار

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے استاد گرامی مولوی رشید احمد گنگوہی کا ارشاد ہے۔

☆ ''اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی شان اقدس میں فرمایا ک[illegible] طرف خدا سے تمہاری جانب نور آیا اور کتاب مبین آئی۔ ومراد از نور ذا[illegible] پاک حبیب خدا ہست۔ نور سے مراد حبیب خدا کی ذات ہے۔''

(امداد السلوک ص [illegible])

☆ ''تواتر سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا اور یہ ظا[illegible] ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام کا سایہ ہوتا ہے'' (ایضاً)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے مسلمہ مجدد اور حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی [illegible] اشرف المواعظ میں ارشاد ہے۔

نبی خود نور اور قرآں ملا نور
نہ ہو کیوں مل کے پھر نور علیٰ نور

حضرت تھانوی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب نشر الطیب میں'' نور محمدی'' کے بیان میں ایک باب باندھا ہے اور اس میں وہی احادیث مبارکہ رقم [illegible]

[illegible] اہل سنت بیان کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

نام احمد چوں چنیں یاری کند
تاکہ نورش چوں مدد گاری کند

[illegible] الطیب کے آغاز میں رقم طراز ہیں۔

''اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا [illegible] اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا [illegible] متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے'' (نشر الطیب ص ۵)

''نور سے حضورؐ کا وجود موجود مراد لیا جاوے۔ (اشرف المواعظ ص ۴۸)

مولوی ذوالفقار دیوبندی کا فیصلہ

[illegible] بردہ شریف کے مشہور شارح مولوی ذوالفقار دیوبندی فانما [illegible] نورہم کی شرح میں لکھتے ہیں۔

''ہر معجزہ جس کو رسولان کرام لائے سوائے اس کے نہیں کہ وہ معجزہ [illegible] حضور پر نور ﷺ پہنچا ہے' کیونکہ آپ ہی باعث ایجاد خلق [illegible] اللہ نوری'' (عطر الوردہ ص ۳۳ مطبوعہ دیوبند) نیز لکھا ہے۔

کے ملک کر دی بہ پیش آدم خاکی سجود
نور تو دروے نبودی گر ودیعت اے ہدیٰ

مولوی حسین احمد مدنی کا فیصلہ

مولوی حسین احمد مدنی نے تمام علماء دیوبند کا متفقہ عقیدہ لکھا ہے۔

''ہمارے حضرات اکابر کے اقوال عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ

حضرات، حضرت ذات حضور پر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ اور میزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ازل سے ابد تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی۔ عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا کسی اور قسم کی ان سب میں آپ کی ذات اس طرح واقع ہوئی کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو۔ اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں، غرضیکہ حقیقت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمیان ہے، یہی معنیٰ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَ فْلَاکَ اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَ اَنَا نَبِیُّ الْاَنْبِیَاءِ وغیرہ کے ہیں'' (الشہاب الثاقب ص ۴۷ مطبوعہ دیوبند)

مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ

آل دیوبند کے شیخ المحدثین مولانا شبیر احمد عثمانی کا ارشاد ہے۔

☆ ''شاید نور سے خود نبی کریم صلعم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے'' (تفسیر عثمانی ص ۹۳)

مولوی مشتاق احمد دیوبندی کا فیصلہ

دیوبند حضرات کے زبردست محقق مولانا مشتاق احمد کا ارشاد ہے۔

☆ ''غرض نور اور سراج منیر کا اطلاق حضور کی ذات پاک پر اسی وجہ سے ہے کہ حضور نور مجسم اور روشن چراغ ہیں .... آپ کے جد امجد عبدالمطلب کو قریش مصیبت کے وقت نور اسی کے سبب حل مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے'' (التوسل ص ۲۲، ۲۳)

مولوی طاہر قاسمی کا فیصلہ

مولوی طاہر قاسمی نبیرۂ قاسم نانوتوی نے لکھا ہے۔

☆ ''معلوم ہوا کہ نور محمدی بلحاظ خلقت سب مخلوق سے اول ہے۔ اور اس کا ظہور سب سے آخر ہے۔ اسی لئے نور محمدی کا اول و آخر نور خدا تو ہو سکتا ہے۔ لیکن اور کسی کے نور نبوت کا یہ منصب نہیں ہو سکتا۔ نہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی نبوت کا وجود ہی تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر تسلیم کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسے منکر گروہ نے حقیقت محمدیہ کی اولیت سے ہی انکار کر دیا ہے۔ (عقائد الاسلام قاسمی ص ۳۲، ۳۳)

مولوی ادریس کاندھلوی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی کاندھلوی نے مقدمہ مقامات حریری میں اپنا عقیدہ اس طرح رقم کیا ہے۔

سراج المنیر کشمس الضحیٰ
خیر البرایا و نور'' قدیم

اپنی کتاب عقائد الاسلام میں لکھتے ہیں۔

آفتاب شرع دریائے یقین
نور عالم رحمۃ للعالمین

☆ ''تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ہے۔ مراد محمد رسول اللہ ﷺ اور ایک روشن کتاب آئی ہے۔ قتادہ اور زجاج سے منقول ہے کہ نور سے آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات مراد ہے۔ (تفسیر معارف القرآن جلد ۱ ص ۴۲)

مولوی عاشق میرٹھی کا فیصلہ

دیوبندی حضرات کے یہ بلند پایہ مورخ لکھتے ہیں۔

☆ ''آنحضرت ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب نہایت حسین اور خوبصورت جوان تھے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور ان کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔ اسلئے کچھ طبعی طور پر زنان قریش کی طبیعتوں کا میلان عبداللہ کی طرف ہوتا تھا۔ (اسلام ص ۲۵ جلد ۱)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مناظر اعظم مولوی امرتسری کا ارشاد ہے کہ

☆ ''ہمارے عقیدے کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ خدا کے پیدا کیے ہوئے نور ہیں'' (فتاوی ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۳۷)

☆ ''قد جاء کم من اللہ نور'' یعنی تمہارے پاس اللہ کا نور محمد ﷺ اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی سورۃ المائدہ ص ۱۱)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مجدد اعظم صدیق حسن بھوپالی نے تو کمال کر دیا' لکھتے ہیں۔

☆ ''کہا گیا ہے کہ نور محمدی کا حلول ہند میں منطقی مساوات سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کی رو سے نور محمدی صلب آدم میں ودیعت تھا۔ اور ان کی پیشانی میں روشن تھا۔ تو واضح ہو کہ نور محمدی کی ابتدائی جلوہ افروزی

[illegible] ہے۔ اور اس کی منتہا عرب ہے۔ آپ کے طفیل ہندوستان کو کافی [illegible] طفیل حاصل ہوا۔ اور اس مساوات کی تقریر یہ کہ نور محمدی نے حضرت آدم کے ساتھ نزول فرمایا اور منطق کی کتب میں اس قیاس کی تحقیق تلاش کرو

کانت لآدم ارض الھند منھبطاً

وفیہ نور رسول اللہ مشغول'

یعنی زمین ہند حضرت آدم کے نزول سے مشرف ہے' اور اس میں رسول اللہ ﷺ کا نور اقدس مشغول ہے'' (خلیرۃ القدس ص ۳۷۶)

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

☆ ''اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول خدا کا نور نبوت پہلے صلب آدم میں تھا اور اس کے بعد اصلاب آبا اور ارحام امہات میں منتقل ہوتا رہا [illegible] کہ عبداللہ بن عبدالمطلب سے مکہ میں ظاہر ہوا'' (حج الکرامۃ فی آثار القیامۃ [illegible])

☆ ''زجاج نے کہا مراد نور سے حضرت ہیں یا اسلام یا قرآن'' (ترجمان القرآن جلد ۲ ص ۸۵۷)

حافظ محمد لکھوی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مفسر تفسیر محمدی منزل چہارم میں رقم طراز ہیں۔

نور نبی دا خوبیاں اوسدیاں لوکاں نوں دساون
آگے وی نبوت تھیں بھی خوبیاں لوکاں بھاون
اوہ نور نبی دا آپے دہندا لوکاں نوں روشنائی

بھاویں نبی نبولے دیوے حاجت اگر نہ کائی

تے جمن ویلے مائی ڈٹھا نور کنوں چمکارا

جو شام ولایت شہر دسیاوے اس نوروں آشکارا

مولوی انور شاہ کشمیری کا فیصلہ

دیوبند کے شارح بخاری مولانا انور شاہ کشمیری نے یہ عقیدہ لکھا ہے۔

کاندر آنجا نور حق بود و بند دیگر حجاب

دید و شنید آنچہ جزوے کس بشنید وندید

(عقیدۃ الاسلام ص ۲۱۹)

قاضی سلمان منصور پوری کا فیصلہ

اہل حدیث کے مقتدر عالم و محقق مولانا سلیمان سلمان منصور پوری کا ارشاد ہے۔

☆ ''نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اسم ظاہر بھی ہے' وہ حسب و نسب عالی ہے' آبائے اولین جو اسی نور (نور محمدی) کے حامل تھے۔ سفاح سے پاک رہے۔ (رحمۃ للعالمین جلد ۳ ص ۲۱۲)

☆ ''سیدہ آمنہ نکاح کے پہلے ہفتہ میں امانت دار ''نور محمدی'' بن گئی تھیں'' (ایضا جلد ۲ ص ۱۰۸)

☆ ''قرآن مجید نے نبی ﷺ کو سراج منیر کہا ہے۔ اور یہ بتلا دیا کہ حضور کی ذات گرامی میں ہفت اقلیم عالم کی رہبری کے رنگ جمع ہیں اور جامعیت کا یہ نور ہر ایک نزدیک دور کا باصرہ افروز اور بصیرت افزا ہے'' (ص

([illegible] ص ۴۸)

''کعب بن زہیر قصیدہ بانت سعاد میں کہتے ہیں ان الرسول لنور [illegible]'' (رحمۃ للعالمین جلد ۳ ص ۲۱۹)

مولوی میر ابراھیم سیالکوٹی کا فیصلہ

مرکزی اہل حدیث جمعیت کی سربرآوردہ شخصیت جناب ساجد میر کے [illegible] مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی کا ارشاد ہے۔

''(حضرت عبدالمطلب) کی پیشانی میں خدا کے برگزیدہ رسول کا نور تھا اس کے دیکھنے کیلئے ایسی آنکھ کی ضرورت ہے جس کی نور افزائی اللہ تعالیٰ نے کی ہو'' (سیرت المصطفےٰ جلد ۱ ص ۶۱)

''عبد مناف کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے قمر البطحا کہتے ہیں۔ [illegible] ان کو برا جانتے تھے اور آپ پر نبی کریم ﷺ کا نور ظاہر و آشکارا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا نور ان کے چہرے میں موتی کی طرح چمکتا تھا۔ ان کو جو شخص دیکھتا ان کے ہاتھ چوم لیتا اور جس شے کے پاس سے گزرتے وہ شے ان کو سجدہ کرتی۔ عبدالمطلب کے چہرے پر نور موتی کی طرح چمکتا تھا اور اس کے چہرے کے خط و خال سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہوتا تھا'' (ایضا جلد ۱ ص ۷۰)

''حضرت آمنہ نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے جس سے میں نے شام کے شہر بصریٰ کے محلات دیکھ لئے'' (ایضا جلد ۱ ص ۱۱۵)

ابن محمد بن عبدالوہاب کا فیصلہ

اس دیار نے دوں میں وہابیت و نجدیت کا پودہ کاشت کرنے والے شیخ

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے صاحبزادے امام بدرالاعلام شیخ عبداللہ بن محمد نے لکھا ہے۔

☆ ''ابن سعد روایت کرتے ہیں' آنحضرت ﷺ کی والدہ نے فرمایا جب آپ پیدا ہوئے' اس وقت مجھ سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محل جگمگانے لگے۔ آپ ﷺ صاف ستھرے پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے جسم پر میل کچیل مطلق نہیں تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

وانت لما ولدت اشرقت الارض وضاءت بنورک الافق یعنی آپ ﷺ جب پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آپ ﷺ کے نور سے کنارے روشن ہوگئے۔ ونحن فی ذلک الضیاء وفی النور فسبل الرشاد تخترق' یعنی اور ہم اس نور سے متمتع ہیں اور اس کی روشنی میں ہدایت کے راستے ہموار کیے جا رہے ہیں'' (سیرۃ الرسول مترجم ص ۳۰ مطبوعہ جہلم)

عبدالماجد دریا آبادی کا فیصلہ

حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے پروردۂ نگاہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا ارشاد ہے۔

☆ ''نور سے اشارہ ہے رسالت محمدی ﷺ کی جانب اور کتاب مبین سے قرآن کی جانب'' (تفسیر ماجدی جلد ا ص ۲۳۳)

قاری محمد طیب دیوبندی کا فیصلہ

سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند مولوی قاری طیب دیوبندی کا ارشاد ہے۔

☆ ''آپ ﷺ کے جسم مبارک' جمال مبارک اور حقیقتِ پاک سب ہی میں نورانیت اور جاذبیت نظر آتی ہے.......... اور حقیقتِ محمدی کو حدیث میں نور کہا جانا سب اسی کی علامات و آثار ہیں'' (آفتاب نبوت جلد ا ص ۳۱)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب نور مصطفےٰ کی شان حقانیت پر ان عظیم الشان شخصیات کے فیصلے نقل کیے جاتے ہیں جن پر تمام اہل سنت و جماعت اور اہل حدیث اور دیوبندی حضرات کا مکمل اتفاق ہے۔ سب ان کے علمی و فکری وقار کو سلام شوق پیش کرتے ہیں۔ اور ان کی تحقیقات پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

☆ ''حضور اکرم ﷺ جسم عنصری رکھنے کے باوجود حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے' نبی اکرم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ' میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا' اور کسی کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی'' (مکتوبات فارسی جلد ۳ ص ۱۹)

قاضی ثناء اللہ مظہری کا فیصلہ

بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ مظہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ''اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا یعنی محمد ﷺ آئے یا اسلام آیا۔ (تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۶۷)

شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

شیخ المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

☆ ''اول مخلوقات اور خلق عالم و آدم کا واسطہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا' علوی و سفلی مکونات اسی نور اور اسی جوہر پاک سے پیدا ہوئے'' (مدارج النبوۃ فارسی جلد ۲ ص ۲)

☆ ''آپکا ایک اسم مبارک نور ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا'' (ایضاً جلد ا ص ۲۱)

شاہ عبدالرحیم دہلوی کا فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت الشاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ''عرش سے فرش تک اور علوی فرشتے اور سفلی جنات تمام حقیقت محمدی سے ہی پیدا ہوئے اور حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے اول ما خلق اللہ نوری '' (انفاس رحیمیہ ص ۱۳)

شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ

امام التحقیق حضرت الشاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

وَقَدْ کَانَ نُوْرُ اللّٰہِ فِیْنَا لَمُھْتَد''

وَصَمْصَامُ تَدْمِیْرٌ عَلٰی کُلِّ نَاکِبِ

حضور ﷺ نور خدا تھے' ہدایت والے اور ہر نافرمان کو ہلاک کرنے والی تلوار کی صورت تھے۔ (قصیدہ اطیب النغم ص ۱۲)

شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ

امام المحدثین حضرت الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''حضور ﷺ کی ولادت کے وقت ایک نور چمکا جسکی بدولت آپ کی والدہ کریمہ پر ملک شام کے شہر روشن ہوگئے'' (تفسیر عزیزی جلد ۳ ص ۲۱۹)

خدارا ذرا غور کیجئے

قارئین کرام! مندرجہ بالا عبارات و اقتباسات کا بار بار مطالعہ فرمائیں اور اپنی عقل سلیم کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔ اگر نور مصطفےٰ ﷺ کے منکرین میں اپنے ان اکابر پر کوئی فتویٰ صادر کرنے کی ہمت و جرأت نہیں تو پھر اہل سنت و جماعت کو بھی معاف کردیا جائے۔ اور اس نظریہ کو مذاق کا نشانہ بنا کر ان کے جذبات سے نہ کھیلیں بلکہ ذرا اعلیٰ ظرفی اور بلند نظری کا ثبوت دیتے ہوئے جملہ عالم اسلام کے ''نظریہ نور'' کی حقانیت کو قبول کرلیں' آخر وہ بھی تو حضور پرنور نور علی نور ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں' ان کی شان و عظمت کو سلام نیاز پیش کرنا ان کے ایمان کا بھی تقاضا ہے' وہ [illegible] سے کیوں ناآشنا ہیں' ان کی یہ ناآشنائی کب تک امت مسلمہ کے [illegible] کرتی رہے گی' یہ سوچنا ان کا اولین فریضہ ہے۔

ہم نے تو دل جلا کے سرعام رکھ دیا

ناطقہ سربگریباں ہے

ان لوگوں نے اپنے اکابر کی ان علمی تحریروں سے چشم پوشی کرتے ہوئے حضور نور مجسم ﷺ کی شانِ نورانیت کا انکار اپنا شیوۂ حیات بنا رکھا ہے' وہ

نجانے کس منہ سے اپنے اکابر کو ''نورِ مجسم'' مانتے ہیں۔ ورطہ حیرت میں گم
دینے والی یہ عبارت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کے قلم کا شاہکار ہے۔ وہ مولانا
رشید احمد گنگوہی کی ''شانِ نور'' بیان کرتے ہیں۔

☆ ''پس بے نظیر شیخ وقت اور بے عدیل قطب زماں کی سوانح کیا
لکھے تو کیا لکھے' بھلا جس ''مجسم نور'' سرتاپا کمال کا عضو عضو اور رواں رواں
ایسا حسین ہو کہ عمر بھر ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے بھی سیری نہ ہو سکے۔ اس کے
کوئی محاسن بیان کرے تو کیا کرے'' (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۳)

انھی کی ''شان نور'' میں محمود الحسن شیخ الہند کا مرثیہ ملاحظہ فرمایئے۔

چھپائے جامۂ فانوس کیونکر شمع روشن کو
تھی اس ''نور مجسم'' کے کفن میں وہ عریانی

تمام دیوبندی حضرات حضرت میاں شرقپوری قدس سرہٗ کا یہ ارشاد
بڑے ذوق سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری وجود
ہیں' ان میں سے ایک انور شاہ صاحب ہیں'' (عبارات اکابر ص۲۷)

☆ ''مولوی خلیل احمد کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مولانا خلیل احمد
صاحب تو نور ہی نور ہیں' ان میں نور کے سوا کچھ نہیں'' (تذکرۃ الخلیل ص۳۵۹)

☆ ''مولوی احمد علی لاہوری کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے
انوار میں سے ایک نور تھے'' (رسالہ خدام الدین لاہور ۲۲ مئی ۱۹۹۳)

اب ہم اہل انصاف سے التماس ضرور کریں گے کہ جب حضور ﷺ
''نور مجسم'' نہیں اور اللہ کی طرف سے نور نہیں تو یہ دیوبندی اکابر کیسے نور بن
گئے۔ دل سے پوچھئے اور فیصلہ دیجئے ورنہ جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو
پکارے گا آستیں کا۔

باب سوم

تو زندہ ہے واللہ

تو زندہ ہے واللہ

صحابہ کرام سے لے کر آج تک سب ہدایت مآب لوگوں کا مسلمہ عقی
ہے کہ حضور فخر کائنات جان حیات ﷺ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد اپنی
انور میں زندہ جاوید ہیں۔ درود وسلام سنتے ہیں۔ فریاد سنتے ہیں اور غلا
کی امداد فرماتے ہیں۔ آیات ربانی اور احادیث نبوی کی روشنی میں اہل سنت
جماعت نے اس عقیدہ حسنہ کو متعدد بار ثابت کیا ہے۔ ہر دور کے جلیل القد
ائمہ اور رفیع المرتبت صوفیہ نے اپنے علم وتحقیق اور فکر ومشاہدہ سے اسے تسلیم
کیا' اوروں کو بھی اس کے جلوے دکھائے۔ اب کیا کیا جائے عقل نارسا کا
اس نے کچھ دماغوں میں کچھ اسطرح رسوخ پیدا کرلیا ہے کہ وہ ہر حقیقت سے
بیگانہ ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم اس باب میں ان کو ان حقائق کے مطالعہ کی
دعوت دیتے ہیں جو ان کے اپنے مقتدر علما کے فکر ونظر کا نچوڑ ہیں' کیا وہ ان
پر بھی کفر وشرک کا وہی فتویٰ لگانے پر تیار ہیں جو تمام عالم اسلام پر لگاتے
ہیں۔؟

مولوی وحید الزماں کا فیصلہ

امام الوہابیہ مولانا وحید الزماں صاحب ارقام فرماتے ہیں۔

تیسرا قول مختار ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہوگیا کہ غیر اللہ کا وسیلہ
… زندوں کے اختصاص کی کونسی دلیل ہے۔ اور حضرت عمر رضی
… اثر میں نبی ﷺ کیساتھ توسل منع ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ اور
… حضرت عباس کیساتھ توسل لوگوں کے ساتھ ان کا دعا کرنا تھا اور انبیاء
… علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں' ایسے ہی شہداء اور صالحین
… قبروں میں زندہ ہیں اور بیشک ابن عطاء نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ پر دعوی
… کیا مگر اس سے سوائے اس کے کوئی چیز ثابت نہ کرسکے۔ ابن تیمیہ نے کہا
… رسول اللہ ﷺ سے استعانت جائز نہیں لیکن وہ عبادت کے معنوں میں
… اس آپ کے ساتھ توسل جائز ہے'' (ہدیۃ المہدی ص ۴۲ مطبوعہ فیصل آباد)
''دعا لغوی ندا کے معنوں میں ہے تو یہ مطلقاً غیر اللہ کے لئے جائز
… خواہ زندہ کو پکارا جائے خواہ فوت شدہ کو برابر ہے۔ اس کا ثبات نابینا کی
… حدیث میں ہے۔ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی' دوسری حدیث میں ہے
… اللہ اعینونی' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہوگیا انہوں نے کہا
… یا محمد' ہمارے اصحاب میں سے ابن جوزی نے روایت بیان کی کہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا یا عمراہ' یا عمراہ'
… یا عمراہ' یہ روایت ابن حیان نے کی ہے۔ سید نے بعض تالیفوں میں کہا!

قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے
ابن قیم مددے قاضی شوکاں مددے

(ہدیۃ المہدی ص ۵۰)

''یارسول اللہ' یا علی' یا غوث تو اس اکیلی ندا سے ان پر شرک کا حکم

نہیں دیا جائے گا اور کیسے دیا جا سکتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقتولوں کو فلاں ابن فلاں کہتے ہوئے پکارا تھا''۔ (ایضاً ص ۱۵)

☆ فوت شدگان قبروں میں زائرین کا کلام و سلام سنتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان پر کس نے سلام بھیجا ہے۔ اور جو ان کے لئے دعا کرتا ہے۔ اور آپس میں انس محسوس کرتے ہیں اور ان میں سے بعض قبر میں نماز پڑھتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں' زائرین کو پہچانتے ہیں اور ان سے مانوس ہوتے ہیں۔ نعمتیں دیے جاتے ہیں۔ اور لباس پہنتے ہیں اور جنت کے پھل کھاتے ہیں اور جنت کا پانی پیتے ہیں اور زائرین کے احوال کو جانتے ہیں۔ اور ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (ایضاً ص ۱۱۳)

☆ ''عجیب ترین بات یہ ہے کہ ہمارے کچھ بھائیوں نے استعانت میں زندوں اور مردوں کا فرق کیا ہے۔ اور گمان کیا ہے کہ جو امور بندوں کی قدرت میں ہیں ان میں زندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں' البتہ انہیں امور میں مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے۔ حالانکہ یہ کھلا مغالطہ ہے' کیونکہ غیر اللہ ہونے میں زندہ اور مردہ برابر ہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مردوں سے مدد مانگنا انہیں زندوں کا شریک بنانا ہے نہ کہ اللہ کا'' (ایضاً)

☆ ''صنم اور وثن کا حکم الگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے اجتناب اور انہیں توڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ جو شخص ان سے سوال کرتا ہے اگرچہ چیز مانگے جو زندوں سے مانگی جاتی ہے' وہ ان کی تعظیم کرتا ہے اور ہم اس سے پہلے بتا چکے ہیں کہ ملائکہ' انبیاء' اولیاء اور وہ شعائر جن کی عزت ہمارے دین میں باقی ہے۔ ان کے علاوہ جن چیزوں کی مشرک عبادت کرتے ہیں ان کی معمولی

تعظیم بھی کفر ہے۔ انبیاء اولیاء کی روحیں' اصنام اور اوثان کے قبیلے سے نہیں بلکہ یہ ملائکہ کے قبیلے سے ہیں۔ یا ان سے اعلیٰ ہیں۔ لہٰذا ان ارواح کو ملائکہ پر قیاس کیا جائے' نہ کہ اصنام اور اوثان پر جو سراپا نجاست ہیں'' (ہدیۃ المہدی ص ۲۰)

حافظ ابن قیم کا فیصلہ

اہل حدیث غیر مقلدین کے مسلمہ امام حافظ ابن قیم نے ایک روایت نقل کی ہے۔ جس میں حضرت شبلیؒ نماز کے بعد آیت ''لقد جاء کم رسول'' کے بعد ''صلی اللہ علیک یا محمد'' پڑھتے تھے' حضور ﷺ نے خواب میں حضرت شبلیؒ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (جلاء الافہام ص ۲۶۰ مطبوعہ امرتسر)

مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دارالعلوم دیوبند کے بانی مبانی جناب مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ ''حیات نبوی ﷺ دائمی ہے۔ ممکن نہیں کہ آپ کی حیات زائل ہو جائے اور حیات مومنین عرض ہے۔ زائل ہو سکتی ہے'' (آب حیات ص ۱۳۲)

☆ ''اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء بدستور زندہ ہیں'' (آب حیات ۳۶)

☆ ''یعنی سلامت جسد نبوی اور حرمت نکاح ازواج مطہرات اور عدم توریث اموال مقبوضہ حضرت محمد ﷺ میں اگر غور کیا جائے تو ایک وہی حیات ہے اور کوئی امر مذکورہ میں سے ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ یہ کہ ہو تو سکتا ہے پر نہیں ہوا'' (آب حیات ص ۴۹)

☆ ''رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برا[illegible] اس میں انقطاع یا تبدل و تغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہوجانا [illegible] نہیں ہوا'' (آب حیات ص ۲۷)

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی ص ۸ مطبوعہ

مولوی انور شاہ کشمیری کا فیصلہ

دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس مولانا سید انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے

☆ ''بیشک تمام انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑ[illegible] ہیں۔ معنی اس حدیث کا یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح عبادات طیب[illegible] افعال مبارکہ سے معطل نہیں ہوتیں بلکہ اپنی قبروں میں اسی طرح عباد[illegible] کرتی ہیں، جس طرح ظاہری حیات میں نماز روزہ، حج وغیرہ کرتی تھیں ا[illegible] اسی طرح ان کے تابعین کا حال ہے، مراتب کے مطابق'' (فیض الباری شر[illegible] بخاری جلد ۲ ص ۶۴)

مولوی زکریا سہارنپوری کا فیصلہ

مولوی زکریا سہارنپوری صاحب فرماتے ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ، اسی طرح اخیر تک اَلسَّلا[illegible] کیساتھ اَلصَّلٰوۃُ کا لفظ بڑھاوے تو زیادہ اچھا ہے۔ (فضائل درود شریف ص ۴۸)

محمد یعقوب نانوتوی کا فیصلہ

دیوبند کے قطب الاقطاب مولانا محمد یعقوب نانوتوی صاحب بارگاہ الٰہی میں عرض کرتے ہیں۔

[illegible] یا رحمۃ للعالمین	ہم از سر لطف یا رحمۃ للعالمین
[illegible] عشرہ ماندے	بدورت سالے و ماہے یا رسول

(سیرت یعقوب و مملوک ص ۸۲)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا فیصلہ

وکیل دیوبند مولانا خلیل احمد انبیٹھوی صاحب کا ارشاد ہے۔

''یہ ہمارے مشائخ کا یہی عقیدہ ہے کہ وہ نبی ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور جہاں جیسے چاہتے ہیں اللہ کے اذن سے تصرف فرماتے [illegible]

(المہند [illegible] ص ۶۸)

علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ

حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابی کو یہ دعا سکھائی ''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی، نبی رحمت محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اے محمد ﷺ میں اپنی حاجت کے پورا ہونے کے لئے [illegible] طرف متوجہ ہوں۔ اے اللہ، حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما'' (مجموع الفتاوی جلد ۱ ص ۲۶۷) قاعدہ جلیلہ فی التوسل ص ۹۷) علامہ ابن تیمیہ نے اس حدیث کو دو سندوں سے صحیح کہا ہے، یاد رہے کہ اس حدیث پر

صحابہ کرام حضور کی حیات ظاہری کے بعد بھی عمل کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور کا توسل پیش کرتے رہے' حضور کو "یا محمد کہہ" کر پکارتے رہے۔

قاضی شوکانی کا فیصلہ

اہلحدیث کے نہایت معتمد امام قاضی شوکانی نے اپنے رسالہ "الدر النضید" میں لکھا ہے۔

☆ "حضور اکرم ﷺ سے توسل آپ کی حیات میں بھی ہے اور وصال کے بعد بھی آپکی بارگاہ میں بھی ہے اور بارگاہ سے دور بھی" (تحفۃ الاحوذی شرح الترمذی جلد ۴ ص ۲۸۲)

☆ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ حَیٌّ " بَعْدَ وَفَاتِہٖ' حضور اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں۔ (نیل الاوطار ۳ ص ۲۲۲)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے متفقہ مجدد و مفکر علامہ صدیق حسن بھوپالی بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

یَا سَیِّدِیْ یَا عُرْوَتِیْ وَ وَسِیْلَتِیْ ——— یَا عُدَّتِیْ فِیْ شِدَّۃٍ وَّ رَخَاءٖ
قَدْجِئْتُ بَابَکَ ضَارِعاً مُتَضَرِّعاً ——— مُتَاَوِّھًا بِتَنَفُّسِ صُعَدَاءٖ
مَالِیْ وَرَاءَکَ مُسْتَغَاثٌ" فَارْحَمَنْ ——— یَا رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ بُکَائِیْ

ترجمہ: اے میرے آقا! میرے سہارے' میرے وسیلے' سختی اور نرمی میں میرے کام آنے والے' میں آپ کے دروازے پر ذلیل ہوں' گڑگڑا رہا ہوں' میری سانس پھولی ہوئی ہے۔ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں جس سے مدد مانگوں۔

اے رحمۃ للعالمین میری آہ و فغاں پر رحم فرمائیے۔ (حاشیہ ہدیۃ المہدی)

ابن محمد بن عبدالوہاب نجدی کا فیصلہ

"انہ حی" فی قبرہ حیوۃً مستقرۃً اَبْلَغُ مِنْ حَیَاتِ الشُّھَدَاءِ "حضور اپنی قبر مبارک میں حیات مستقرہ کے ساتھ زندہ ہیں جو شہیدوں کی حیات سے ابلغ ہے" (اتحاف النبلاء ص ۴۱۵)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ

آل دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

یا حبیب الالٰہ خُذْبِیَدِیْ ——— مَالِعَجْزِیْ سِوَاکَ مُسْتَنَدِیْ
اِرْحَمَنْ رَحْمًا لِذِلَّتِیْ وَاشْفَعْ ——— یَاشَفِیْعَ الْوَرٰی اِلَی الصَّمَدِ
لَیْسَ لِیْ مَلْجَأٌ سِوٰی جَنَابِکَ لِیْ ——— لَیْسَ یَا سَیِّدِیْ اِلٰی اَحَدِ

اے محبوب خدا میری دستگیری فرمائیے' میرے عجز کا آپ کے سوا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ آپ میری خطا پر رحم کیجئے اور مخلوق کی شفاعت کرنے والے بارگاہ خدا میں شفاعت فرمائیے' حضور آپ کے دربار کرم کے سوا میرا کوئی آسرا نہیں۔ (پھر صحابہ کی طرف سے یوں عرض کرتے ہیں) عاجز و مضطر کیلئے اللہ ﷻ مدد طلب کریں اور آپ مدد کے لئے آجاتے ہیں۔ (نشان التکمیل ص ۲۷ مطبوعہ دہلی)

یا شفیع العباد خُذْبِیَدِیْ ——— اَنْتَ فِی الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمَدِیْ
لَیْسَ لِیْ مَلْجَاءٌ" سِوَاکَ اَغِثْ ——— مَسَّنِیَ الضُّرُّ سَیِّدِیْ سَنَدِیْ

غَشَّنِیَ الدَّهْرُ یَا اِبْنَ عَبْدِ اللّٰه — کُنْ مُغِیثاً فَاَنْتَ لِیْ مَدَ...
لَیْسَ لِی طَاعَۃٌ وَلَا عَمَلٌ — بَیْدَ حُبِّکَ فَهُوَ لِیْ عُدَ...
یَا رَسُوْلَ الْاِلٰهِ بَابُکَ لِیْ — مِنْ غَمَامِ الْغُمُوْمِ مُلْتَحَدٌ
دستگیری کیجئے میرے نبی — کشمکش میں تم ہی ہو میرے ...
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ — فوج کلفت مجھ پر آ غالب ہو...
ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف — اے میرے مولا خبر لیجئے میر...
کچھ عمل ہے اور نہ طاعت میرے پاس — ہے مگر دل میں محبت آپ ...
میں ہوں بس اور آپ کا دریا رسول — ابر غم گھیرے نہ پھر مجھ کو ...

(نشر الطیب فی ذکر حبیب ص ۱۹۴ مطبوعہ دیو...)

مولانا ظفر علی تھانوی نے جب حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی ... حضور اکرم ﷺ کا سلام پہنچایا تو آپ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور بے ساختہ زبان سے نکل گیا وعلیک السلام یا نبی اللّٰہ (حیات اشرف ص ۱۰۲) نیز فرماتے ہیں ''یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفا... سے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللّٰہ'' (نشر الطیب ص ۱۸)

حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ

تمام علمائے دیوبند کے مرشد گرامی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ
شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

(گلزار معرفت ص ۴ مطبوعہ دیوبند)

... فرماتے ہیں ''فقیر مرتا نہیں ہے ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال کرتا ہے۔ فقیر کی قبر سے وہی فائدہ ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات سے ہوتا تھا۔ کیونکہ میں نے اپنے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا تھا جو بحالت حیات میں اٹھایا تھا۔ (امداد المشتاق ص ۱۱۳)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ

امام الوہابیہ مناظر اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی حضور مشکل کشائے دو جہاں ﷺ کے حضور فریاد کر رہے ہیں۔

اے کالی کملی والے آقا ذرا خبر لے
منجدھار میں ہے بیڑا خیرالانام اپنا
اے ناخدائے امت اب آن کر ترادو
عالم سے ورنہ شاہا مٹتا ہے نام اپنا

(رسالہ اہلحدیث امرتسر ص ۹، ۷ جولائی ۱۹۲۶)

حسین احمد مدنی کا فیصلہ

محدث دارالعلوم دیوبند حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ

☆ ''وہابیت کی زبان سے بارہا سنا کہ الصلوٰۃ والسلام یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں۔ اور ان کا استہزا اڑاتے ہیں اور برے کلمے کہتے ہیں حالانکہ ہمارے علماء اس صورت کو اور تمام درود کو اگرچہ خطاب ... کیوں نہ ہو مستحسن جانتے ہیں'' (شہاب ثاقب ص ۶۸)

مولوی ذوالفقار علی کا فیصلہ

آپ خلائق کو فیض اور نفع پہنچانے میں مثل سمندر ہیں .... اسی طرح جناب رسالت مآب ہر مستفیض کو اسکے کمالات ظاہر و باطن میں ... کمال پہنچا دیتے ہیں اور بشر کو ملائکہ سے افضل بنا دیتے ہیں۔ (عطر الوردہ ص ...)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

مسئلہ حیات النبی کے لئے اب ہم ان شخصیات کے فیصلے رقم کرتے ہیں جن کی علمی و فکری تحقیقات پر سب کے اکابر و اصاغر مکمل اعتماد کرتے ہیں اور جن کی دینی خدمات کو سب تاریخ اسلام کا سرمایہ افتخار سمجھتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

☆ ''آپ نے سنا ہوگا کہ اَلْاَنْبِیَاءُ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ سب انبیاء قبروں میں نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے پیغمبر ﷺ معراج کی رات جب حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرے تو دیکھا کہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور جب اسی وقت آسمان پر پہنچے تو ان کو وہاں پایا۔ اس مقام کے معاملات نہایت عجیب و غریب ہیں'' (مکتوب ۱۷ دفتر دوم)

شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کا فیصلہ

شیخ المحققین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

☆ ''انبیاء کرام کی حیات پر سب علماء کرام کا اتفاق ہے' کسی ایک کو بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور حیات جسمانی' دنیاوی اور حقیقی ہے۔ نہ مثالی و معنوی۔ (مکاتیب شیخ بر حاشیہ اخبار الاخیار ص ۶۱)

☆ ''مذاہب کی کثرت و اختلاف کے باوجود اس مسئلہ میں کسی ایک کو بھی اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ حقیقی زندگی کے ساتھ بلا شائبہ مجاز اور بلا توہم تاویل' زندہ' دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبان حقیقت متوجہان آں حضرت کو فیض پہنچاتے اور ان کی تربیت کرتے ہیں۔ (ایضاً)

☆ ''اس جگہ معلوم ہوا کہ حیات انبیاء جسمی و دنیاوی ہے نہ مجرد اور ارواح (مدارج النبوۃ فارسی جلد ۲ ص ۴۴۰)

☆ ''انبیاء کرام کو موت نہیں' وہ زندہ اور باقی ہیں۔ ان کے واسطے وہی ایک موت ہے جو ایک دفعہ آچکی۔ اسکے بعد انکی روحیں بدن میں لوٹا دی جاتی ہیں۔ اور جو حیات ان کی دنیا میں تھی وہی عطا فرما دیتے ہیں'' (تکمیل الایمان ص ...)

قاضی ثناء اللہ مظہریؒ کا فیصلہ

حضرت قاضی ثناء اللہ مظہری پانی پتی علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں۔

☆ ''بیشک اللہ انبیاء کرام' صدیقین' شہداء اور اولیاء کی ارواح کو جسموں

کی قوت عطاء فرماتا ہے۔ تو وہ زمین و آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں'' (تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۱۵۲)

☆ ''حیات انبیاء حیات شہداء سے بہت زیادہ قوی اور شدید ظہور والی ہے'' (تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۱۵۲)

حضرت شاہ ولی اللہ کا فیصلہ

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

☆ ''بیشک انبیاء کرام مرتے نہیں اور بیشک وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔ (فیوض الحرمین ص ۲۸)

خدارا ذرا غور کیجئے

مندرجہ بالا عبارات و حوالجات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ حیات النبی کی حقانیت پر تمام مسالک و مذاہب کے اکابر متفق ہیں۔ اور بقول حضرت محدث دہلوی اتنے اختلافات کے باوجود اس مسئلہ پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ نیز یہ کہ آپ کی بارگاہ اقدس کا توسل جائز ہے۔ امت مرحومہ نے ہمیشہ آپ کے دربار میں فریاد کی اور آپ نے سنی اور مشکل آسان کر دی' ایسے حسین واقعات سے تمام فریقوں کی کتابیں لبریز ہیں۔ پھر نجانے کیا قیامت ہے کہ اہل سنت و جماعت کے علاوہ مذکورہ کوئی فرقہ اس مسئلہ کو کھل کر بیان نہیں کرتا۔ یارسول اللہ' یانبی اللہ خود کہنا تو دور کی بات ہے۔ جو کہتا ہے اس کو بھی توحید کا دشمن سمجھا جاتا ہے۔ مسجدوں میں ان مبارک کلمات

و اظہار حرام تصور کیا جاتا ہے۔ بلکہ موقع ملنے پر مٹا دیا جاتا ہے۔ آج کل جو زبانیں کھپ رہی ہیں وہ سب تقویۃ الایمانی توحید کی عکاس ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے۔ ایک دیوبندی شیخ پیر شبیر احمد صاحب کا مشاہدہ ملاحظہ فرمائیے۔

☆ ''اس حقیر فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا کہ اس فرد نے حضور سرور کائنات ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ حرف ''یا'' لکھا اور پڑھا' بعض مسلمانوں نے بغیر کسی تحقیق کے اسے مشرک قرار دے دیا اور اس کی تکفیر کی' حالانکہ بوجہ عدم تحقیق کے ایسے لوگ ارشاد رسول کریم ﷺ کے مطابق کفر کے مصداق بن سکتے ہیں'' (یا حرف محبت ص ۳۶)

☆ ''ہر دو مسالک کے اولیائے کرام کا حرف ''یا'' کے ساتھ ذوق و شوق دیکھ کر ان پاکیزہ مسلمانوں کو مشرک نہ کہیں'' (ایضاً ص ۳۸)

اس کتاب میں فاضل مولف نے دیوبندی اکابر کی تعلیمات کی روشنی میں یارسول اللہ کہنا ثابت کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہٹ دھرمی میں کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا۔ اگر یہ لوگ اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہیں تو حضور جان حیات ﷺ کو قبر انور میں زندہ جاوید جان کر پکاریں' اگر یہ پکار نصیب نہیں تو پکارنے والے کو کافر و مشرک نہ کہیں اگر یہ سودا بھی قبول نہیں تو پھر اپنے اکابر کو بھی کافر و مشرک سمجھا کریں۔ لیکن ان کی عقل خود سر کے اونٹ کی کونسی کل سیدھی ہے۔ شاید ان کو بھی معلوم نہیں۔

ناطقہ سر بگریباں ہے

ہم جب دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کی کتابیں پڑھتے ہیں تو حیران و

پریشان ہو جاتے ہیں کہ یہ لوگ کیا ہیں' ہم حضور سرور کائنات ﷺ کو زندہ جاوید مانیں تو کفر ہو جاتا ہے۔ اور خود اپنے بزرگوں کے بارے میں ان کا بھی موقف ہے۔ مثلاً ہمارے ولی نعمت حضور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو یہ لوگ بھی اپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت مجدد نے اپنے مزار اقدس' سے دست انور باہر نکالا اور سلمان منصور پوری کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر فرمایا بیٹھ جاؤ تمہارے ساتھ کوئی پردہ نہیں' یہ واقعہ کرامات اہل حدیث'' میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ بس سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مجدد رضی اللہ عنہ قبر انور میں زندہ ہیں تو حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کیوں زندہ نہیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت مجدد کو جو بھی شان ملی ہے دربار رسالت کی خیرات سے ملی ہے۔ ان لوگوں نے دربار رسالت کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ پھر یہ سوال بھی ہے کہ حضرت مجدد کے دربار کی طرف سفر کرنا کیسا ہے۔ اب ''لاتشد الرحال'' کا مسئلہ کدھر گیا۔ لگتا ہے ان لوگوں کی تمام تر توجہ اسی طرف مبذول ہے کہ امت مسلمہ کو اس کے چارہ ساز کی بارگاہ سے دور کیا جائے۔

باقی رہی ہمارے دیوبندی حضرات کی بات تو ان کے اکابر کی حیرت انگیز کرامات سے ان کی کتابیں اٹی پڑی ہیں۔ وہ اپنے پیروں کو قبروں میں زندہ سمجھتے ہیں' مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ فریاد رس سمجھتے ہیں۔ یہ شعر پڑھئے۔

کھولدے دل میں در علم حقیقت میرے رب
ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(امداد السلوک ص ۱۶۵ از گنگوہی' سلاسل طیبہ ص ۱۲۲ از حسین احمد مدنی)

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں گے یا رب

کیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۹)

قبر سے اٹھ کر پکاروں جو رشید و قاسم
بوسہ دیں لب کو مرے مالک و رضواں دونوں

(مرثیہ گنگوہی ص ۷)

حضرات والا' فکر و نظر کے افلاس کا اور کیا رونا رویا جائے۔ اگر یا رسول اللہ کہا جائے تو شرک ہے۔ توحید کی عمارت خطرے کی زد میں ہے۔ اسلام میں [illegible] رہا ہے اور جبکہ قیام محشر کے موقع پر بھی قبر سے اٹھتے ہی زبان پر مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا قاسم نانوتوی کے نام کی حسرت ہے۔ کیونکہ عقیدہ یہ ہے کہ ان ناموں کی برکت سے مالک جہنم اور رضوان جنت لبوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ یہ کون کہہ رہا ہے ان کا شیخ الہند' مترجم قرآن' محمود الحسن کہہ رہا ہے۔ مولانا محمود الحسن کا ''مرثیہ گنگوہی'' پڑھنے کے لائق ہے۔ مرثیہ نگاری میں وہ شیعہ حضرات کے غلو کو بھی مات دے گئے ہیں لیکن ان کی مذمت میں کوئی زبان نہیں کھلتی' ہم لوگ اپنے گھروں سے نکل کر علی پور شریف' چورہ شریف' سیال شریف اور گولڑہ شریف چلے جائیں تو قیامت آ جاتی ہے۔ محمود الحسن صاحب کعبہ شریف جا کر بھی گنگوہ کا راستہ پوچھ رہے ہیں۔ گویا ان کیلئے جو قرار گنگوہ میں ہے وہ کعبہ شریف میں کہاں؟ کہتے ہیں بلکہ روتے کرلاتے ہیں۔

پھرے ہیں کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

(مرثیہ شریف)

اس مرثیے میں مولانا گنگوہی کو ''غوث اعظم'' یعنی سب سے بڑا فر
رس اور ''بانی اسلام کا ثانی'' کہا گیا ہے۔ جبکہ ان کے ''عبید اسود'' یعنی کا
کلوٹے غلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کا ثانی قرار دیا گیا ہے۔ اور ان
قبر کو کوہ طور سے تشبیہ دے کر ارنی ارنی' (مجھے اپنا جلوہ دکھا) کی فریاد کی
کدھر ہیں دولت توحید کے پاسدار دیکھتے کیوں نہیں' شیخ الہند کا قلم تو ہر چ
جلا کر خاکستر کر رہا ہے۔ آہ

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

✿✿✿

باب چہارم

محبوب دانائے غیوب

محبوب دانائے غیوب

ایک آدمی خدا کو "واحد" مانتا ہے مگر "ایک" نہیں مانتا' سب اسے کہیں گے کہ اسے کیا ہوگیا ہے لفظ کو مان کو معنی کا انکار کر رہا ہے۔ ایسے ہی وہ آدمی ہے جو نبی کو نبی مانتا ہے مگر "غیب دان" نہیں مانتا۔ جس طرح واحد کا معنی ایک ہے۔ ویسے ہی نبی کا معنی ہے۔ "غیب داں" اللہ کی عطا سے غیب جانے والا' غیب کی خبریں بتانے والا' لیکن کیا کیا جائے عقل عیار کا' اس کا اصرار ہے کہ نبی کے عطائی علم غیب کی بھی دہائی نہ دی جائے۔ ہمارے دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کے عام خطباء اپنے خطبوں اور وعظوں میں جگہ جگہ یہی آگ لگا رہے ہیں۔ جو آدمی بھی محبوب دانائے غیوب ﷺ کے عطائی علم غیب کا بھی اقرار کرتا ہے وہ کافر و مشرک ہو جاتا ہے' یہ تقویۃ الایمانی توحید کا فیض ہے جو ان کے لبوں پر خندہ زن ہے۔ حالانکہ وہ نادان دوست نہیں جانتے کہ ان کے بہت سے اکابر نے اس عقیدے کو کھل کر بیان کیا ہے۔ ہم ان کے فیصلے آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں' آپ بھی تحقیق کریں اور ان پر وہی فتویٰ لگائیں جو ہم پر لگاتے ہیں' ورنہ ہمیں بھی معاف کر دیں کیونکہ معاف کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے روحانی مفیض و مربی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا' میں کہتا ہوں اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے" (شمائم امدادیہ ص ۱۱۵)

مولوی محمد قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دیوبند کے قاسم العلوم والخیرات مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ارشاد ہے۔

"علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ ﷺ میں مجتمع ہیں" (تحذیر الناس ص ۴)

مفتی محمد شفیع کراچوی کا فیصلہ

آل دیوبند کے مفسر قرآن مولانا محمد شفیع کراچوی کا فرمان ہے۔

"جناب رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے متعلق تقاضائے ادب یہ ہے کہ یوں نہ کہا جائے کہ آپ غیب جانتے تھے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو امور غیب کا بہت بڑا علم دیا تھا جو انبیاء میں سے کسی کو نہیں" (معارف القرآن ج ۷ ص ۷۴۹)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا فیصلہ

وکیل دیوبند مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا ارشاد ہے۔

☆ ''ولقد اعطی علم الاولین والاخرین بیشک حضور اکرم ﷺ کو اولین و آخرین کا علم عطا کیا گیا'' (المہند ص ۳۱)

شیخ عبدالعزیز بن باز کا فیصلہ

غیر مقلدین کے امام شیخ عبدالعزیز بن باز لکھتے ہیں

☆ ''تمام امور غیب اور تمام امور جنکی اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے خبر دی ہے کیساتھ ایمان لانا بھی انہی اصولوں کے برگ و بار ہیں' ان چھ اصولوں سے متعلق کتاب و سنت کے دلائل بہت زیادہ ہیں'' (فتاوی و تنبیہات ص ۳۵)

مولوی حسین احمد مدنی کا فیصلہ

آل دیوبند کے شیخ مولانا حسین احمد مدنی کا ارشاد ہے۔

☆ ''علم احکام و شرائع و علم ذات و صفات و افعال جناب باری عزاسمہ و اسرار حقائق کونیہ وغیرہ وغیرہ میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رتبہ ہے کہ نہ کسی مخلوق کو نصیب ہوا اور نہ ہوگا۔ اور ماسوا اس کے جتنے کمالات ہیں سب میں بعد خداوند اکرم عزاسمہ' مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم و دیگر کمالات میں نہیں'' (شہاب ثاقب ص ۶۷)

مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ

دیوبند کے مفسر قرآن مولانا شبیر احمد عثمانی وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ کے تحت ارقام فرماتے ہیں۔

☆ ''یعنی ہر پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے' ماضی کے متعلق

[illegible] سے یا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی [illegible] و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد [illegible] سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا'' (حاشیہ بر قرآن)

مولوی ذوالفقار علی کا فیصلہ

[illegible] قصیدہ بردہ شریف مولانا ذوالفقار علی صاحب فرماتے ہیں۔

''من جملہ آپکے علوم و معلومات کے علم لوح و قلم ہے'' (عطر الوردہ ص ۱۰۳)

مولوی اسمٰعیل دہلوی کا فیصلہ

ہندوستان میں وہابیت و دیوبندیت کے ناخدا جناب اسمٰعیل دہلوی [illegible] ہیں۔

''ارواح اور ملائکہ اور ان کے مقامات کے کشف اور زمین و آسمان اور دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کیلئے دورہ کا شغل کرے'' ([illegible] ص ۱۱۱)

مولوی سرفراز گکھڑوی کا فیصلہ

عہد حاضر میں دیوبند کے ترجمان مولوی سرفراز گکھڑوی صاحب لکھتے [illegible]

''اور مطلب یہ ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ کو تمام وہ جزئی اور کلی [illegible] حاصل ہو گئے تھے جو حق تعالیٰ کے نزدیک آپکی شان اقدس کے لائق [illegible] تھے'' (ازالۃ الریب ص ۴۳۸)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

آیئے اب ان بلند پایہ شخصیات کے نظریات کا مطالعہ کیجئے جن کے فکر پر سب دیوبندی، غیر مقلد اور اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے۔

شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

حضرت شیخ محدث دہلوی کا فرمان ہے کہ

☆ ''حضور اکرم ﷺ تمام چیزوں کو جاننے والے ہیں۔ آپ نے اللہ کی شانوں اور اسکے احکام اس کی صفات اور اسکے اسما اور افعال اور آثار اور جمیع علوم اول و آخر اور ظاہر و باطن کا احاطہ فرما لیا ہے''

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی نے فرمایا:

☆ ''علم غیب جو اسکے ساتھ مخصوص ہے' اپنے خاص رسولوں کو اطلاع بخشتا ہے۔ (دفتر اول مکتوب ۳۱۰)

☆ ''حروف مقطعات قرآنی سب کے سب حالات کی حقیقتوں اور اسرار کی باریکیوں کے متعلق رموز اور اشارے ہیں جو محبّ اور محبوب کے درمیان وارد ہیں اور کون ہے جو ان کو پا سکے'' (دفتر سوم مکتوب ۱۰۰) حدیث شریف ہے انا سید ولدادم فعلمت علم الاولین ولاخرین میں بنی آدم کا سردار ہوں' میں نے پہلوں اور پچھلوں کا علم جان لیا'' (دفتر سوم مکتوب ۱۲۲)

شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ

شیخ المحققین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

''عارف مقام حق تک پہنچ کر بارگاہ قرب میں ہوتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے'' (فیوض الحرمین ص ۶۱)

قاضی ثناء اللہ مظہری کا فیصلہ

''وَعَلَّمَکَ الْعُلُوْمَ بِالْاَسْرَارِ وَالْمُغَیَّبَاتِ' اور آپ کو اسرار اور غیبات کے علوم سکھائے'' (تفسیر مظہری)

شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ

شیخ المحدثین شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

''حضور ﷺ اپنے نور نبوت سے ہر دین دار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ میں ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور کون سا حجاب اسکی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ حضور ﷺ تمہارے گناہوں کو تمہارے درجوں کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاق و نفاق کو جانتے ہیں۔ لہٰذا ان کی گواہی دنیا میں بحکم شرح امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے'' (تفسیر عزیزی جلد ا ص ۲۳۶)

جو چیز تمام مخلوق سے غائب ہو وہ غائب مطلق ہے جیسے قیامت کا وقت اور باری تعالیٰ کے تکوینی اور تشریعی احکام اور جیسے اللہ کی ذات و صفات کے بالتفصیل حقائق' اس قسم کو رب تعالیٰ کا خاص غیب کہتے ہیں۔ پس وہ اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوائے اسکے جس کو وہ پسند کرے' وہ رسول ہوتا ہے'' (تفسیر عزیزی)

مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

بحر العلوم مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

☆ ''حضورﷺ نے فرمایا لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالا
شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں
تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا'' (مجموعۃ الفتاوی جلد ۲ ص ۹۷)

ملا احمد جیون کا فیصلہ

اورنگ زیب کے استاد گرامی حضرت ملا احمد جیون نے فرمایا:

☆ ''ان پانچوں علموں کا اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں لیکن یہ جائز
کہ اللہ اپنے محبوبوں اور ولیوں میں سے جسے چاہے سکھا دے۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔خبیر بمعنی مخبر (خبر دینے والا) ہے'' (تفسیرات احمدیہ ص ۲۹۷)

خدارا ذرا غور کیجئے

مندرجہ بالا عبارات و مقامات کی سیر کرنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے
اللہ تعالی نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاکﷺ کو بالخصوص اور دیگر محبو
گرامی کو بالعموم علوم و اسرار کے بے بہا خزانے عطا فرمائے ہیں ان کو تسلیم
ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے درحقیقت یہ اللہ تعالی کی عطا کو تسلیم کرنا ہے۔

اللہ کی عطا کا تو انکار مت کرو
سرکار کی جو شان ہے بیشک عطائی ہے

اتنی سیدھی بات بھی اگر کسی کج فہم کے ذہن میں نہیں سمائی تو اسے

کو کافر و مشرک کہنے کی بجائے اپنی کج فہمی کا علاج کروانا چاہیے'
نہیں تو اپنے اکابر کو بھی کافر و مشرک کہنا چاہیے' ہے کوئی میدان
جرأت رندانہ سے کام لیتے ہوئے اپنے مسلک کے ستونوں کا کام
لیکن ایسا کوئی نہ کرے گا۔

؎ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ناطقہ سربگریباں ہے

حضور سرور کائناتﷺ اور دیگر محبوبان پاک کے ''عطائی علم غیب'' کا
انکار کرنے والے اور اپنی مسجدوں اور مدرسوں میں گلہ پھاڑ پھاڑ کر اس
شرک و کفر کی بھینٹ چڑھانے والے جب ماننے پہ آتے ہیں تو
مولوی اور ہر پیر کے علم غیب کو مان لیتے ہیں۔ کوئی ایک واقعہ ہو تو
جائے۔ مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے جس کا
ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے ایک مرید کا آگبوٹ گرداب میں
اس نے گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا' آگبوٹ بچ
ادھر مخدوم جہاں ایک خادم سے بولے کہ میری کمر دباؤ درد کرتی ہے۔
فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا۔ اس میں تمہارا دینی اور سلسلہ کا
تھا۔ اس کی گریہ زاری نے مجھے بے چین کر دیا' آگبوٹ کو کمر کا سہارا
کو اٹھا لیا۔ جب آگے چلا تو بندگان خدا کو نجات مل گئی' اسی لئے
گئی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اسکا ذکر نہ کرنا۔ (کرامات امدادیہ ص ۳۵)
ذرا خیال فرمائیں علم غیب اور کس چیز کا نام ہے' مرید خیال کرے پیر

سیکڑوں میل دور سے جان لے' پھر مشکل آسان کر دے' یہی وہ باتیں
جن پر شرک کا فتویٰ لگایا جاتا ہے' مگر دوسروں پر اپنی باری ہر چیز درست
آتی ہے۔ اسی طرح "اشرف السوانح" میں ہے کہ ایک مجذوب غلام مر
کے پاس مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے والدین حاضر ہوئے۔ اور او
نہ بچنے کی غمناک داستان بیان کی۔ مجذوب نے کہا تمہارے گھر دو بیٹے ہو
گے' ایک اشرف علی ہوگا اور ایک اکبر علی ہوگا۔ ایک دین دار ہوگا اور دوسرا
دار' پھر ایسے ہو کر رہا۔ ہم پوچھتے ہیں صاحب علم ما فی الارحام تو آپ لوگ
کے حق میں بھی نہیں مانتے' ایک مجذوب کے حق میں کیسے مان لیا۔ صرف
لئے کہ ہمارے حکیم الامت کی شان زمانے پر واضح ہو جائے کہ اولیاء
انکے ظہور مسعود کی بشارتیں سنایا کرتے تھے' اس موضوع پر رئیس التحریر علا
ارشد القادری صاحب کی کتاب زلزلہ اور زیر و زبر پڑھنے کے لائق ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کے بارے میں ان حضرات کا یہ عقیدہ دیکھ
کے قابل ہے۔

"اس امر کی تصدیق بارہا لوگوں سے سننے میں آئی اور خود بارہا اس
تجربہ ہوا کہ جو بات دل میں لے کر آئے یا جو اشکال قلب میں پیدا ہوا
اظہار ہی اس کا جواب حضرت والا کی زبان فیض ترجمان سے ہوگیا۔ یا باطنی
پریشانی کی حالت میں حاضر ہوئے تو خطاب عام میں کوئی بات ایسی فرما دی
جس سے تسلی ہوگئی" (اشرف السوانح جلد ۳ ص ۵۹)

باب پنجم

حاضر و ناظر

حاضر و ناظر

تمام امت محمدیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محبو
اکرم ﷺ ساری کائنات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور جب چاہتے ہیں غلامو
کو نوازنے کے لئے تشریف بھی لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات
اپنے محبوب کی سیرگاہ بنایا ہے۔ اس عقیدے پر کچھ لوگ طعن و تشنیع کے
برسا رہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ان پتھروں کا رخ ذرا ان ذوات شریفہ
طرف بھی ہو جائے جن کو آپ کی جان مراد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

اہل حدیث کے مستند عالم اور قابل قدر مجدد مولانا صدیق حسن بھوپا
صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ ''آنحضرت تمام حالتوں میں ہمیشہ مومنوں کا نصب العین او
عابدوں کے قرۃ العین ہیں۔ خصوصاً عبادتوں کی حالت میں کیونکہ اس مقام میں
نورانیت اور انکشاف بہت زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اسلئے بعض عارفوں نے فر
کہ یہ خطاب السلام علیک ایہا النبی اسلئے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے
ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ پس آنحضرت

ان موجود و حاضر است یعنی حضور نمازیوں کی ذوات میں موجود اور
نمازی کو چاہیے کہ اس معنیٰ سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ
قرب کے نور اور معرفت کے رازوں سے منور اور کامیاب ہو جائے۔

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست
می بینمت عیاں و دعای فرستمت

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۲۵۹)

نواب صاحب بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

یَا اَیُّهَا الشَّمْسُ الرَّفِیْعُ مَکَانُهٗ
ضَاءَ ت بِنُوْرِکَ سَاحَةُ الثُّرَاباءِ
وَرَجَاءُ عَبْدِکَ مِنْ جَنَابِکَ سَیِّدِی
نَیْلُ الشَّفَاعَةِ زُبْدَةُ الآ لاءِ

یعنی اے اونچے مکان پر چمکنے والے سورج' آپ کے نور سے زمین کے
میدان روشن ہوگئے۔ اے میرے سردار ''آپ کا بندہ'' آپکی جناب
شفاعت کا امیدوار ہے جو تمام امیدوں کی جان ہے'' (مآثر صدیقی جلد ۲ ص ۲۱)

مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دیو بند کے بانی مبانی مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب کا ارشاد ہے۔

''رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی
جانوں کو بھی ان کیساتھ حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے''

(تحذیر الناس ص ۱۰)

"فرماتے ہیں، میں اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ تشریف لاتے
اور اپنی ردائے مبارک میں مجھے ڈھانپ کر کبھی اندر لاتے ہیں اور کبھی باہر جا
ہیں۔ سوتے اور جاگتے میں اکثر یہی منظر آنکھوں کے سامنے رہتا ہے
ﷺ ردائے مبارک میں لئے رہتے ہیں اور الگ کرنا نہیں چاہتے" (ارواح
ص ۲۱۵) اسکے حاشیہ میں مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں "یہ کشف
ہے جس میں کوئی استبعاد نہیں" (ایضاً ص ۲۱۵)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ

دیوبند کے قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی کا ارشاد ہے۔

☆ "مرید یہ یقین سے جان لے کہ شیخ کی روح ایک ہی مکان میں مقید نہیں۔ مرید جہاں کہیں بھی ہو دور ہو یا نزدیک، اگرچہ وہ شیخ سے دور ہے لیکن شیخ کی روحانیت دور نہیں ہے۔ جب یہ بات پکی ہے تو مرید کو چاہیے کہ شیخ کو ہر وقت یاد رکھے اور قلبی تعلق پیدا کرے اور ہر وقت فائدہ حاصل کرے"

(امداد السلوک ص ۱۰)

تمام علماء دیوبند کا فیصلہ

علماء دیوبند کے مصدقہ و مسلمہ رسالہ الحق پشاور میں لکھا گیا ہے۔

☆ "یہ جان لینا چاہیے کہ تجسد ارواح ہمارے علماء دیوبند کے نزدیک حق ہے" (رسالہ الحق اگست ۱۹۸۳ء ص ۲۵) پھر آگے ایک واقعہ لکھا ہے جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ ایک طالب علم پنجاب کے کسی شہر میں ایک مناظرہ میں پھنس گیا۔ وہ اس وقت بہت حیران پریشان اور لرزاں اور ترساں تھا کہ ایک

شخص آکر اس کے قریب بیٹھ گیا، اور کہا کہ کسی قسم کا خوف دل میں نہ لاؤ اور مناظرہ کرو، مناظرہ شروع ہوا تو اس نے ایسی باتیں کیں جو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ بالآخر مخالف مناظر نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لی۔ اور اس کے علم کا اعتراف کیا۔ شیخ الہند نے اس سے آنیوالے شخص کا حلیہ معلوم کیا تو اس نے اس کے خدوخال کا نقشہ کھینچا۔ حضرت شیخ الہند نے فرمایا یہ ہمارے سیدنا الامام الکبیر محمد قاسم نانوتوی تھے" (الحق اگست ۱۹۸۳ء ص ۲۵ بحوالہ سوانح قاسمی جلد ا ص ۳۳۲ مولانا مناظر احسن گیلانی)

مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ

دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

☆ "مولوی احمد حسن امروہوی اور مولوی فخر الحسن گنگوہی کے درمیان جھگڑا تھا۔ اور مولوی محمود الحسن پہلے تو غیر جانبدار تھے۔ مگر بعد میں ایک طرف ہو گئے۔ اور یہ واقعہ کچھ طول پکڑ گیا۔ اسی دوران میں ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحبؒ نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا۔ مولانا حاضر ہوئے۔ موسم سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب نے فرمایا: پہلے میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو مولانا نے دیکھا تو تر تھا۔ اور خوب بھیگ رہا تھا۔ فرمایا: کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جس سے ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تر بتر ہو گیا اور فرمایا: کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے" (ارواح ثلاثہ ص ۲۴۲)

مولانا انور کشمیری کا فیصلہ

شارح بخاری مولانا کشمیری فرماتے ہیں کہ

☆ ''امام شعرانی نے لکھا کہ بیداری میں انہوں نے حضور اکرم [illegible] زیارت کی اور پوری بخاری شریف آپ کو پڑھ کر سنائی۔ انکے ساتھ [illegible] آٹھ رفقا بھی تھے ایک حنفی تھا'' (فیض الباری جلد اص ۲۰۴)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب مسئلہ حاضر و ناظر کے ضمن میں متفقہ شخصیات کے نورانی [illegible] کئے جاتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

حضور امام ربانی مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ

☆ ''نبی رنگ شبان میں ہے اور اپنی امت کی محافظت فرما [illegible] غفلت اس کے منصب نبوت کے شایان شان نہیں ہوتی''

شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

شیخ المحدثین حضرت عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ''حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرے ذرے اور ممکنات [illegible] میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ پس حضور اکرم ﷺ نمازیوں کی [illegible] موجود اور حاضر ہیں، پس مصلی کو اس معنی سے آگاہ رہنا چاہیے اور [illegible] سے غافل نہ رہے۔ تاکہ وہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے [illegible]

[illegible] (مشکوٰۃ ص ۳۱۲)

[illegible] کسی کو اختلاف نہیں کہ..... اعمال امت پر حاضر و ناظر [illegible] (اطیب الاشیاء ص ۲۶)

حضرت شاہ ولی اللہ کا فیصلہ

[illegible] شاہ ولی اللہ دہلوی نے فرمایا:

[illegible] ''بِرُوْحِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهِيَ تَمَوَّجُ [illegible] العاصفة'' بیشک فضا حضور ﷺ کی روح مبارک سے بھری [illegible] روح مبارک اس میں تیز ہوا کی طرح موجیں مار رہی ہے''

[illegible]

[illegible] مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور روضہ مقدسہ کی زیارت کی [illegible] روح مبارک کو ظاہر و عیاں دیکھا نہ صرف عالم ارواح میں بلکہ [illegible] آنکھوں سے معلوم کرلیا جو لوگ کہا کرتے تھے کہ حضور [illegible] تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کی امامت فرماتے ہیں [illegible] اس ذکر مسئلہ کے متعلق ہیں'' (فیوض الحرمین ص ۲۷)

خدارا ذرا غور کیجئے

[illegible] موجودات ﷺ کی عطائی شان حاضر و ناظر کے اثبات [illegible] کا بار بار مطالعہ کیجئے انکے علاوہ بھی امت محمدیہ کے جلیل [illegible] صراحت کیساتھ حضور کا یہ مقام بیان فرمایا ہے لیکن اہل [illegible] حضرات پھر شرک و کفر کے فتوے جڑنے سے باز نہیں

آتے" اس کی کیا وجہ ہے۔ ہمارا صرف یہی مطالبہ ہے کہ اپنے اکا[illegible] صدر تعلیمات سے چشم پوشی کیوں اختیار کی جاتی ہے۔ کیا یہ لوگ [illegible] نہیں ٹھہرتے؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے شاید ہی کوئی عالم [illegible] ہو سکے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے

ان حضرات کی کتابوں اور رسالوں کا مطالعہ کرنے والا ہر انسان [illegible] ہو جاتا ہے کہ کہاں حضور فخر موجودات ﷺ کی "شان حاضر و ناظر" [illegible] اور کہاں اپنے بزرگوں اور ناخداؤں کے حق میں زبردست اقرار' کوئی [illegible] واقعات ہوں تو بیان کئے جائیں۔ ان کے بزرگ تو اس قدر متصرف [illegible] اپنی قبروں اور مزاروں میں کھلتے نہیں۔ کوئی کسی کو نواز رہا ہے اور کوئی [illegible] ادھر مرید نے پکارا ادھر پیر حاضر ہو گیا' بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی صا[illegible] ایک فیصلہ پڑھئے۔

"اور بعض روایات میں جو آیا ہے اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہِ [illegible] میری مدد کرو' تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عبا[illegible] صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ [illegible] اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے" (فتاویٰ رشیدیہ جلد ا ص ۹۹)

اس فتویٰ میں تو مولوی مذکور نے "کسی میت سے استعانت نہیں [illegible] الفاظ لکھ کر قید لگا دی ہے مگر وظیفہ "یَا شَیْخُ عَبْدَالْقَادِرِ شَیْئاً لِلّٰہ [illegible] بارے میں واضح فرماتے ہیں۔

[illegible] اس عقیدہ سے پڑھنا جائز ہے کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ اطلاع کر دیتا [illegible] تعالیٰ شیخ حاجت براری کر دیتے ہیں۔ یہ بھی شرک نہ ہوگا۔ [illegible] اہل بدعت [illegible] ہونا بھی معصیت ہے" (فتاویٰ رشیدیہ جلد ا ص ۳)

[illegible] اشرف علی تھانوی بھی اس وظیفہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"[illegible] سلیم الفہم کیلئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے" (فتاویٰ امدادیہ جلد ۴ ص

[illegible] اپنے شیخ گرامی حضرت امداد اللہ مہاجر مکی کو پکارتے ہیں۔

ارحم علی یا غیاث فلیس لی
کھفی سویٰ حبیکم من زاد
یا سیدی لِلّٰہ شیئاً انہٗ
انتم لی المجدی والی جادی

(تذکرۃ الرشید جلد ا ص ۱۱۳)

[illegible] اے میرے فریاد سننے والے مجھ پر رحم کھاؤ کہ میرے پاس محبت [illegible] اے میرے سردار مجھے اللہ کے لئے کچھ دیجئے کہ آپ دینے [illegible] لینے والا ہوں۔

[illegible] تھانوی کی کتاب جمال الاولیاء پڑھ لی جائے تو معاملہ صاف ہو [illegible] ایک بزرگ محمد بن علوی بن احمد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ [illegible] بھی ہے کہ آپ کا ایک خادم راستہ میں کسی لق و دق جنگل [illegible] جب اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اس نے ان سے امداد چاہی [illegible] ایک شخص کو محسوس کیا جو کہہ رہا ہے یہ رہا راستہ تو یہ راستہ پر پہنچ

([illegible])

باب ششم

میلاد شریف

مولوی تھانوی صاحب مولوی رشید گنگوہی کے بارے میں لکھتے
انہوں نے جوش میں آ کر فرمایا: تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ
قلب میں رہا ہے اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا
میں آ کر کہنے لگے اتنے سال حضرت محمد ﷺ میرے قلب میں رہے
نے کوئی بات بغیر آپ کے پوچھے نہیں کی۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۹۰)

مولانا رشید احمد گنگوہی کا یہ کمال تھا کہ ان کو روزانہ صبح کی
شریف میں پڑھتے دیکھا اور لوگوں سے سنا بھی کہ حضرت مولانا رشید
گنگوہی ہیں گنگوہ سے تشریف لایا کرتے ہیں'' (تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص

مولوی حسین احمد مدنی کے بارے میں یہ عقیدہ ہے۔

☆ ''مولوی ابراہیم صاحب کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں
اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرمایا: حضرت والا کھڑے ہیں' تو ادب
حضرت مدنی ہنس رہے ہیں اور بلا رہے ہیں شاہ وصی اللہ صاحب آ
مجھ کو اٹھاؤ'' (دارالعلوم بابت مارچ ۱۹۳۷ء ص ۳۷)

ان حقائق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں سے مدد طلب کی
وہ باذنہ تعالیٰ حاضر ہو کر مدد فرماتے ہیں اور دراصل وہ عونِ باری
ہوتے ہیں۔ یہی عقیدۂ حاضر و ناظر ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت کے
اعمال پر حاضر ہیں اور ظاہر ہے اگر حاضر ہیں تو ناظر بھی ہیں' ہم
مجبور نہیں کرتے کہ کوئی فرقہ یہ عقیدہ مانے' کیونکہ دین میں کوئی
اتنا ضرور کہتے ہیں کہ اپنے اکابر کی خبر لیجئے انہوں نے کفر و شرک کے
پہاڑ کھڑے کر دیے ہیں۔ وہ سب آپ کی نظر میں کیا ہیں؟

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

میلاد شریف

ہم تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ محبوب خدا ﷺ خدا تعالیٰ کی [illegible]
عظیم بن کر آئے۔ اسلئے حضور کی آمد آمد کے ماہ نور میں خوشیوں کا [illegible]
چاہیے' جلسے ہوں' جلوس ہوں' ذکر ولادت باسعادت ہو' حضور محسن [illegible]
کے احسانات کا چرچا ہو۔ ان امور پر بھی یار لوگ سیخ پا ہو جاتے ہیں'
کہتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں' قرن اول میں یہ کام کہاں ہوتا تھا [illegible]
بدعت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ چلو ہم میلاد منا کر بدعتی ہو گئے' مگر آپ کے [illegible]
ہیں جنہوں نے میلاد کے جواز کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ پڑھئے اور فیصلہ صادر [illegible]

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فیصلہ

علمائے دیوبند کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا ارشاد [illegible]

☆ "اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض [illegible]
کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے۔ ایسے امور سے [illegible]
خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولود شریف' اگر بوجہ آنے نام [illegible]
کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی [illegible]
لوگ اسکی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سردار عالم [illegible]
روحی فداہ کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا؟ (امداد المشتاق ص [illegible])

[illegible] وقت قیام اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے' اگر احتمال تشریف
[illegible] تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن
[illegible] پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں"
[illegible]

[illegible] کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعۂ
[illegible] انعقاد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں"
(فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵ مطبوعہ دیوبند)

[illegible] شریف تمام اہل حرمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے
[illegible]

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

[illegible] نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب کا ارشاد ہے۔
[illegible] کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا
[illegible] وہ مسلمان نہیں" (الشمامۃ العنبریۃ فی مولد خیر البریۃ ص ۱۲)
[illegible] ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر
[illegible] کر لیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت
[illegible] ولادت و وفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ربیع الاول
[illegible] (ایضاً ص ۵)

علماء دیوبند کا متفقہ فیصلہ

[illegible] صاحب نے تمام علماء دیوبند کا متفقہ فیصلہ رقم

فرمایا ہے۔

☆ ''حاشا ہم تو کیا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی [illegible] شریفہ کا ذکر بلکہ آپکی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے [illegible] پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے' وہ جملہ حالات [illegible] اللہ سے ذرا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ [illegible] درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و [illegible] برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ [illegible] قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتاویٰ [illegible] ہے'' (المہند عقائد علماء دیوبند ص ۳۰)

علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ

غیر مقلدین اور علماء دیوبند کی پسندیدہ شخصیت علامہ ابن [illegible] فرماتے ہیں۔

☆ ''رسول اللہ ﷺ کی محفل میلاد کی تعظیم اور سالانہ محفل میلاد [illegible] بعض لوگ کرتے ہیں اور اچھے ارادے اور نیک نیت سے اس محفل [illegible] کرنیوالے کیلئے حسن قصد کی بدولت اس میں اجر عظیم ہوتا ہے۔ [illegible] رسول اللہ کی تعظیم وتکریم ہے'' (حوال الاحتفال ص ۲۱)

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے فضیلۃ الشیخ مجدد الدعوۃ جناب ابن عبدالوہاب [illegible] صاحبزادے شیخ عبداللہ نجدی نے واضح طور پر لکھا ہے۔

[illegible] ابن جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''جب ابولہب کافر کا جس [illegible] بیان کی ہے آپ کی ولادت پر خوش ہونے کی وجہ سے [illegible] آپ کی امت کے اس موحد مسلمان کا کیا کہنا جو آپ کی ولادت [illegible]'' (مختصر سیرۃ الرسول ص ۳۲)

مولوی اسحاق دہلوی کا فیصلہ

[illegible] کے مسلمہ بزرگ مولانا محمد اسحاق دہلوی فرماتے ہیں۔

[illegible] ﷺ کی محفل میلاد میں ولادت باسعادت کا ذکر کرنا [illegible] و سرور ہے۔ اور شرع پاک میں فرحت و سرور کیلئے جمع ہونا [illegible] و عات سے خالی ہو'' (مائۃ مسائل ص ۳۴)

مفتی عبدالرحمٰن دیوبندی کا فیصلہ

[illegible] لاہور نے مفتی جناب عبدالرحمٰن صاحب نے ۱۲ ربیع الاول [illegible] میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

[illegible] ﷺ انتقال کے بعد بھی زندہ ہیں بلکہ پہلی حیات سے [illegible] زیادہ قوی ہے' اس لئے (۱۲ ربیع الاول کو یوم وفات [illegible] کا سوال پیدا نہیں ہوتا' یہ بھی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ [illegible] (۱۹۸۰ء [illegible])

متفقہ شخصیات کے فیصلے

[illegible] محفل میلاد کے انعقاد پر غیر مقلد' دیوبندی حضرات اور اہل سنت

کے متفقہ بزرگوں کے نظریات و احکامات قلمبند کیے جاتے ہیں تاکہ موضوع مزید نکھر کر سامنے آجائے اور انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔

محدث ابن جوزی کا فیصلہ

بلند پایہ نقاد محدث ابن جوزیؒ نے لکھا ہے کہ جو آدمی حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی کرے تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کیلئے پردہ اور حجاب بن جائے گی اور جو میلاد مصطفےٰ پر ایک درہم بھی خرچ کرے حضور ﷺ اسکی شفاعت فرمائیں گے جو قبول ہوگی'' (مولد العروس ص ۹ مطبوعہ بیروت)

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

اسلام کی فلک پیا شخصیت حضور مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا فرمان ہے۔

☆ ''نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد و منقبت خواندن چہ مضائقہ است'' یعنی اچھی آواز میں قرآن پڑھنے' قصیدے اور منقبت پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے'' (مکتوب ۷۲ دفتر سوم)

شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ

شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کا فرمان ہے۔

☆ ''اس واقعے میں میلاد شریف منانے والوں کی سند ہے کہ آں سرور کے میلاد کی رات مسرور ہوتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں' ابولہب کافر کو اگر حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے جزا ملی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو حضور ﷺ کی محبت اور خوشی سے مالا مال ہو کر

اں خرچ کرتا ہے' ہاں محفل میلاد عوام کی بدعتوں' گانوں' حرام باجوں اور غلط کاموں سے خالی ہو'' (مدارج النبوۃ)

بخاری شریف کی اس روایت کو امت مسلمہ کے عظیم محققین نے نقل کیا ہے اور میلاد رسول اللہ ﷺ کے جواز پر دلیل ٹھہرایا ہے جن میں حضرت امام شمس الدین محمد الجزری دمشقیؒ اور حضرت امام احمد القسطلانی شارح بخاریؒ جیسے لوگ شامل ہیں۔ دیکھئے زرقانی علی المواہب جلد۱ ص ۱۳۹) حضرت شیخ فرماتے ہیں ''لیلۃ المیلاد' لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے'' (ماثبت بالسنۃ ص ۵۹)

شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ

ہندوستان میں علم الحدیث کے فروغ میں اہم کردار ادا کرنے والے اور نہایت نازک دور میں کشتی ملت کو ساحل پر لگانے والے حضرت الشاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ کا فرمان ہے۔

☆ ''میں مکہ معظمہ میں میلاد رسول کے دن مولد مبارک میں تھا۔ اس وقت لوگ آپؐ پر درود شریف پڑھتے تھے' آپ کی ولادت پاک کا ذکر کرتے اور ولادت کے وقت ظاہر ہونیوالے معجزات بیان کرتے تھے۔ میں نے اس مجلس میلاد میں انوار و برکات مشاہدہ کیے۔ میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں جو ایسی مجلسوں و مشہدوں پر مقرر ہوتے ہیں۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ فرشتوں کے اور رحمت کے انوار باہم ملے ہوئے ہیں'' (فیوض الحرمین)

الشاہ عبدالغنی دہلوی کا فیصلہ

خاندان مجددیہ کے اہم ستون' علمائے دیوبند' اہل حدیث اور علمائے اہل

سنت کے متفقہ استاد گرامی حضرت الشاہ عبدالغنی دہلوی قدس سرہ' کا فرمان ہے"

☆ حق یہ ہے کہ حضورﷺ کی ولادت پاک کے ذکر میں اور سید ثقلین ﷺ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کرنے کیلئے فاتحہ پڑھنے کا سرور انسان کیلئے کمال سعادت ہے" (شفاء السائل)

خواجہ احمد سعید دہلوی کا فیصلہ

حجۃ الاسلام حضرت خواجہ احمد سعید دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ "میلاد مصطفےٰ کے دلائل پوچھنے والو یاد رکھو میلاد شریف کی محفل میں آپ ﷺ کے کمال شان پر دلالت کرنے والی آیات' صحیح احادیث' ولادت باسعادت' معراج شریف' معجزات اور وصال کے واقعات کا بیان کرنا ہمیشہ سے بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے۔ لہٰذا تمہارے انکار کی ضد کے سوا کوئی وجہ نہیں" (رسالہ اثبات المولد والقیام ص۱)

حسن البنا شہید کا فیصلہ

صدر جماعت اخوان المسلمین جناب حسن البنا مصری کہتے ہیں کہ

☆ "مجھے یاد ہے کہ جب ربیع الاول کا مہینہ آتا تو ہم یکم ربیع الاول سے لے کر ۱۲ ربیع الاول تک معمولاً ہر رات حصافی اخوان میں سے کسی ایک کے مکان پر محفل ذکر منعقد کرتے اور میلاد النبی ﷺ کا جلوس بنا کر باہر نکلتے شیخ شبلی الرجال کی بچی روحیہ فوت ہو چکی تھی لیکن انہوں نے پھر بھی میلاد النبی کا اہتمام کیا' مکان کو سجایا اور میلاد کے بعد بچی کی تدفین ہوئی' پوچھنے پر فرمایا

اس سے ہمارے حزن وغم میں تخفیف ہوئی اور سوگ مسرت میں تبدیل ہوگیا' کیا اس نعمت سے بڑھکر کوئی اور نعمت درکار ہے۔ (حسن البنا کی ڈائری ص ۱۹۶ مطبوعہ ...)

امام ابن کثیر کا فیصلہ

عظیم مفسر قرآن علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

☆ "الملک المظفر ابوسعید کوکبری سخیوں' بڑے سرداروں اور اصحاب مجد بادشاہوں میں سے تھا۔ اس کے اچھے آثار تھے۔ ربیع الاول میں میلاد شریف مناتا تھا اور پرشکوہ محفل منعقد کرتا تھا' وہ ذہین' بہادر نڈر' صاحب علم وعقل اور عادل تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے وہ میلاد شریف پر تین لاکھ خرچ کرتا تھا۔ (البدایہ والنھایہ جلد ۱۳ ص ۱۳۶)

الشاہ ابوالخیر دہلوی کا فیصلہ

خانقاہ مظہری دہلی کے سجادہ نشین اور سب کے قابل احترام شاہ ابوالخیر دہلوی قدس سرہ' کا عمل دیکھیے۔

☆ "جب میلاد پڑھا کرتے تھے اہل نسبت اور اصحاب باطن پر عجیب وغریب کشوفات ہوتے تھے۔ میلاد شریف کے مخالف اور اسکو کل بدعۃ ضلالۃ کہنے والے افراد جیسے مولوی اشفاق الرحمٰن اور صدر بازار دہلی کے اہل حدیث جو اچانک آزمائش کے لئے اس مبارک محفل میں آگئے تھے اور یہی کہتے ہوئے گئے کہ بڑی بابرکت محفل تھی تو پھر نیک دل افراد پر اگر بعض حقائق کا اظہار ہو تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

گر میل کند سوئے ہلال عجبے نیست
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

(مقامات خیر ص ۱۰۳ ...)

حضرت علامہ اقبال کا فیصلہ

پاکستان کے قومی شاعر مشرق کے عظیم فلسفی علامہ اقبال کا فرمان ...

☆ ''میرے نزدیک انسانوں کی دماغی و قلبی تربیت کے لئے ... ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہتر ہے ... ان کے سامنے رہے چنانچہ مسلمانوں کے لئے اس وجہ سے ضروری ... اسوۂ رسول کو مدنظر رکھیں تا کہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔ ان ... قائم رکھنے کے لئے تین طریقے ہیں وہ طریقے یہ ہیں۔

1- انفرادی طور پر درود وسلام پڑھنا
2- اجتماعی طور پر محافل میلاد النبی ﷺ منعقد کرنا
3- کسی مرشد کامل کی صحبت اختیار کرنا

(انوار اقبال ص ۳۰۵ مطبوعہ ...)

علامہ شیخ محمود عطارؒ دمشقی کا فیصلہ

عالم اسلام کے عظیم سکالر حضرت علامہ محمود عطار دمشقی فرماتے ہیں ...

☆ ''ذکر ولادت رسولؐ کے وقت قیام سے منع کرنے والا تو ... مسلمانوں کے عمل کو مجوسیوں اور شیعہ کے عمل سے کس طرح تشبیہ ... حالانکہ وہ مسلمان ایک محترم جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ماحول معطر ...

... ذکر ولادت کر رہے ہیں اور کائنات کی معزز ترین ہستی کے واقعات ... ادب کے ساتھ پڑھ رہے ہیں' ذکر ولادت سن کر تعظیم سے اٹھ ... ہیں اور تشریف آوری کے تذکرے پر خوشی کا اظہار کرتے ... تعظیم سے منع کرنیوالے کو مبالغہ آمیزی نے مہمیز دی تو اس نے ... عمل کو مجوسیوں اور شیعوں کے عمل سے تشبیہ دی' اے اللہ تو پاک ... بہتان ہے'' (ذکر ولادت خیر الانام ص ۱۸ مطبوعہ لاہور)

مولانا کوثر نیازی کا فیصلہ

... سکالر جناب مولانا کوثر نیازی مرحوم نے لکھا ہے۔

... قرون اولیٰ سے اکابر علمائے اسلام یوم ولادت آنحضرت ﷺ کو ... اور اسے عید سعید کی طرح مناتے چلے آئے ہیں۔ ... ملت بھی شامل ہیں جو ارتکاب بدعت کا تصور بھی ... مبارک زندگیاں بدعات کو ختم کرنے اور سیئات کے ... میں گزری ہیں'' (میلاد النبی ص ۳۰)

دانشوران جامعہ پنجاب کا فیصلہ

... آف اسلام'' کی اشاعت پنجاب یونیورسٹی لاہور کا ایک ... ہے جس کی تشکیل و ترتیب میں تمام مسالک کے جید علماء ... اس میں بھی اس حقیقت کا برملا اظہار ملتا ہے۔

... تمام اسلامی دنیا میں جشن عید میلاد النبی ﷺ متفقہ طور پر منایا

(... پنجاب یونیورسٹی لاہور جلد ۲۱ ص ۸۲۴)

خدارا ذرا غور کیجئے

اس زندگی میں ہم ہر نعمت کے حصول پر بھرپور خوشیاں مناتے ہیں۔ ا
قرآن پاک نے بھی کہا ہے۔ "جب اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت نصیب ہو
جائے۔ تو خوشی کیا کرو" اور پھر کہا ہے" اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو
ایک لمحے کیلئے ذرا سوچنے کی زحمت گوارا کریں کہ حضور فخر آدم و بنی آدم
ﷺ کی **ذات** سے بڑھ کر اور کونسا فضل ہے' اور کون سی رحمت و نعمت ہے
جس پر خوشی منائیں اور حضورؐ کو بھول جائیں' اگر یہ سوال ایمان سے کریں گے
تو وہ پکار اٹھے گا۔

شل فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے
کیجئے ان کا ہی چرچا صبح و شام
جان منکر پر قیامت کیجئے
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے

اگر اتنی سیدھی سی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی تو پھر کیا فرماتے ہیں۔ مفتیان
کرام بیچ اس مسئلہ کے جن علماء اہلحدیث اور زعماء دیوبند نے جواز میلاد کا راستہ
اختیار کیا ہے' وہ بدعتی' گمراہ اور حلوہ خور ہیں یا صراط مستقیم پر چلنے والے مسلمان ہیں"

ناطقہ سر بگریباں ہے

عید میلاد النبی سے خار کھانے والے مفتیان کرام کا کردار دیکھا جائے تو

حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ صرف میلاد مصطفےٰ کی خوشی سے نالاں و ہراساں
ہیں ورنہ ہر خوشی بڑے جوش و خروش سے کرتے ہیں' مثلاً دارالحدیث رحمانیہ
دہلی میں جشن بخاری منایا گیا' دعا خیر و برکت کے بعد مجلس برخاست ہوئی تو
مہتمم صاحب کی طرف سے تمام حاضرین کی شیرینی سے تواضع کی گئی جو
بہت کافی مقدار میں خصوصیت کیساتھ اس موقع کیلئے تیار کرائی گئی تھی" (رسالہ
محدث جنوری ۱۹۲۱ء ص ۸) پھر یہ لوگ آئے دن یوم محمود' یوم خلفائے راشدین' یوم
قاسم نانوتوی' یوم رشید گنگوہی مناتے رہتے ہیں' جن کی خبریں اخبارات میں
چھپتی رہتی ہیں۔ ضیاء الحق مرحوم کی برسی پر سب مانعین میلاد ٹرکوں اور بسوں
کے جلوس لیکر اسلام آباد جاتے ہیں۔ جماعت اسلامی کا سالانہ کیمپ اور رائیونڈ کا
سالانہ اجتماع سب کیا ہے' میلاد پاک کے نام پر عاشقان رسول جمع ہو
جائیں تو اسلام رہتا ہے نہ ایمان' آخر کیوں؟ اور پھر حال ہی میں ہونیوالے
"ڈیڑھ سو سالہ "جشن دیوبند" پشاور نے رہی سہی کسر نکال دی ہے' سوال پیدا
ہوتا ہے کہ "جشن بخاری" اور جشن دیوبند جائز ہے اور جشن میلاد النبی ناجائز
ہے' بھی کیوں؟ کیا دشمنی صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات کریم کیساتھ ہے۔

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویار ہے
پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

بھلا جشن بخاری اور جشن دیوبند قرآن و حدیث سے ثابت ہے' تعامل
صحابہ سے ثابت ہے' ائمہ اربعہ کے فتاویٰ سے ثابت ہے' پھر کیوں جائز ہے؟
صرف اسلئے کہ آپ کا حسن کرشمہ ساز اس کو جائز کہتا ہے' مولوی رشید احمد
گنگوہی صاحب کا یہ فتویٰ دیکھئے اور سر دھنیے "قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف

نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اسکی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں" (فتاویٰ رشیدیہ جلد اص ۸۲ مطبوعہ کراچی)

ہم کہتے ہیں یہی "حسن ظن" میلاد شریف کیلئے کیوں نہیں رکھا جاتا، وہاں جھٹ بدعت و ضلالت کے فتوے حرکت میں آجاتے ہیں، نیز اگر ختم بخاری درست ہے تو "ختم قرآن" کیوں درست نہیں۔ کیا آپ لوگ ختم قرآن حکیم اور میلاد رسول کریم ﷺ کو ذکر خیر نہیں سمجھتے؟

نوائے وقت ۲۱ جنوری ۱۹۹۰ء ملتان کا پرچہ ہمارے سامنے پڑا ہے اس میں ایک خبر پڑھئے۔

☆ "یوم صدیق اکبر، ملتان، بہاولپور، مظفر گڑھ اور دیگر شہروں میں جلوس انجمن سپاہ صحابہ کی طرف سے خلفائے راشدین کے ایام سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ، تفصیل یوں ہے کہ۔ ملتان ۲۰ جنوری انجمن سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام یوم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں ملتان، بہاولپور، شجاع آباد اور دیگر شہروں میں جلوس نکالے گئے۔ ملتان میں اجتماعی جلوس کی قیادت انجمن سپاہ صحابہ ملتان کے رہنما سلطان محمود ضیاء، انور علی شاہ اور اشفاق محمود نے کی"

ہے کوئی مرد میدان جو اس جلوس کی شرعی حیثیت قرآن و حدیث اور تعامل صحابہ سے ثابت کرسکے نہیں تو سپاہ صحابہ کی اس تحریک پر بدعت و ضلالت کا فتویٰ صادر کرسکے، ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ اگر یہ سب جائز ہے تو بتایئے میلاد پاک کا جلوس کیوں جائز نہیں یا اگر میلاد منانے والے بدعتی ہیں تو دوسرے جلوس نکالنے والے کیوں بدعتی نہیں۔ کوئی تو جواب دیجئے۔

موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

باب ہفتم

تراویح کا مسئلہ

تراویح کا مسئلہ

جب بھی رمضان المبارک کا حسین اور روح پرور [illegible]
مسلمانوں کے ذوق عبادت اور شوق سخاوت میں ایک دم انقلاب [illegible]
ہر صاحب ایمان نیکی کی طرف مائل دکھائی دیتا ہے' فرط جود [illegible]
حرم بے تاب نظر آتی ہیں۔ ان طرب ناک دنوں میں ہمارے [illegible]
حدیث' اثری سلفی بھائیوں کی طرف سے اشتہارات چھپنے شروع [illegible]
تراویح تو آٹھ ہیں' بیس تراویح کا کوئی ثبوت نہیں۔ وغیرہ [illegible]
کے ساتھ تراویح' کا استعمال ان کے علم کی دہائی دے رہا ہے' [illegible]
لئے کم از کم عدد ۱۲ ہونا چاہیے۔ جو انہیں بھی قابل قبول نہیں۔ [illegible]
تراویح ایسا مسئلہ ہے جس پر تمام امت کا اجماع ہے' چاروں [illegible]
سے کسی نے بھی آٹھ تراویح کا فتویٰ نہیں دیا۔

(۱) دسویں صدی ہجری کے امام زین العابدین مصریؒ [illegible]
ارشاد ہے۔

☆ ''صاحب کنز الدقائق کا قول ہے کہ تراویح تو بیس [illegible]
ہیں' یہی جمہور کا قول ہے کیونکہ موطا امام مالک میں یزید بن [illegible]
روایت مروی ہے کہ لوگ حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانہ میں [illegible]

[illegible] ہے اور اسی پر مشرق و مغرب میں تمام مسلمانوں کا عمل
[illegible] (۱۱)

[illegible] صدی ہجری کے جلیل المنزلت محقق حضرت امام علی قاری
[illegible] ہے۔

[illegible] روی البهقی باسناد صحیح انهم كانوا يقيمون
[illegible] ركعة وعلى عهد عثمان وعلى رضى الله عنهم۔
[illegible] تراویح پر اجماع امت ہے۔ کیونکہ امام بیہقی نے صحیح
[illegible] ہے کہ لوگ حضرت عمرؓ' حضرت عثمان اور حضرت علی
[illegible] خلافت میں بیس رکعات پڑھا کرتے تھے'' (شرح النقایہ
[illegible] (۱۹۲)

[illegible] صدی ہجری کے بلند پایہ علامہ حضرت سید محمد مرتضیٰ زبیدی
[illegible] ہے۔

[illegible] عمرؓ کے زمان مبارک میں (بیس رکعات تراویح) پر اجماع
[illegible] اسی پر امام ابوحنیفہ' امام نووی' امام شافعی' امام احمد اور
[illegible] اسی کو امام ابن عبدالبر نے اختیار فرمایا (اتحاف السادۃ المتقین

[illegible] امت نے اس اجماع کو نقل کیا ہے۔ سعودی عرب
[illegible] میں اسی اجماع پر عمل کیا جاتا ہے' لگتا ہے برصغیر
[illegible] کی بدولت جہاں دیگر بہت سے اختلافات نے جنم
[illegible] کہ امت مسلمہ اپنے رب کی عبادت و ریاضت

[illegible] میں بھی متحد نہ رہ سکے۔ یہ ایک خونچکاں داستان ہے' ہم اس [illegible]
مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر ہم پاکستانی و ہندوستانی مسلمان [illegible]
پڑھنے کی وجہ سے بدعتی ہیں' گمراہ ہیں' باغی سنت و شریعت [illegible]
عرب کے بارے میں "مفتیان کرام" کا کیا فتویٰ ہے جن کی [illegible]
آپ کے ادارے چل رہے ہیں' یا آپ کا اپنے مسلمہ اکابر کے [illegible]
خیال ہے جن کے قلم نے حقائق اگل کر آپ کے راستے میں [illegible]
دی ہے۔ آپ تو کہتے ہیں کہ ہم کتاب و سنت کے مقابلے میں [illegible]
نہیں کرتے' ہمت کیجئے اور ان کو بھی بدعتی' گمراہ اور باغی [illegible]
دیجئے' ہمارے دکھتے ہوئے زخموں کو بھی یہ سمجھ کر سکون نصیب [illegible]
آپ کی عادت ہی ایسی ہے۔

شیخ ابن تیمیہ کا فیصلہ

تمام غیر مقلدین' اہل حدیث کے متفقہ شیخ الاسلام اور [illegible]
کے علمبردار شیخ تقی الدین ابن تیمیہ الحرانی متوفی ٧٢٨ھ کا فیصلہ [illegible]

☆ "قَدْ ثَبَتَ اَنَّ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ کَانَ [illegible]
بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً فِیْ رَمَضَانَ وَیُوْتِرُ بِثَلَاثٍ [illegible]
کَثِیْرٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ ذَالِکَ هُوَ السُّنَّةُ لِاَنَّهٗ [illegible]
الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَلَمْ یُنْکِرْهُ مُنْکِرٌ یہ بات [illegible]
ہو چکی ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ تمام لوگوں (یعنی [illegible]
تابعین) کو رمضان میں بیس رکعات پڑھایا کرتے [illegible]

[illegible] علماء کرام نے اسی کو سنت قرار دیا ہے۔ کیونکہ
[illegible] مہاجرین وانصار کے درمیان کھڑے تھے اور کسی
[illegible] بھی (بیس رکعات کا) انکار نہیں کیا۔

(فتاوی ابن تیمیہ جلد ٢٣ ص ١١٢)

[illegible] حضرت علیؓ نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی قائم
[illegible] کو بحال رکھا۔ (منہاج السنۃ جلد ٢ ص ٢٢٤)

علامہ محمد علی الصابونی کا فیصلہ

[illegible] مکہ معظمہ کے استاد گرامی جناب علامہ محمد علی الصابونی
[illegible]

[illegible] کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک کتنے لوگ ہیں
[illegible] حرموں میں نماز تراویح ادا کی ہے' کیا وہ اس میں بیس
[illegible] کرتے تھے حالانکہ وہ دونوں حرم مسلمانوں کی مساجد کا
[illegible] جا سکتا ہے کہ تمام مسلمان ایک بری چیز اور دینی امور
[illegible] جمع ہو گئے اور تمام لوگ اس سے خاموش رہے حالانکہ
[illegible] اور محدثین بھی موجود تھے۔ کئی قومیں اور کئی صدیاں گذر
[illegible] رکعت تراویح) بدعت اور برائی ہیں کسی نے بھی اس برائی
[illegible] جاہلوں کا خیال ہے۔
[illegible] جو سلف صالحین کے طریقے پر مضبوطی سے عمل کرنے
[illegible] کے علاقہ میں یہ دعوت شروع ہوئی' سعودیہ کے علما

ایک بدعت پر کیسے خاموش رہتے۔ اور دین میں ایسی برائی کی [illegible]
کرتے جبکہ اس کام میں ان کے ساتھ تمام عالم اسلام کے علماء [illegible]
میں نے مکہ مکرمہ میں بیس سال گزارے ہیں اور امام [illegible]
ہر رمضان المبارک کو مسجد حرام میں بیس رکعت نماز (تراویح) پڑھتے [illegible]
پھر ہم امام کے ساتھ تین رکعت وتر ادا کرتے ہیں۔ نجد وحجاز اور [illegible]
چاروں اطراف کے علماء بھی اسی طرح نماز پڑھتے ہیں اور کسی [illegible]
نہیں کیا۔ اور نہ اس پر اعتراض کیا ہے۔ کیا یہ ان کی طرف سے [illegible]
کے شرعی ہونے کا اقرار نہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سنت کی اتباع کرتے [illegible]
افضل ہے' پھر مشرق ومغرب میں مسلمانوں کی مسجدیں ہمارے [illegible]
نمازیوں سے بھر جاتی ہیں' خصوصاً رمضان میں' افریقی ممالک [illegible]
سعودی عرب اور پاکستان کی بڑی مسجدوں میں وہ نماز تراویح [illegible]
پڑھتے ہیں۔ پس کیا یہ تمام لوگ جہالت اور گمراہی پر ہیں جس طرح [illegible]
والے جاہلوں کا گمان ہے" (الھدی النبوی الصحیح فی صلاۃ التراویح ص ۳۱ [illegible]

ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

☆ "تعجب ہے کہ یہ لوگ جو شہرت کے پہاڑ کی چوٹی پر [illegible]
کرتے ہیں اور اپنی علمی فوقیت' سرداری اور تیز فہمی کے ساتھ مشہور [illegible]
ہیں' خلاف اصول اور غلط باتیں کرتے ہیں' سلف صالحین کو جاہل [illegible]
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے لیکر ہمارے اس زمانے [illegible]
پرانے دور کے علماء اسلام اور پوری امت کو گمراہ کہنے پر جمع ہیں [illegible]

[illegible] پڑھے اسے گمراہی کی طرف منسوب کرتے ہیں' یہاں
[illegible] تراویح میں گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھنے والے کو اس
[illegible] ہیں جو ظہر کی پانچ رکعت اور فجر کی سنت چار رکعت
[illegible] واضح طور پر باطل ہے۔ نیز سوئے فہمی اور کند ذہنی پر
[illegible] اس طرح کہا جاتا ہے کہ عش رجباً تری عجباً زیادہ
[illegible] چیزیں دیکھے گا" (ایضاً ص ۳۳)

[illegible] سارا رسالہ نہایت دیدنی ہے' جگہ جگہ تحقیقات کے اعلیٰ
[illegible] افسوس ہے کہ ایک مختصر سا گروہ غیر مقلدین سے زیادہ
[illegible] ہے اور خود کو اثری وسلفی متبع سنت قرار دے رہا ہے'
[illegible] قیامت مجلۃ الدعوۃ والے ڈھا رہے ہیں کہ تمام امت
[illegible] اعمال سے قطعی مختلف ہو کر بھی تمام عالم اسلام کی نمائندگی
[illegible] ہیں۔ اور عالم اسلام کو درپیش جملہ مسائل کا بزعم خود
[illegible] ہیں کوئی آدمی پوچھنے والا نہیں کہ بھئی آپ لوگ پوری دنیا
[illegible] اعمال پر شرک وبدعت کا فتویٰ بھی لگاتے ہیں اور
[illegible] کرتے ہیں اور سب کے امام بننے کے بھی دعویدار ہیں'
[illegible] کی امامت کے بارے میں کیا خیال ہے؟
[illegible] ہے کہ یہ سب چندہ لینے اور ہضم کرنے کے منصوبے
[illegible] دستگیروں یعنی سعودی عرب والوں کے ساتھ تو وفا
[illegible] لوگوں کی جان کو رو رہے ہیں۔

[illegible] تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب کا فیصلہ

اثری تحریک کے محرک اعظم شیخ الدعوۃ جناب ابن عبدالوہاب کے فرزند گرامی شیخ عبداللہ نجدی کا ارشاد ہے۔

☆ "ان عمر رضی اللہ عنہ لما جمع الناس علی ابی بن … کانت صلوتهم عشرین رکعة' بیشک حضرت عمر رضی اللہ عنہ … کرام وتابعین عظام کو حضرت ابی بن کعب کی امامت پر جمع فرمایا … بیس رکعات تراویح تھی" (الھدیۃ السنیۃ ص ۳۰ بحوالہ مجموعہ فتاوی نجدیہ)

حافظ عبدالمنان سلفی کا فیصلہ

غیر مقلدین اہلحدیث کے مولانا عبدالمنان نے بھی تسلیم فرمایا …

☆ "حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن عبدالبر کے اقوال کا ماحصل … اتنا ہے کہ بیس رکعات حضرت ابی بن کعب سے ثابت اور صحیح ہے" (… ص ۵۳)

امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ

اہلحدیث کے مناظر اعظم مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کا ارشاد …

☆ "ہاں حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعتوں کا ثبوت … کی روایت سے ثابت ہوتا ہے بیس رکعتیں درصورت ثبوت کے … کیونکہ صحابہ نے پڑھی ہیں" (اہل حدیث کا مذہب ص ۹۸)

☆ نیز فرماتے ہیں" بیس تراویح کو خلاف سنت کہنا اچھا نہیں …

… بیس رکعات پڑھی جاتی ہیں۔ (رسالہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ دسمبر

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

اہلحدیث کے ممدوح جناب علامہ صدیق حسن بھوپالی کا ارشاد ہے۔

"… عددہ اما وقع فی عهد عمرؓ کالاجماع' یعنی حضرت … طریقہ قرار پا گیا تھا وہ اجماع کی مانند ہے۔ (عون الباری

قاضی شوکانی کا فیصلہ

… کے نظریہ فکر کے حامل اور غیر مقلدین کے سرخیل قاضی … مشہور تابعی عطاء بن ابی رباح کا یہ قول نقل کیا ہے'

… نے فرمایا کہ میں نے اپنے زمانے کے لوگوں (صحابہ وتابعین) … تراویح اور تین وتر پڑھتے ہوئے دیکھا" (نیل الاوطار جلد ۳ ص ۵۷)

… ہیں کہ" تراویح میں کوئی خاص تعداد مقرر کر لینا یا اس میں … معین کر لینا سنت سے ثابت نہیں' (ایضا جلد ۳ ص ۳۶)

… کوئی خاص تعداد آٹھ رکعت مقرر کرنا بھی سنت سے ثابت نہیں۔

علامہ داود ظاہری کا عمل

… کے ممدوح جناب علامہ داود ظاہری کے بارے میں بھی … رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے' (بدایۃ المجتہد جلد ۱ ص ۱۹۱)

علامہ وحید الزماں کا فیصلہ

اہلحدیث کے مترجم صحاح ستہ وحید الزماں صاحب فرماتے ہیں۔

☆ ''تراویح کی تعداد رکعات مقرر نہیں کی گئی'' (کنز الحقائق ص ۳۰)

نوٹ:- سارے علما کرام اور ائمہ عظام یہی کہہ رہے ہیں کہ تعداد [illegible] رکعات ہے مگر موصوف کہتے ہیں کہ تعداد متعین و مقرر نہیں۔ چلو ٹھیک ہے [illegible] آٹھ تراویح پر زور کیسا' اور بیس رکعات پڑھنے والوں کے خلاف شور کیوں [illegible] آپکے نزدیک کوئی تعداد مقرر نہیں تو کیوں آپ خلاف سنت کام پر صلاحیتیں صرف فرما رہے ہیں' الحمد للہ ہمارے نزدیک تو مقرر ہے' اور وہ بھی حضور [illegible] پاک صحابہ کرام نے مقرر فرمائی ہے جن کا قول وفعل حجت شرعی ہے۔

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب ان عظیم الشان امامان امت کے فیصلے نقل کیے جاتے ہیں جن کی تحقیق پر ہمیں بھی اعتماد ہے اور ہمارے کرم فرماؤں کو بھی بھروسا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ

شیخ المحدثین حضرت عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کا فرمان ہے۔

☆ ''جس تعداد پر رکعات تراویح کا امر مستقل ہوا اور جو تعداد صحابہ تابعین اور انکے بعد کے لوگوں سے مشہور ہوئی وہ بیس رکعات ہے'' (ماثبت بالسنۃ ص ۲۱۷)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا فرمان ہے۔

''تراویح کی رکعات کی تعداد نہیں ہے'' (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۲ ص ۱۸)

علامہ عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

الفہیم محقق حضرت علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

''ان مجموع عشرین رکعۃ فی التراویح سنۃ موکدہ

تراویح بیس رکعات سنت موکدہ ہے' اسلئے کہ اس پر خلفاء راشدین نے مداومت کی ہے۔ اگرچہ حضور ﷺ نے مداومت نہیں فرمائی اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ خلفاء راشدین کی سنت بھی واجب الاتباع ہے۔ اور اس کو ترک کرنے والا گنہگار ہے۔ اگرچہ اس کا گناہ حضور ﷺ کی سنت ترک کرنے والے سے کم ہے لہذا جو آدمی آٹھ رکعات پر اکتفا کرے وہ خطا کار ہے۔ کیونکہ اس نے خلفاء راشدین کی سنت ترک کردی'' (تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار ص ۲۰۹)

حضرت امام احمد بن حنبل کا فیصلہ

ہدیۃ المہدی میں جناب وحید الزماں غیر مقلد صاحب نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو اپنے مشائخ میں شمار کیا ہے' اب امام احمد کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔

''ابن قدامہ حنبلیؒ نے فرمایا کہ امام احمد کے نزدیک تراویح کی بیس رکعات مختار ہیں' ابوحنیفہ اور شافعی بھی اسی تعداد کے قائل تھے'' (المغنی جلد ۲ ص ۱۶۷)

حضور عبدالقادر جیلانی کا فیصلہ

شیخ الجن والانس حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہٗ کا ارشاد گرامی ہے۔

☆ "وصلوة التراويح سنة النبي صلى الله عليه وسلم عشرون ركعة" نماز تراویح حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے بیس رکعات ہے" (غنیۃ الطالبین ص ۲۹۳)

نوٹ:- رفع یدین کے مسئلہ میں حضور غوث اعظم کا حوالہ دینے والے کے اس ارشاد پر بھی غور فرمائیں۔

خدارا ذرا غور کیجئے

یہ تمام حقائق و آثار رقم کرنے کے بعد

ہمارا ہرگز اصرار نہیں کہ آپ لوگ ضرور ساری امت محمدیہ کے [illegible] پر چلتے ہوئے ضرور بیس رکعات تراویح کا اہتمام کریں' کیونکہ جب [illegible] شیوہ حیات ہی اجماع امت سے انحراف ہے تو ہم کیسے آپ کو قائل [illegible] ہیں ہاں اتنا ضرور عرض کرتے ہیں کہ ذرا جرأت فرمائیں اور اپنے [illegible] رخ اپنے اکابر ابن تیمیہ وغیرہ کی طرف بھی سیدھا کرلیں' اور سعودی [illegible] والوں سے چندہ لیتے وقت ان کو اس بدعت و ضلالت سے بچنے کا [illegible] کریں۔ تمام تر توتیں اہل سنت و جماعت کے خلاف ہی استعمال کرنا [illegible] دانشمندی ہے' جبکہ آپ کے اپنے بھی اسی جرم میں ملوث ہیں۔

ناطقہ سر بگریباں ہے

تراویح کے بارے میں غیر مقلدین کا طرز فکر بہت عجیب و غریب [illegible] وہ کمال جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے تراویح اور تہجد کو ایک ہی نماز [illegible] کرتے ہیں۔ حالانکہ اس امر میں بھی انکے اکابر کے اقوال و اعمال اس [illegible]

[illegible] ہیں کہ یہ دونوں نمازیں ایک نہیں' الگ الگ ہیں اس کا ثبوت [illegible] صحاح ستہ کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ لیکن ہم غیر مقلدین کے [illegible] حسین دہلوی کا عمل پیش کرتے ہیں۔ جناب فضل حسین [illegible]

"([illegible] صاحب) لیالی رمضان المبارک میں دو ختم قرآن [illegible] قیام ہر سال سنتے' ایک تو نماز عشاء کے بعد [illegible] میں جس کے امام تھے حافظ احمد عالم' فقیہ' محدث' جو [illegible] شاگرد رشید تھے' تین سپارے روزانہ سناتے ترتیل و [illegible] دوسرا ختم سنتے نماز تہجد میں جسکے امام ہوتے حافظ [illegible] السلام سلمہ" (آپکے بڑے پوتے) (الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۳۸)

[illegible] ثناء اللہ امرتسری نے بھی سوال (جو نماز تراویح پڑھ لے وہ پھر [illegible] تہجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں) کے جواب میں واضح ارشاد فرمایا۔

"[illegible] ہے' تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے اول شب میں [illegible]" (فتاوی ثنائیہ جلد اص ۴۳۱)

[illegible] مقلدین کے پاس ایک ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ رمضان وغیر [illegible] گیارہ رکعت ادا فرمایا کرتے تھے" جس پر وہ آٹھ تراویح کا نظریہ [illegible] ہیں حالانکہ اس روایت پر ایسا استدلال نہایت حیران کن ہے' [illegible] استدلال بوجوہ باطل ہے'

[illegible] اس روایت سے مراد تراویح کی نماز ہے تو وہ غیر رمضان میں [illegible] ادا کرتے؟

2- یہ نماز تراویح ہے تو امام بخاری نے اسے تہجد کے باب [illegible] بیان فرمایا' امام بخاری کو حدیث کی سمجھ نہیں یا آپ کو سمجھ نہیں؟

3- گیارہ رکعت میں تراویح کی آٹھ رکعت ہیں تو باقی تین [illegible] ہیں۔ اگر تین وتر ہیں تو آپ ایک وتر کیوں پڑھتے ہیں۔ اگر ایک [illegible] دو رکعت مزید تراویح میں اضافہ ہوئیں اور تراویح کی دس رکعت [illegible] آپکو آٹھ رکعت تراویح پر اصرار ہے۔

4- یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی [illegible] وہ خلفاء راشدین کے دور میں موجود تھیں' انہوں نے اس روایت کے [illegible] ہوئے خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ وتابعین کو کیسے بیس رکعات تراویح [illegible] برداشت کرلیا' معلوم ہوا کہ سیدہ صدیقہ کے نزدیک یہ نماز تہجد کی [illegible] کہ تراویح کی ورنہ وہ ضرور صورت حال واضح فرما دیتیں۔

5- نماز تراویح ایک سلام کے ساتھ دو رکعت کرکے ادا ہوتی [illegible] اس روایت میں ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے' ثابت [illegible] روایت تراویح کیلئے نہیں تہجد کیلئے ہے۔

6- کسی امام فقہ نے اس روایت کو بنیاد بنا کر آٹھ تراویح کا [illegible] ہے' ترمذی شریف میں تعداد تراویح کے بارے میں مختلف اقوال [illegible] لیکن آٹھ کا ذکر تک نہیں۔ ساری امت محمدیہ کو چھوڑ کر کیسے کوئی مختصر [illegible] کو اپنا قبلہ آرزو بنا لے۔

7- غیر مقلدین کا خود اس روایت پر عمل نہیں۔ کیونکہ روایت میں [illegible] ﷺ کے تنہا نماز پڑھنے کا ذکر ہے' جبکہ غیر مقلدین باجماعت ادا کرتے [illegible]

[illegible] کے بعد سلام پھیرتے ہیں۔ حضور ﷺ یہ نماز گھر میں ادا فرماتے [illegible] مقلدین مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ حضور ﷺ سونے کے بعد وتر [illegible] تھے جبکہ غیر مقلدین تراویح کے فوراً بعد سونے سے پہلے [illegible] پڑھتے ہیں۔

[illegible] عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ کن ارشاد ملاحظہ فرمایئے۔

"[illegible] مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ [illegible] نہیں پڑھتے تھے' اس سے مراد تہجد ہے۔ جو رمضان وغیر [illegible] تھی اور اس کو صلوۃ لیل کہتے تھے۔ تراویح کی نماز اس سے [illegible] حضرات کے عرف میں اسکا نام قیام رمضان تھا" (حاشیہ ملا بدہ)

باب ہشتم

طلاقِ ثلاثہ کا مسئلہ

طلاقِ ثلاثہ کا مسئلہ

[illegible] معاشرے میں جہالت عام ہے۔ عوام الناس کو دین کے مسائل [illegible] دوسرے مسائل کی طرح یہ مسئلہ بھی عام ہے کہ [illegible] وجہ سے بھی اپنی عورت کو تین طلاق دے کر میکے بھیج [illegible] بچوں کا خیال آتا ہے' یا گھر بار کی بربادی یاد آتی ہے تو [illegible] کرتے ہیں'' مولوی صاحب کوئی حل نکالو' لوگوں کی اس [illegible] خوب فائدہ اٹھاتے ہیں اور انہیں پوری امت مسلمہ [illegible] کے خلاف غلط راستے پر ڈال دیتے ہیں۔ عوام الناس کو غیر [illegible] راس آجاتی ہے' جب کوئی ایسے لوگوں سے اجماع امت [illegible] کو دوڑتے ہیں' او جی تم زیادہ پڑھے لکھے ہو' فلاں [illegible] نے ''قرآن وحدیث'' کی روشنی میں ہمیں مطمئن کر دیا [illegible] وہ ایسی اور بھی ''لاتعداد سہولتوں'' کے حصول کے لئے [illegible] کے دامن میں پناہ لے لیتے ہیں۔ ایسے کئی کیس ہمارے [illegible] ہیں۔

[illegible] کے بارے میں غیر مقلدین کا عجیب وغریب فتویٰ ہے کہ [illegible] سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے' حالانکہ یہ فیصلہ قرآن و

حدیث، خلفائے راشدین کے اقوال اور صحابہ و تابعین، ائمہ اربعہ اور ہزارو
علمائے امت کے اجماع سے سراسر بغاوت ہے، اور لوگوں کو فحاشی کے اندھیر
غار میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔

(۱) شارح بخاری حضرت امام بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ''جمہور علمائے تابعین اور انکے بعد جو ہوئے ان میں امام اوزا
امام نخعی، امام ثوری، امام ابوحنیفہ اور انکے اصحاب، امام مالک اور انکے اصحا
امام شافعی اور انکے اصحاب، امام احمد اور انکے اصحاب، امام اسحاق، ابوثور، ابو
اور دوسرے کثیر التعداد علماء کرام کا یہی مذہب ہے کہ من طلق امرأتہ ثلا
وقعن جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں، وہ تینوں ہی واقع ہوگئیں، لیکن
وہ خطا کار ہوگا، اور جو اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں اور ا
سنت کے مخالف ہیں'' (عمدۃ القاری جلد ۲ ص ۲۳۳)

(۲) حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ''اس پر سب کا اتفاق اور اجماع ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو تی
طلاقیں دیں، تو بالاجماع تین ہی واقع ہوں گی'' (تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۳۰۰)

(۳) ''امام احمد بن محمد الصاویؒ نے بھی فرمایا ہے۔

☆ ''کہ اس مسئلہ پر سب (سلف و خلف) کا اجماع ہے، یہ قول
''تین طلاق ایک دم دینے سے ایک طلاق واقع ہوگی'' ابن تیمیہ حرانی کے
کسی سے معروف نہیں، اور بے شک ابن تیمیہ نے اس مسئلہ میں اپنے مذ
کے اماموں کا بھی رد کیا ہے، یہاں تک کہ علماء کرام نے فرمایا ''ابن تیمیہ
بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنیوالا ہے، اس مسئلہ کی نسبت ا

مذہب مالکی کی طرف کرنا غلط ہے'' (تفسیر الصاوی جلد ۱ ص ۱۰۰)

ان علماء کرام کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین نے اس مسئلہ
میں اس اجماع امت کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اپنی روایتی آزاد خیالی کے
ہاتھوں مجبور ہو کر ایک نیا راستہ ایجاد کیا ہے، اور غضب تو یہ ہے کہ اس باطل
نظریے کو ''سنت و شریعت'' کے نام سے عام کر رہے ہیں، بتایئے اس
سے بڑھ کر مذہبی دہشت گردی اور کیا ہوگی۔

لیکن اس مضمون میں ہم صرف اتنا مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم دور صحابہ سے
آج تک جمیع امت اسلامیہ تو بدعتی ہوگئے لیکن آپکے وہ اکابر کیا ہیں، جن
کے قلم نے حقائق اگل دیئے ہیں۔ کیا آپ انکو بھی بدعتی کہنے کیلئے تیار ہیں!

امام ابن حزم ظاہری کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مسلمہ امام ابن حزم ظاہری کا ارشاد ہے۔

''فھذا یَقَعُ عَلَی الثَّلَاثِ مَجْمُوْعَۃً وَّمُفَرَّقَۃً وَلَا یَجُوْزُ اَنْ
یُّخَصَّ بِھٰذَا بَعْضُ ذَالِکَ دُوْنَ بَعْضٍ بِغَیْرِ نَصٍّ' تین طلاقیں
اکٹھی ہوں یا متفرق آیت کا حکم دونوں صورتوں پر برابر صادر
ہوتا ہے۔ اور یہ ہرگز جائز نہیں کہ کسی صورت کو آیت کے حکم
سے مختصر قرار دیا جائے اور کسی کو نہیں'' (المحلی باآثار جلد ۹ ص ۳۹۴
بیروت)

علامہ ناصر الدین البانی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مشہور عالم محقق اور نقاد علامہ ناصر الدین البانی نے سنن

ماجہ شریف کی اس حدیث پاک کو صحیح قرار دیا ہے' جس میں ہے [illegible]
بنت قیس رضی اللہ عنہا کے شوہر نے یمن جاتے وقت انہیں [illegible]
طلاقیں دے دیں' فَاَجَازَ ذَالِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و[illegible]
پاک ﷺ نے انہیں موثر قرار دیا' (صحیح سنن ابن ماجہ الالبانی کتاب الطلاق [illegible]
یہ حدیث صحیح ہے تو پھر اسکے خلاف کسی کا اجتہاد کیوں کر قابل قبول [illegible]

اس مسئلہ کو ابن تیمیہ نے یہودیوں اور رافضیوں کی تقلید [illegible]
اپنایا۔ تمام عالم اسلام نے ان کے خلاف آواز اٹھائی جیسا کہ [illegible]
الرحمۃ نے فرمایا ہے اور لوگوں نے ان کو اونٹ پر سوار کر کے [illegible]
دمشق کے بازاروں میں پھرایا' اس واقعہ کو غیر مقلد عالم شرف [illegible]
نے اپنی کتاب ''شرفیہ علی الثنائیہ'' جلد۲ ص ۲۱۷ پہ بیان کیا [illegible]
تمام علمائے دیوبند بھی خود کو زمرہ احناف میں گردانتے ہیں [illegible]
بھی احناف اور اجماع امت کے مطابق فیصلہ دیا ہے' مولانا [illegible]
صاحب فرماتے ہیں ''تین طلاقیں اس صورت میں واقع ہو گئیں [illegible]
کے کوئی تدبیر اس کی نہیں'' (فتاوی رشیدیہ جلد۲ ص ۷۵)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب انکے فیصلے نقل کیے جاتے ہیں جنکا احترام [illegible]
نزدیک بھی ضروری ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

مفتی کبیر حضرت علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد [illegible]

[illegible] طلاق دیوے اور مقصود اس کو دونوں مرتبہ اخیر سے
[illegible] میں بمذہب جمہور صحابہ وتابعین و ائمہ اربعہ و اکثر
[illegible] جمہور محدثین' تین طلاق واقع ہو جاویں گی' البتہ بوجہ
[illegible] کے گناہ لازم ہوگا'' .... باقی وہ جو صحیح مسلم
[illegible] کان الطلاق علی عهد رسول اللہ وابی بکر
[illegible] عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر ان الناس
[illegible] کان لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم فامضى
[illegible] جمہور محدثین وفقہا کے نزدیک یہ ہے کہ اوائل میں
[illegible] کہتے تھے تو اس سے تاکید منظور ہوتی تھی۔ اس وجہ
[illegible] تھی نہ یہ کہ تین لفظ سے تین طلاق بھی مقصود ہوں
[illegible] امام نووی اور ابن ہمام وغیرہما علیہما الرحمہ نے ذکر
[illegible]

خدارا ذرا غور کیجئے

[illegible] اور مقلدین کے جو متفقہ ممدوحین ہیں' مثلاً حضور
[illegible] شیخ ولی اللہ دہلوی' شاہ عبدالعزیز دہلوی وغیرہم علیہم
[illegible] اور ان کا فیصلہ اجماع امت کے موافق ہے' اس لئے
[illegible] ضرورت نہیں' ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں
[illegible] برحق ہو سکتے ہیں' خدارا ذرا غور کیجئے کہ آپ
[illegible] اور تمام علمائے امت کے استدلال کو باطل قرار

دے کر صرف ابن تیمیہ اور ان کے چند شاگردوں کی تقلید کر رہے
ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد، صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ اور تمام علما
سے زیادہ قرآن و حدیث کے منشا کو سمجھتے ہیں۔ ان کا حال تو یہ ہے
علامہ زید فاروقی دہلوی نے لکھا ہے ''تاتاریوں نے خلافت اسلامیہ
کیا اور علامہ ابن تیمیہ نے سواد اعظم اور اجماع امت کی قدر و
دھجیاں اڑا دیں علما اعلام کو اس کا رنج ہے اگر طلاق کے مسئلہ میں
تیمیہ نے جمہور اہل سنت کے مسلک کو چھوڑ کر اثنا عشریہ کی تقلید کی
کے شاگرد اعظم علامہ ابن قیم نے متعہ کے مسئلہ میں اثناء عشریہ کا سا
کی کوشش کی ہے اور اب چودھویں صدی میں علامہ ابن تیمیہ کے بعض
نے دعویٰ کیا ہے کہ مصحف شریف میں سے سورہ فلق اور سورہ ناس کو خا
دینا چاہئے۔ اور یہ آواز بھی اٹھی ہے کہ اشهد ان محمدا عبده و ر
اور لااله الا الله محمد رسول الله کو اس طرح پڑھنا چاہیے اشهد
محمدا كان عبده ورسوله اور لااله الا الله كان محمد رسول
(ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء ص ۱۰۲ مطبوعہ دہلی)

موصوف گرامی ابن تیمیہ کی ایک اور برکت نقل فرماتے ہیں۔

''حیرت کا مقام ہے کہ اب علامہ ابن تیمیہ کے شذوذات اور تفر
عمل کرنا ہی کمال ایمان سمجھا جا رہا ہے، بڑی خوشی سے کہا جا رہا ہے کہ
مصریہ نے ۱۳۴۷ھ میں طلاق کے مسئلہ میں ابن تیمیہ اور اثنا عشریہ کے
قانونی شکل دے دی ہے، مصر نے تو ارتکاب فاحشہ کے جواز کیلئے بھی
بنا دیا ہے، محرمات شرعیہ کے ارتکاب پر کوئی مواخذہ نہیں رکھا ہے۔ (ایضا)

باب نہم

ضرورتِ تقلید

ضرورتِ تقلید

غیر مقلدین حضرات اس امر کا پروپگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ مقلد[ین] "کوفی نماز" پڑھتے ہیں، ہم "مدنی نماز" پڑھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے ا[مام] ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی تقلید کو اپنا قبلہ آرزو بنا رکھا ہے، ہم صرف رسول ﷺ کے مقلد ہیں، ہم کہتے ہیں کہ یہ "مغالطہ آفرینی" غیر مقلدین کی ا[سلام] دشمنی اور تعصب مزاجی کی بدترین مثال ہے۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ [امام] ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وہی نماز پڑھی ہے یا وہی احکام مانے اور پھیلا[ئے] ہیں جن کا حکم قرآن و سنت، صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ثابت [ہے]۔ [امام اعظم] فرماتے ہیں "اذا صح الحدیث فھو مذھبی" "یعنی صحیح حدیث پر ہی [میرا] مذہب ہے" ان کو تقلید کا مفہوم ہی نہیں آتا۔ فقیہ اعظم کوٹلوی علیہ الر[حمۃ] فرماتے ہیں جاننا چاہیے کہ تقلید دو قسم پر ہے، تقلید شرعی، تقلید غیر شرعی، غیر [مجتہد کا مجتہد کے] قول پر بحکم حجت شرعیہ عمل کرنے کو تقلید شرعی کہتے ہیں، اس کو تقلید عرفی [بھی] کہتے ہیں، اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں یہ تقلید نہیں بلکہ [اتباع] بالدلیل ہے، کیونکہ غیر مجتہد کو مجتہد عادل کا قول ماننا اور اس پر عمل کرنا [بدلیل] حجت شرعیہ ثابت ہے۔ اسلئے یہ حقیقتاً تقلید نہ ہوئی بلکہ ماننے والے نے اس دلیل پر عمل کیا، جس دلیل کی رو سے اس کو مجتہد کا قول ماننا لازم تھا۔ غیر [...]

[illegible] شرعیہ عمل کرنا تقلید غیر شرعی ہے اس کو تقلید حقیقی بھی کہتے [ہیں ... جو] تقلید کو ضروری کہتے ہیں وہ تقلید شرعی یا عرفی ہے نہ کہ تقلید حقیقی یا [غیر شرعی۔ تقلید] حقیقی کو ہم میں سے کوئی ضروری نہیں کہتا" (فقہ الفقیہ ص ۳۶)

اصل حقیقت ہے کہ دور صحابہ کے بعد زمانے میں فکری انقلابات برپا [ہوئے]، خوارج، معتزلہ، روافض اہل قدر و جبر وغیرہ گمراہ فرقوں نے جنم لیا، [اور] عقائد و اعمال پر گمراہی کی تہیں جمنے لگیں تو امت مسلمہ نے اس میں [عافیت سمجھی] کہ درجہ اجتہاد پر فائز جلیل القدر ائمہ اربعہ کے علم قرآن و حدیث پر [اعتماد کیا] اور بدعت و ضلالت سے بچ گئی۔ اب جو شخص کہتا ہے کہ ائمہ [نے] قرآن و حدیث کی بجائے اپنے قول و عمل پر لوگوں کو چلایا ہے تو وہ [ناواقف] ہے اور یا دانستہ طور پر امت مسلمہ کے اجماعی فیصلے کو پارہ پارہ [کر کے] اسلام دشمنوں کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم شرف [قادری] نے کیا خوب فرمایا ہے "حقیقت صرف اتنی ہے کہ مقلدین قرآن و [حدیث] کے ان احکام پر عمل کرتے ہیں جو ائمہ دین نے بیان کئے، جن کے علم [و فضل] اور تقوی و دیانت پہ تمام دنیا کے مسلمان متفق ہیں جبکہ غیر مقلدین براہ [راست] قرآن و حدیث سے احکام حاصل کرتے ہیں اور اجتہاد کے مدعی ہیں، [غیر] مقلدین کو قرآن و حدیث کے فہم میں ائمہ مجتہدین سے کیا نسبت"؟

([illegible] تحقیقی جائزہ، ص ۳۱۲)

[امام] اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ کرام نے ہر معاملہ میں پہلے قرآن و [حدیث] کو دیکھا پھر خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام کے اقوال و اعمال سے [استدلال] کیا۔ غیر مجتہد کے پاس اتنا علم و فکر نہیں ہوتا کہ وہ قرآن و حدیث کی

مراد کو کما حقہٗ سمجھ سکے' اسلئے اسے ہدایت تلاش کرنے کیلئے کسی [illegible]
ضرورت ہوگی' قرآن پاک نے بھی فرمایا واتبع سبیل من اناب الی [illegible]
اتباع کر جس نے میری طرف رجوع کیا' غیر مقلدین نے اس [illegible]
ضروری نہیں سمجھا اس لئے ہر قدم پر "لاجواب ٹھوکریں" کھائی ہیں۔ [illegible]
مولانا وحید الزماں غیر مقلد کو بھی اس بات کا پورا طرح احساس تھا [illegible]
نے فرمایا:

☆ "غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں [illegible]
نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پرواہ نہیں کرتے [illegible]
صالحین اور صحابہ اور تابعین کی' قرآن کی تفسیر' صرف لغت سے اپنی [illegible]
سے کر لیتے ہیں' حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے' اس کو بھی نہیں [illegible]

(حیات وحید الزماں ص ۱۰۲)

☆ "ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور [illegible]
اور شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب شہید نور اللہ مرقد ہم [illegible]
کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی [illegible]
کو اختیار کیا' بس اسکے پیچھے پڑ گئے' برا بھلا کہنے لگے بھائیو! ذرا تو غور کر [illegible]
انصاف کرو جب تم نے ابوحنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور [illegible]
قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے" [illegible]
ص ۱۰۲)

ہم اس موضوع پر مزید لکھتے لیکن مقصود یہ ہے کہ اگر اہل [illegible]
جماعت ائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ سے بدعتی اور جہنمی ہیں تو آپ کے وہ [illegible]

[illegible] نے خود ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں کی تقلید کی ہے۔ یا تقلید کی
[illegible] پر زور دیا ہے۔ آیئے ذرا ان کے ارشادات پڑھیے اور ضمیر
[illegible] فیصلہ کیجئے۔

علامہ محمد حسین بٹالوی کا فیصلہ

[illegible] کے دربار سے اپنے فرقے کے لئے وہابی نام کی بجائے
[illegible]" کا نام الاٹ کرانیوالے غیر مقلد مولانا محمد حسین بٹالوی "محسن
[illegible]" کا ارشاد ہے۔

"جو لوگ قرآن حدیث سے خبر نہ رکھتے ہوں' علوم عربیہ ادبیہ سے
[illegible] وحدیث ہیں محض ناآشنا ہوں صرف اردو فارسی تراجم پڑھ کر یا
[illegible] بن کر یا ٹوٹی پھوٹی عربی جان کر مجتہد اور ہر بات میں تارک
[illegible] ان کے حق میں ترک تقلید بجز ضلالت کسی ثمرہ کی توقع نہیں
[illegible] کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے
[illegible] کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر
[illegible] کر بیٹھتے ہیں' کفر و ارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں'
[illegible] داروں کے بے دین ہو جانے کیلئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا
[illegible] ہے" (اشاعۃ السنۃ جلد ۱۱ نمبر ۲' اہلحدیث اپنے اکابر کی نظر میں ص ۳۲ بحوالہ خیر التقلید)

مولوی وحید الزماں کا فیصلہ

[illegible] کے محقق مولوی وحید الزماں صاحب فرماتے ہیں کہ
"عام آدمی کیلئے اصول و فروع میں علماء کی تقلید ضروری ہے' جبکہ

ان میں سے ہر ایک شخص نظر و اجتہاد پر قدرت نہیں رکھتا پس اسکے
تکلف ان کیلئے تکلیف کا باعث ہے جسکی ان میں وسعت اور طاقت نہیں
(ہدیۃ المہدی)

علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ

غیر مقلدین اہل حدیث کے امام علامہ ابن تیمیہ بھی مقلد تھے
نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب نے رقم فرمایا۔

☆ "احمد بن حلیم بن مجدالدین عبدالسلام بن عبد
عبداللہ بن ابی القاسم بن تیمیہ الحرانی ثم المشقی الحنبلی صاحب
منہاج السنۃ" (الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ص ۸)

نوٹ:۔ یعنی ابن تیمیہ حنبلی اگر ابن تیمیہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ
عنہ کی تقلید کریں تو وہ درست ہیں اور عالم اسلام کا غالب ترین حصہ
اعظمؒ کی تقلید کرے تو وہ بدعتی وجہنمی ہے واہ کیا معیار انصاف ہے؟

اصحاب صحاح کا فیصلہ

نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب نے کتاب "الحطہ" میں واضح
لکھا ہے کہ امام بخاری امام ابوداؤد اور امام نسائی شافعی تھے امام ابوداؤد
بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ حنبلی تھے" (بحوالہ فقہ الفقیہ ص ۶۷، ۶۸)

نوٹ: غیر مقلدین کو صحاح ستہ کی روایات پر بڑا فخر ہے ہونا بھی چاہیے
ہم بھی ان روایات کا احترام کرتے ہیں مگر ان کو اتنا ضرور سوچنا چاہیے
حدیث کے اتنے بڑے امام بھی حضرت امام شافعی واحمد بن حنبل کی تقلید

والے ہیں یعنی بدعتی ہوگئے ہیں کہیں بدعتیوں کی بیان کردہ روایات
قبول کرنے سے ان کی پارسائی میں تو فرق نہیں آئے گا۔

مولوی نذیر حسین دہلوی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے شیخ الکل جناب مولوی نذیر حسین دہلوی کا ارشاد ہے۔
"باقی رہی تقلید وقت لاعلمی کے سو یہ چار قسم ہے قسم اول واجب
اور وہ مطلق تقلید ہے کسی مجتہد کی مجتہد اہل سنت کے سے لاعلی التعیین جس کو
شاہ ولی اللہ نے عقدالجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے" (فقہ الفقیہ ص ۶۷
بحوالہ معیار الحق مصنف نذیر حسین دہلوی)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

نواب اہل حدیث جناب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب سراج
الوہاج جلد ۱ ص ۲۰۶ میں حدیث "الدین النصیحہ" کی شرح میں لکھا ہے۔

وقد یتناول علی الائمۃ الذین ہم علماء الدین وان من نصیحتہم
قبول مارووہ وتقلیدھم فی الاحکام' حدیث میں ائمۃ المسلمین سے مراد
علماء دین بھی ہو سکتا ہے اور انکی نصیحت میں سے یہ ہے کہ انکی روایت قبول
کی جائے اور احکام میں انکی تقلید کی جائے" (فقہ الفقیہ ص ۳۷۲)

علامہ ابن قیم کا فیصلہ

علامہ ابن تیمیہ کے نامور شاگرد اور غیر مقلدین کے ممدوح جناب ابن
قیم الجوزی اپنی کتاب اعلام الموقعین جلد ۱ ص ۳ میں فرماتے ہیں۔

☆ ''اسلام کے فقہاء اور وہ علماء جن کے اقوال پر لوگوں کے
مدار ہے' احکام کے استنباط کرنے کیلئے خاص کیے گئے اور حلال و حرام
قواعد ضبط کرنے میں منتخب ہوئے وہ دنیا میں آسمان کے ستاروں کی طرح
جن سے لوگ اندھیروں میں راہ پاتے ہیں' لوگوں کو ان کی حاجت کھانے
پینے کی حاجت سے بڑی ہے' اور نص کتاب سے ثابت ہے کہ ان کی اطاعت
ماں باپ کی اطاعت سے بھی زیادہ فرض ہے'' (فقہ الفقیہ ص ۳۷۲)

حافظ عبداللہ روپڑی کا فیصلہ

مناظر اہل حدیث عبداللہ روپڑی کا ارشاد ہے۔

☆ ''افسوس صد افسوس کہ اب ہمارے ہی درمیان سے ایک ایسا
نکلا ہے جو ...... سے بھی چار رتی بڑھ کر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہزاروں
حاضرین مجلس جن کی ہدایت و درایت پر ساری امت متفق ہے' کسی آیت
تفسیر میں غلطی پر ہوں اور ہم اس میں مصیب ہوں۔ تو کوئی بعید امر نہیں'
ان کے نزدیک قرآن مجید کا ظاہری مطلب بھی ایسا مشکل ہے کہ ایک
نہیں' دو امام نہیں بلکہ ہزاروں ائمہ اس سے غفلت کر جاتے ہیں پھر قرآن
مجید کی فصاحت و بلاغت پر بھی ایمان ہے'' (درایت تفسیری ص ۱۶)

قاضی عبدالاحد خانپوری کا فیصلہ

مشہور غیر مقلد عالم مولوی القاضی عبدالاحد خانپوری کا ارشاد ہے۔

☆ ''اس زمانہ کے جھوٹے اہلحدیث مبتدعین' مخالفین سلف صالحین
حقیقت ''ماجاء به الرسول'' سے جاہل ہیں وہ صفت میں وارث اور

شیعہ و روافض کے' یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور
دہلیز ملحدوں کے تھے' اور مدخل ملاحدہ اور زنادقہ کا تھے' اسلام کی طرف یہ
اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں' ملاحدہ اور
منافقین کے لیے مثل اہل تشیع' (غیر مقلدین اپنے اکابر کی نظر میں ص ۳۰)
جناب قاضی صاحب یہ واضح فرما رہے ہیں کہ اہل حدیث غیر
مقلدین اپنی آزاد روش کی وجہ سے شیعہ و روافض کی طرح ملاحدہ و زنادقہ' کا
دروازہ ہیں کیونکہ انہوں نے دین میں من مانیاں کیں' قرآن و حدیث کو اپنی
خواہشات کا تختہ مشق بنایا' ویسے ہی آج کل ''یہ فریضہ'' غیر مقلدین سر انجام
دے رہے ہیں۔ میاں نذیر احمد دہلوی غیر مقلد کے خسر نامدار مولانا عبدالخالق
صاحب نے خوب فرمایا ہے۔ ''جیسے یہ نئے مذہب والے (غیر مقلدین) ہیں
اجماع کو نہیں مانتے تو مقرر اجماع امت مرحومہ کا مخالف ہے' اس کو
اہل سنت جاننا عین ذلالت ہے'' (تنبیہ الضالین ص ۳۰)

مولانا داؤد غزنوی کا فیصلہ

خاندان غزنوی کے رکن امام اہل حدیث مولانا داؤد غزنوی نے فرمایا:
''دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہل حدیث حضرات ائمہ اربعہ کی
توہین کرتے ہیں بلاوجہ نہیں' اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس
گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ائمہ اربعہ کا تذکرہ حقارت سے کرتے ہیں' یہ
طریقہ نہایت گمراہ کن اور خطرناک ہے۔ اور ہمیں سختی سے اس کو روکنے کی
کوشش کرنی چاہیے'' (داؤد غزنوی ص ۸۸) مزید فرماتے ہیں ''مولوی اسحاق!

جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لگ بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ حدیثیں جانتے تھے۔ یا زیادہ سے زیادہ گیارہ' اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یک جہتی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے'' (داؤد غزنوی ص ۱۳۶)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب تقلید کے جواز پر متفقہ شخصیات مبارکہ کے فیصلے رقم کیے جاتے ہیں شاید ان پاکبازوں کا کوئی جملہ ان ''خاکبازوں'' کی سمجھ میں آ جائے اور انہیں ہدایت کا نور نصیب ہو جائے۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

عرفان کے مجتہد اعظم' سرمایہ ملت کے نگہبان عظمت قوم کے پاسبان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا:

☆ ''ان علوم سے جو کتاب وسنت سے حاصل ہوتے ہیں' وہی علوم معتبر ہیں جو ان بزرگوں نے کتاب وسنت سے اخذ کیے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ بھی اپنے فاسد عقائد کو اپنے خیال فاسد سے کتاب وسنت سے اخذ کرتا ہے۔ پس انکے مفہوم ومعانی میں ہر معنی پر اعتبار نہ کرنا چاہیے''

(دفتر اول مکتوب ...)

''جس طرح کتاب وسنت کے موافق اعتقاد کا درست کرنا ضروری ہے اسی طرح انکے موافق جیسے علمائے مجتہدین نے کتاب وسنت سے استنباط کیا ہے۔ اور احکام حلال وحرام وفرض وواجب ومستحب ومکروہ ومشتبہ ان سے نکالے ہیں' ان کا علم وعمل بھی ضروری ہے عقل کو لائق نہیں کہ مجتہد کی رائے کے برخلاف کتاب وسنت سے احکام اخذ کرے اور ان پر عمل کرے''

(مکتوب ۲۸۶ دفتر اول)

''ولایت خاصہ والے لوگ اور عام مومنین' مجتہدین کی تقلید میں برابر ہیں' کشف اور الہام زیادتی نہیں بخشتے اور تقلید سے باہر نہیں نکالتے'' (دفتر دوم مکتوب ...)

''بڑے تعجب کی بات ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سنت کی پیروی میں سب سے آگے ہیں حتیٰ کہ احادیث مرسل کو احادیث سند کی طرح متابعت کے لائق جانتے ہیں اور اپنی رائے پر مقدم سمجھتے ہیں اور ایسے ہی قول صحابہ کو حضرت پیغمبر ﷺ کے شرف صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم جانتے ہیں' دوسروں کا یہ حال نہیں' پھر بھی مخالف ان کو ''صاحب رائے'' کہتے ہیں' اور بہت بے ادبی ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ سب لوگ ان کے علم وورع وتقویٰ کا اقرار کرتے ہیں' حق تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے کہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے رئیس کو بیزار نہ کریں اور اسلام کے سواد اعظم کو ایذا نہ دیں'' (دفتر دوم مکتوب ۵۵)

حضرت شاہ ولی اللہ کا فیصلہ

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

☆ ''ان چار مذاہب کی تقلید کے جواز پر آج تک امت کا ا... ہے۔ اور اس میں کئی مصلحتیں ہیں جو پوشیدہ نہیں' خصوصاً اس زمانہ میں ... ہمتیں بہت قاصر ہیں اور لوگوں کے دلوں میں ہوائے نفسانی بھری ہے۔ اور ہر ایک اپنی رائے کو پسند کرتا ہے'' (فتح القدیر ص ۱۷۱ ج ۳ بحوالہ حجۃ اللہ البالغہ)

☆ ''جب ان چار مذاہب کے سوا باقی مذہب مٹ گئے تو ان کا ا... سواد اعظم کا اتباع اور ان سے خروج سواد اعظم سے خروج ہے'' (ایضاً ... انصاف' عقد الجید)

☆ ''زمانہ صحابہ سے مذاہب اربعہ کے ظہور تک لوگ بلا انکار کسی ... عالم کی ہمیشہ تقلید کرتے رہے۔ اگر یہ باطل ہوتا تو علماء ضرور انکار کرتے''

(ایضاً ص ۵۵ بحوالہ عقد ...)

☆ ''صحابہ کرام شہروں میں متفرق ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک ا... جانب کا مقتدا بن گیا اور بہت سے معاملے اور مسائل پیش آئے' لوگوں ... فتویٰ پوچھنا شروع کیا تو ہر ایک صحابی نے اپنی یاد یا استنباط سے جواب ... اگر یاد اور استنباط میں جواب نہ ملا تو اپنی رائے سے اجتہاد کیا'' (ایضاً بحوالہ حجۃ اللہ البالغہ)

☆ ''جب ہند اور ماوراء النہر کے شہروں میں کوئی بے علم شخص ہو اور وہاں کوئی شافعی' مالکی اور حنبلی عالم نہ ہو اور ان مذاہب کی کوئی کتاب بھی نہ ہو ... اس پر امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تقلید واجب ہے۔ اور اس پر حرام ہے کہ امام کے مذہب کو ترک کرے کیونکہ وہ اس وقت شریعت کا قلادہ گلے سے اتار پھینکے گا اور بے کار اور مہمل ہو جائے گا'' (الانصاف ص ۲۲)

مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

... اسلام حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی قدس سرہ کا ارشاد ہے۔

''... نیچریوں کے چھوٹے بھائی غیر مقلدین ہیں۔ جنہوں نے اپنا ... اہل حدیث رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ انکے اور اہل حدیث کے درمیان زمین و ... کا فرق ہے۔ ان دونوں فرقوں کا فساد ہندوستان کے تمام شہروں اور ... کے بعض شہروں میں پھیل گیا ہے۔ چنانچہ شہر خراب ہو گئے' جھگڑا ... پیدا ہو گیا'' (الآثار المرفوعہ ص ۹)

خدارا ذرا غور کیجئے

مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے اندر آزاد خیالی اور وسیع ... جو وبا روز بروز ترقی کر رہی ہے اسکا ہولناک احساس انکے رہنماؤں ... بری طرح تنگ کرتا رہا۔ حسین احمد بٹالوی نے لکھا ہے۔

''قادیان سے مرزا پیدا ہوا تو اس کو بھی اہل حدیث کے مولوی حکیم ... الدین بھیروی' جموئی' اور مولوی احسن امروہوی بھوپالی نے ویلکم یا لبیک ... انکار حدیث نے مسجد چینیانوالی میں جو اہل حدیث کی مسجد ہے سے ... اور چٹو و حکم الدین وغیرہ (اہل حدیث) کی گود میں نشو ونما پایا۔ اور ... مذہب چکڑالوی کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا'' (اشاعۃ السنہ جلد ۱۹ شمارہ ۸ ص ۲۵۲)

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے والد گرامی کا فرمان لکھا ہے کہ ''والد ... کہا کرتے تھے کہ گمراہی کی موجودہ ترتیب یوں ہے پہلے وہابیت' پھر ... نیچریت کے بعد تیسری منزل جو الحاد قطعی ہے اسکا وہ ذکر نہیں کرتے

تھے اس لئے کہ وہ نیچریت کو ہی الحاد قطعی سمجھتے تھے میں (آزاد) اتنا اضا[illegible]
کرتا ہوں کہ تیسری منزل الحاد ہے۔ اور ٹھیک ٹھیک مجھے یہی پیش آیا [illegible]
احمد خان کو بھی پہلی منزل وہابیت ہی پیش آئی تھی'' (آزادی کہانی ص ۳۸۱)

اس عبارت سے تو صاف ظاہر ہے کہ مرزایت اور حدیث کی بغاو[illegible]
جتنی تحریکیں چلیں سب کو غیر مقلدین کے ''چشمہ صافی'' سے پروان چڑ[illegible]
سوتع ملا' رئیس الوہابیہ امرتسری کا فتویٰ بھی ہے کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز [illegible]
ہے۔ اگر یہ لوگ کسی امام کے مقلد ہوتے' اس کے بتائے ہوئے اصولوں [illegible]
مطابق قرآن وحدیث سے استفادہ کرتے تو یہ رسوائی نصیب نہ ہوتی۔ [illegible]
اشرف علی تھانوی صاحب کا بیان ہے۔

☆ ''ایسے ہی اکثر غیر مقلدین ہیں' حدیث کا تو نام ہی نام ہے' [illegible]
قیاسات ہی قیاسات ہیں' اپنے ہی مقلد ہیں' حدیث کی تو ہوا بھی نہیں لگی [illegible]
ایک چیز کا تو نام ونشان نہیں' وہ ادب ہے' نہایت ہی گستاخ اور بے ادب [illegible]
ہیں' جسکو چاہتے ہیں کہہ ڈالتے ہیں' بڑے جری ہیں'' (الافاضات یومیہ جلد ۳ ص [illegible])

☆ ''غیر مقلد ہونا تو بہت آسان ہے' البتہ مقلد ہونا مشکل ہے' [illegible]
غیر مقلدی میں تو یہ ہے کہ جو جی میں آیا کرلیا' جسے چاہا بدعت کہہ دیا' [illegible]
چاہا سنت کہہ دیا' کوئی معیار ہی نہیں۔ مگر مقلد ایسا نہیں کرسکتا۔ اسکو قدم [illegible]
پر دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہے' بعض آزاد غیر مقلدوں کی ایسی مثال [illegible]
کہ جیسے سانڈ ہوتے ہیں۔ اس کھیت میں منہ مارا' اس کھیت میں منہ مارا' [illegible]
کوئی کھونٹا ہے نہ کوئی تھان ہے'' (ایضاً جلد ۳ ص ۳۲۲)

☆ ''ایک سنت کی حمایت میں دوسری سنت کا ابطال کرنے لگے ہیں'' [illegible]

(ایضاً جلد ۲ ص ۳۲۲)

[illegible] سب حقائق اپنی جگہ لیکن ہمارا تو مطالبہ یہ ہے کہ آپ لوگ بڑے
[illegible] تقلید کا بوجھ اتار پھینکیں لیکن اسکی وجہ سے دوسروں کو مطعون ملعون
[illegible] اگر سمجھنا ہے تو اپنے اکابر ابن تیمیہ' شوکانی' ابن قیمؒ اور وحید الزماں
[illegible] سمجھیں جنہوں نے تقلید کی اہمیت وضرورت کو سمجھا ہے۔ اور اس پر
[illegible] ہے۔ کیا آپ اس زہر کو نگلنے کیلئے تیار ہیں؟

ناطقہ سر بگریباں ہے

[illegible] مقلدین کی سمجھ نہیں آئی کہ وہ حدیث پر عمل کرنے کے دعویدار ہیں'
[illegible] جہلا اور عوام الناس اپنی مرضی سے حدیث کے مشکل مقامات سے
[illegible] الال کرسکتے ہیں' نہیں یقیناً نہیں' تو پھر وہ سب اپنے علماء غیر مقلدین
[illegible] ہیں' ان کے فہم وفکر کے محتاج ہیں' جس طرح وہ کہتے ہیں یہ اس
[illegible] ہیں۔ تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے رہبانوں اور احباروں کو اپنا
[illegible] ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اگر ان علماء غیر مقلدین کے
[illegible] عقیدہ وعمل کا قبلہ تعمیر کرنا درست ہے تو ائمہ اربعہ جیسے عظیم مجتہدین
[illegible] تحقیقات پر عمل کرنا کیونکر غلط' غلو فی الدین اور بدعت وضلالت کا سزا
[illegible] ہے۔ کیا مرشد ان غیر مقلدین ابن تیمیہ تک بھی امام اعظمؒ' امام
[illegible] امام مالک اور احمد بن حنبلؒ جیسے لوگوں کے ہمسر ہوسکتے ہیں یا انکا
[illegible] انکے خلوص دین کی برابری کرسکتا ہے؟ یا ان کا زمانہ انکے زمانے
[illegible] صحابہ وتابعین کے زمانے سے زیادہ قریب ہے' ہمارے امام اعظمؒ

نے تو سیدھا صحابہ کرام کی مجالس سے فیض اٹھایا ہے' حضرت انس بن
عبداللہ بن اوفی جیسے صحابہ کبار رضی اللہ عنہما سے حدیثیں سنی ہیں' امام
مسلم کے راویوں میں رافزی' قدری' جبری' معتزلہ اور دیگر بدمذہب
شامل ہیں لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ کے راویوں میں کوئی بھی ایسا نہیں
بدعقیدہ ہو' ضعیف ہو' مدلس ہو' کذاب ہو' کیوں کہ وہ تو حدیث صحابہ
سے لیتے ہیں یا تابعین عظام سے لیتے ہیں۔ آپ نے امام حماد' امام نخعی
علقمہ جیسے تابعین کا فیض حاصل کیا ہے' اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود
رضی اللہ عنہ' کا فیض حاصل کیا ہے' اور انہوں نے بلاواسطہ سینہ الم نشرح
تجلیوں سے فیض حاصل کیا ہے۔ لہٰذا امام اعظم کی فقہ کوئی نہیں'' "بلکہ فقہ
مسعودی ہے' یا بطریق دوم فقہ محمدی ہے'' (فقہ الفقیہ از فقیہ اعظم کوٹلوی
۴۰) اسلئے یہ بچی بات ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مرویات صحاح ستہ
روایات سے زیادہ قابل اعتماد ہونی چاہییں۔ لیکن حیرت ہے کہ غیر مقلدین
یہ سیدھی سادی بات دکھائی نہیں دیتی' وہ ایک جلیل القدر تابعی کے راستے
چھوڑ کر ابن تیمیہ' شوکانی اور ابن قیم کے راستے پر چل کر قرآن و حدیث
فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ابن عبدالوہاب' اسماعیل دہلوی اور نواب صدیق
حسن اور اپنے گلی محلے کے مولویوں'' کے پیچھے چل کر فلسفہ اسلام کو
چاہتے ہیں۔ اسکا نتیجہ سامنے ہے کہ آج ساری امت محمدیہ اسکے ''شرک و
کے میزائلوں کی زد میں ہے' عالم اسلام کو درپیش مسائل کا کوئی شعور نہیں' جہاد
میں اہم ترین رکن اتحاد ہے' لیکن غیر مقلدین جہاد کے نام پر بھی داتا
ہجویری' خواجہ اجمیری' مولانا روم علیہم الرحمۃ اور ان جیسے ہزاروں پاکباز

خلاف ہرزہ سرائی کرکے اسکے نام لیوؤں کے دل چھلنی کر رہے ہیں' مجلۃ
ان کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ ساری امت محمدیہ ''محمدی بزرگوں'' کے نقش
چل کر گمراہ ہو جاتی ہے اور یہ ابن قیم وغیرہ کے نقش قدم پر چل کر
ب ہیں' کیا انداز استدلال ہے؟ ایسا کیوں ہوتا ہے' بلاتبصرہ ایک
فرمائیں۔ مولانا عبیداللہ سندھی لکھتے ہیں۔

''مولانا ولایت علی کی جماعت کے دوسرے ممتاز عالم نواب صدیق
حسن خان ہیں' اپنی کتاب الحطہ کی تصنیف تک حزب ولی اللہ کے معارف کی
اشاعت کرتے رہے' لیکن اسکے بعد انکی ''سیاسی مصلحت'' نے ان کو امام شوکانی
کی اتباع پر مجبور کردیا'' (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص ۱۳۷)

❀❀❀

مغزِ قرآں، روحِ ایماں، جانِ دیں
ہست حُبِّ رحمۃٌ للعالمین

در دلِ مسلم مقامِ مصطفیٰ است
آبروئے ما ز نامِ مصطفیٰ است

باب دہم

ایمان والدین مصطفیٰ

ایمانِ والدین مصطفےٰ

ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور پر نور ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما ایمان کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے۔ وہ دور [illegible] اعتقادی اور عملی برائیوں سے گوہر شبنم کی طرح پاک و صاف رہے [illegible] سے کوئی ایک بھی شرک و کفر کی کسی رسم کا مرتکب نہ ہوا۔ بلکہ کفر [illegible] سے نفرت اور برأت کا اعلان فرماتے رہے۔ لیکن اسکے باوجود گستاخ [illegible] ان کے ایمان میں شک نظر آتا ہے۔ اور اس عقیدے پر اہل سنت و جماعت کو کوستے رہتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ آیئے اس عقیدے کی حقانیت [illegible] کے بعض اکابر نے بھی تسلیم کی ہے' حوصلہ کر کے ان کے خلاف بھی [illegible] زبان استعمال کی جائے جو ہمارے خلاف استعمال کی جاتی ہے۔

میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ

اہلحدیث غیر مقلدین کے مولانا میر ابراہیم نے واضح طور پر لکھا ہے۔

☆ "آنحضرت ﷺ کے والدین کی اخلاقی پاکیزگی اور عملی طہارت [illegible] گروہ کے نزدیک مسلم ہے۔ باقی رہا مذہبی طور پر اعتقادی حالت' سو اس [illegible] اگر کسی کے پاس کوئی ایسی شہادت موجود ہو کہ معاذ اللہ انہوں نے بت کو [illegible]

[illegible] کی نذر و قربانی چڑھائی یا کسی بت سے دعا کی ایسی شہادت کہیں نہیں ہو سکے گی۔ پس کسی معین پاکباز اور صالح الاعمال شخص کے [illegible] کی بزرگی کے برخلاف کوئی ایسی رائے قائم کرنی جسکی تائید میں کوئی [illegible] ہرگز درست نہیں' صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: [illegible] علی الفطرۃ یعنی ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پس جب تک [illegible] کی عمر میں اسکے برخلاف کفر و شرک کے عقائد و اعمال ثابت نہ [illegible] کافر و مشرک نہیں کہہ سکتے" (سیرت المصطفےٰ ص ۷۹)

"آنحضرتؐ کے والدین اپنے بزرگوں کیطرح اپنے جد اعلیٰ حضرت [illegible] کے دین پر تھے کیونکہ انکے برخلاف شرک و بت پرستی ہرگز ثابت نہیں"

(ایضاً ص ۹۱)

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

[illegible] مقلدین کے نابغۂ عصر جناب صدیق حسن بھوپالی کا ارشاد ہے۔

"اللہ تعالیٰ نے آپکے والدین کو زندہ کیا یہاں تک کہ وہ ایمان [illegible] علی ما قیل واللہ اعلم' ماثبت بالسنہ میں کہا ہے کہ بعض علماء نے [illegible] ہے کہ حضور ﷺ کے والدین ناجی ہیں' وہ آگ میں ہرگز نہیں۔ ان [illegible] شرفا کے بارے میں کلام طویل ہے' اور اس باب میں سکوت احوط ہے"

(الشمامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ ص ۱۷)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

ایمان والدین مصطفےٰ کے بارے میں امت محمدیہ کے جلیل القدر ائمہ کرام

نے مکمل کر لکھا ہے اور ایمان کے اثبات میں زبردست دلائل پیش کئے
بالخصوص حضرت امام جلال الدین سیوطی نے چھ رسائل قلم بند فرمائے۔
محب الدین احمد طبری نے ذخائر العقبی میں ذکر فرمایا: امام احمد قسطلانی
مواہب لدنیہ میں بیان کیا۔ شیخ علی بن برہان الدین حلبی نے السیرۃ الحلبیہ
میں اس کی تحقیق فرمائی۔ ان تمام ائمہ کو اہل حدیث و دیوبندی حضرات
تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ذیل میں ہم ان امامانِ والا تبار کے فیصلے نقل کرتے
ہیں جن کے بارے میں انکے کسی فرد کو التباس نہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

☆ ''مشہور ہے کہ علم جملی جو صفات اضافیہ میں سے ہیں' آنحضرت
ایک نور ہیں جو عالم اجسام میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتے
رہے ہیں اور پھر آخر کار مختلف رحموں سے منتقل ہوتے ہوئے اور مصلحت
کے پیش نظر بصورت انسان جو بہترین صورت ہے۔ دنیا میں جلوہ گر ہوئے
اور محمد اور احمد (ﷺ) کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے۔ (دفتر سوم مکتوب
نوٹ:۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا نور پاک ہے۔ اور اس نے اس نور کی
جلوہ گری کیلئے پاک لوگوں کا انتخاب فرمایا: ظاہر ہے حضور ﷺ کے آباء
کرام ایمان کی دولت سے مشرف تھے' توحید کے علمبردار تھے' اسی لئے
پاک تھے' کافر و مشرک تو نجس (ناپاک) ہوتے ہیں۔ وہ نور مصطفےٰ کا محل
بن سکتے تھے۔ ہر آدمی پاکیزہ چیز کیلئے پاکیزہ برتن کا انتخاب کرتا ہے' کیا

... کے بارے میں کوئی مومن یہ گمان بھی کرسکتا ہے کہ اس نے اس نور
... اس کی شایانِ شان صلبوں اور رحموں کا انتخاب نہیں کیا؟

شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

شیخ المحدثین حضرت علامہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔
''آنحضرت ﷺ کے تمام آبائے کرام حضرت آدم علیہ السلام سے
حضرت عبداللہؓ تک سب کے سب کفر کی میل اور شرک کی پلیدی سے طاہر
... ہیں جیسا کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک صلبوں
... پاک رحموں کی طرف منتقل فرمایا'' (اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۳۶۶)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ

سند المحدثین شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہٗ نے ایمان ابوین
... بارے میں علماء امت کے تین مسلک بیان کئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔
''خلاصہ یہ ہے کہ علما ابوین شریفین کی نجات ثابت کرتے ہیں اور
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے ابوین شریفین کی نجات ثابت
کرنے میں علماء کے تین مسلک ہیں'' (فتاوی عزیزی جلد ا ص ۲۹۵) پھر اپنی رائے
... کیا۔
''بہت بہتر ہے کہ ان مسائل میں سکوت اختیار کیا جاوے'' (ایضاً ص ۲۹۷)

خدارا ذرا غور کیجئے

قارئین کرام ذرا غور کیجئے کہ جن غیر مقلد اور دیوبندی کار پردازوں نے

اپنی کتابوں میں اللہ تعالیٰ اور اسکے پاک محبوبوں کی شان اقدس میں گستاخیاں کی ہیں وہ سب شیخ القرآن' قطب الاقطاب' مجدد اور اعلیٰ کے محدث اور راہ خدا میں جانیں قربان کرنے والے شہید قرار پائے اور مقدس و مطہر آبائے کرام اور امہات طاہرات نے نور مصطفےٰ ﷺ کی سرمدی کو گوہر شاداب کی صورت سنبھالے رکھا وہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کے مستحق نہیں۔ کیا یہ پیمانہ عدل ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کہ دنیا کے کسی کافر کا نام عبداللہ یعنی ''اللہ کا بندہ'' ہے اور آمنہ یعنی ''ایمان اور امن والی'' اللہ اللہ حضور فخر کائنات ﷺ کے ابوین کریمین تو نگاہ قدرت کا حسن ہیں جن کی گود میں انبیاء کا تاجدار جلوہ فرما ہوا۔ لیکن یہ ''توحید والے'' غلط عقیدوں سے کس طرح محبوب خدا کو ناراض کر رہے ہیں۔

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجئے

ہم کہتے ہیں چلو آپ کا عقیدہ آپکے ساتھ' لیکن آپ اپنے اکابر صدیق حسن بھوپالی اور میر ابراہیم سیالکوٹی پر لگائیں کونسا فتویٰ لگاتے ہیں بھی دیکھیں بازوئے قاتل میں کتنا دم خم ہے؟

ناطقہ سر بگریباں ہے

یزید عنید ان لوگوں کی محبوب شخصیت ہے۔ اس کی شان میں ''رشید ابن رشید'' ''معارف یزید'' نامی رسوائے زمانہ کتابیں لکھ چکے ہیں کی تصدیق ان کے اکابر نے کی ہے۔ وہ یزید' قاتل اہل بیت' بادم

کا مکروہ ترین کردار ان کو بہت پسند ہے۔ اور جن عظیم ہستیوں نے میں بھی اپنا دامن عصمت ہر قسم کی اعتقادی و عملی آلودگیوں سے ان کے بارے میں ان کی ہرزہ سرائیاں کتنی عام ہیں۔ رسول اللہ کے والدین جنت میں نہیں جائیں گے اور یزید جیسے پلید جنت میں ہم حیران ہیں کہ کیا جنت ان مولویوں کی جاگیر ہے جس کو چاہیں جس کو چاہیں نہ دیں۔ یاد رکھو' جنت رسول اللہ ﷺ کی ملکیت و وراثت ان کے سب سے زیادہ حقدار ان کے والد گرامیؓ اور والدہ محترمہ عنہا ہیں۔ اگر عقل و فکر کا جنازہ نہیں نکل گیا تو اپنی ''توحید'' کا قبلہ کیا جائے ورنہ قیامت میں کسی شیخ الاسلام نے کام نہیں آنا۔ یاد غیر مقلدین کی اکثریت نے اس مسئلے میں ابن تیمیہ کی تقلید کی ہے۔

دل نہ آئے تو گل و لالہ کی رنگینیاں بھی ہیچ
اور آجائے تو کانٹوں سے بہل جاتا ہے دل

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

باب یاز دہم

اذان کے ساتھ درود

اذان کے ساتھ درود

اہل وسنت و جماعت کے نزدیک ہر نیک عمل کے ساتھ [illegible] پڑھنا مستحب ہے باعث برکت ہے۔ قبول دوام کا پیش خیمہ [illegible] پر ہمارے پاس بہت سے دلائل ہیں۔ لیکن غیر مقلدین [illegible] نے ہمیشہ ہمارے اس جذبہ محبت کو بدعت و ضلالت کا نام [illegible] دل مجروح کئے ہیں۔ بالخصوص اذان کے اول و آخر درود کو [illegible] برداشت نہیں کرتے۔

بلکہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت نے ''اذان میں [illegible] کر دیا ہے' استغفر اللہ! ایسی کوئی بات نہیں' درود پاک ہرگز [illegible] نہیں۔ پھر حیرت ناک بات ہے کہ اس کی حرمت وممانعت کے [illegible] دلیل قطعی پیش کرنے کی بجائے الٹا ہمیں کوستے ہیں۔ بچارے [illegible] جانتے کہ دلیل جواز کیلئے نہیں حرمت کیلئے مطلوب ہوتی ہے [illegible] قاعدہ ہے اَصْلُ الْاَشْیَاءِ الْاِبَاحَۃ ہر چیز کی اصل اباحت ہے [illegible] قرار دینے کیلئے کسی نص کی ضرورت ہوتی ہے تو لائیں کوئی نص؛ قرآن [illegible] آیت پیش کریں یا حضور ﷺ کی کوئی حدیث پیش کریں۔ جس میں [illegible] اذان کے اول و آخر درود حرام ہے' بدعت ہے' ممنوع ہے۔ [illegible]

[illegible] جب کوئی دلیل نہیں تو کیوں دین کو اپنے فکر پریشان [illegible] ہوئے ہیں۔ کیا یوم قیامت یاد نہیں؟

[illegible] کی بہترین دلیل ہے' اولاً قرآن پاک نے وقت کی کوئی [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نیک کام سے پہلے مجھ پر درود پڑھو'' [illegible] حدیث کو غیر مقلدین کے امام حافظ ابن القیم الجوزیہ نے [illegible] الافہام میں نقل فرمایا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کیا اذان نیک [illegible] کے بعد درود پڑھنے کی واضح حدیث مسلم شریف جلد اول [illegible] القول البدیع' سنن الکبریٰ وغیرہ میں بھی واضح حدیث [illegible] ﷺ نے فرمایا:

[illegible] اذان کی آواز سنو جو وہ کہے وہی تم کہو ثُمَّ صَلُّوا عَلَیَّ' پھر [illegible]

[illegible] کہ یہ چودھویں صدی کی بدعت ہے' حالانکہ ۳۶۴ھ [illegible] امت کے بلند پایہ محدث امام ابوبکر ابن السنی علیہ [illegible] باندھا ہے' باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ [illegible] یعنی اذان کے وقت حضور نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے کا [illegible] قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے بھی ''عند الاذان'' کے [illegible] (جلد ۲ ص ۵۲) علامہ عثمان بن محمد مکی نے اسے مسنون [illegible] جلد ۱ ص ۲۳۳)

[illegible] کلام شاید کسی کی عقل میں نہ آئے لیکن ہم انکے اکابر کی [illegible] کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ اب ''مفتیان کرام''

کا کیا فتویٰ ہے"

نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

امام الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ "بہت سے اوقات میں آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے بارے میں امر وارد ہے۔ سو ان میں سے بعض وقتوں میں درود پڑھنا واجب ہے اور بعض میں مستحب ہے۔ جیسے ہم بیان کرتے ہیں۔ پس ان میں ایک اذان کے بعد اس حدیث کی وجہ سے امام احمد نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی موذن کو تم اذان دیتے سنو تو جیسے وہ کہتا ہے اس طرح کہو پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود پڑھتا ہے"

(تفسیر ترجمان القرآن جلد ۱۱ ص ۲۰۱)

مولوی ذکریا سہارنپوری کا فیصلہ

تبلیغی جماعت کے "نصاب ساز" مولانا محمد ذکریا سہارنپوری نے درود پاک کے اوقات رقم فرمائے ہیں مثلاً

☆ "نماز سے فراغ پر، نماز قائم ہونے کے وقت، صبح اور مغرب کی نماز کے بعد تاکیداً تہجد کیلئے کھڑے ہونے کے وقت، اور تہجد کے بعد، مساجد میں داخل ہونے اور باہر آنے کے وقت اور اذان کے جواب کے بعد اور جمعہ کے دن" (فضائل درود شریف ص ۶۶)

علامہ ابن قیم کا فیصلہ

علامہ ابن تیمیہ کے مقبول نظر شاگرد اور غیر مقلدین کے "روحانی مشکل کشا" علامہ ابن قیم الجوزیہ نے بھی درود پاک پڑھنے کے اوقات تحریر فرمائے ہیں

"چھٹا موقع ہے موذن کی اذان کے بعد اور اقامت سے پہلے"

(... ص ۳۰۹)

مفتی عبدالعزیز ابن باز نجدی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے ہر دل عزیز مفتی عبدالعزیز ابن باز مفتی اعظم سعودی عرب نے بھی درود پاک کے اوقات کا ذکر فرمایا ہے۔

"درود و سلام پڑھنا تمام اوقات میں جائز ہے۔ نماز کے بعد پڑھنے کی بالخصوص تلقین ہے، نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب، اذان کے بعد رسول اللہ ﷺ کا نام لیتے وقت، جمعہ کے دن اور رات کو درود پڑھنا سنت مؤکدہ ہے" (حکم الاحتفال بالمولد النبویہ ص ۷)

مولوی سید حسن دیوبندی کا فیصلہ

دیوبند کے شعبہ تفسیر کے استاد سید حسن دیوبندی کا ارشاد ہے۔

"اذان کے بعد درود شریف پڑھنا افضل ہے" (فضائل درود و سلام ص ۸۸)

خدارا ذرا غور کیجئے

الحمدللہ بالا عبارات کو ملاحظہ کیجئے کہ کس صراحت کیساتھ انکے اکابر نے

اذان کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا اقرار فرمایا ہے بلکہ مفتی ابن
نے تو سنت موکدہ لکھ دیا ہے۔ اب ان حقائق سے آنکھیں چرا کر
حضرت سیدنا بلالؓ نے پڑھا تھا' بھئی جب تمہارے مفتی صاحب ا
موکدہ" لکھ رہے ہیں تو ان سے سوال کریں کہ "سنت موکدہ" کی
ہے۔ ہمارے ساتھ خواہ مخواہ کی لڑائی کا کیا فائدہ۔ نیز کیا آپ کے
ضعیف سے ضعیف روایت بھی ایسی ہے جس میں وارد ہو کہ حضرت
رضی اللہ عنہ نے درود شریف نہیں پڑھا' یا انہوں نے انکار کیا یا
کرام نے روکا' جب حضورﷺ کی مستند احادیث مبارکہ میں آیا
نیک کام سے پہلے مجھ پر درود پڑھو' نیز نیکی روک لی جاتی ہے جب
درود شریف نہ پڑھا جائے' تو کیا حضرت سیدنا بلالؓ یا کسی صحابی
بارے میں یہ گمان بہتر ہے کہ ان ارشادات نبویہ کے ہوتے ہوئے
کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا انکار کرتے ہوں گے۔ باقی رہ گیا
بلند آواز میں پڑھنا تو کیا پہلے ادوار میں اذان اسپیکر میں ہوتی تھی
ہے تو درود شریف جائز کیوں نہیں یہاں صرف ایک واقعہ دیکھئے جب
شہید صاحب مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں موذن صبح کی اذان سے پہلے
میناروں پر چڑھ کر بلند آواز سے درود و سلام پڑھتے تھے۔ اور
کے مرید عبدالحق ان کو رجم یعنی مردود کہتے تھے" یہ واقعہ مولانا
آبادی نے اپنی کتاب تحذیر یہ ص ۱۱۸ میں لکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ حرم
بلند آواز سے درود و سلام پڑھا جاتا تھا۔ نیز بلند آواز سے درود شریف
کی حرمت و ممانعت پر کوئی نص قطعی موجود ہے جس کا سہارا لے کر

جا رہا ہے۔؟

خیال میں ان حضرات کے لئے اصل مسئلہ "الصلوٰۃ والسلام
رسول اللہ" کو پڑھنا ہے یہ "یارسول اللہ" نہیں کہنا چاہئے'
میں کہاں سے کس طرح السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ
کرتے ہیں۔ جو چیز نماز میں شرک نہیں وہ نماز کے باہر کیسے
ہے' پھر ہم نے سابقہ صفحات میں ان حضرات کے اکابر کی مستند
ثابت کیا ہے کہ وہ لوگ اپنے بزرگوں کو پورے جذبے کے
ہیں۔ مثلاً ایک شعر ہے'

علامہ ہم شرمندہ ہیں
تیرے قاتل زندہ ہیں ۔

مقلدین اپنے پیشوا علامہ احسان الٰہی ظہیر کی خدمت میں عرض
جو جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ ان کا یہاں پاکستان سے صبح و
پکارنا' کیسا ہے' اگر وہ نہیں سنتے تو فضول ہے' اگر وہ سنتے ہیں تو
کے علامہ صاحب سنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوبﷺ نہیں سنتے'
کو پکارنا عین توحید ہے اور محبوب حجازی کو پکارنا عین شرک؟
ہے کہ مولانا ذکریا سہارنپوری نے مندرجہ بالا درود و سلام کو بہتر
(فضائل درود شریف ص ۲۳)
کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اپنے ان اکابر کے بارے میں جنہوں
سے پہلے یا بعد میں درود شریف کو جائز لکھا ہے' سنت موکدہ لکھا ہے' وہ
بدعت و ضلالت کا نشان ہیں؟۔

باب دوازدہم

کشف و مراقبہ

نسخۂ کونین را دیباچہ اوست
جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست

کشف و مراقبہ

غیر مقلدین حضرات صوفیہ کرام کے کشف و مراقبہ کو [illegible] دیکھتے ہیں، مجلہ الدعوۃ کی تحریروں میں ان معمولات کو ہندو [illegible] اور گمراہ بدعتیوں کا عمل قرار دیا جاتا ہے، سچ ہے۔

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

لیجیے ہم ان "محققین" کی خدمت میں ان کے "امام [illegible] رکھتے ہیں، حوصلہ کر کے اس پر بھی "ہندو جوگی" اور مشرک [illegible] لگائیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی کا فیصلہ

تقویۃ الایمانی توحید کے ناشر اور غیر مقلدین حضرات [illegible] مولانا اسماعیل دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ "اولیاء میں جو حکیم ہوتا ہے جسے صدیق و امام و [illegible] اس پر خدا کے یہاں سے وحی آتی ہے، اسے نہ صرف بعض [illegible] شہادت و معاملات جزئیہ سلوک و طریقت بلکہ خاص احکام [illegible]

[illegible] ہیں۔ وہ انبیاء کا ہم استاذ ہوتا ہے، وہ انبیاء کی مثل [illegible] خاص امور شرعیہ میں کچھ تقلید انبیاء مطلقاً ضرور نہیں، [illegible] محقق ہوتا ہے۔ اس کا علم جسے حکمت کہتے ہیں علم انبیاء [illegible] صرف فرق اتنا ہے کہ انبیاء پر علانیہ وحی آتی ہے اور [illegible]

([illegible] ص ۲۲۴ تا ۲۲۸)

[illegible] مولانا اسماعیل دہلوی نے لکھا یہ کسی بھی اہل سنت [illegible] صاحب فکر کا عقیدہ نہیں۔ حیرت ہے جو لوگ اتنا کچھ [illegible] صوفیہ کے چند اشغال باطنی پر "شرک و بدعت" کی [illegible] حضرت فاضل بریلوی نے مندرجہ بالا عبارت لکھ کر [illegible]

[illegible] بات بات پر مسلمانوں کو کافر مشرک بنایا، یہاں تک [illegible] درکنار انکے ساختہ پیغمبروں سے ہمارے بچے [illegible] شرک سے محفوظ نہ رہا۔ یہ اس کی سزا ہے کہ ہر جگہ [illegible] ہیں۔" ([illegible] ص ۳۰)

سید احمد شہید کا فیصلہ

[illegible] کے انگریزی ہیرو اور غیر مقلدین کے امام مولانا سید [illegible] اور فیصلہ کیجیے۔

[illegible] عالم مراقبہ و معاملہ میں مشائخ دہلی کی ارواح کی طرف [illegible] سے اکمل و افضل پایا ہے" (مخزن احمدی ص ۱۵۸)

☆ ''ایک روز ارواح مقدس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی [illegible]
الدین نقشبند سید صاحب کے حال پر متوجہ ہوئیں' اور ایک [illegible]
روحوں میں تنازعہ رہا۔ دونوں ارواح میں سے ہر ایک [illegible]
اپنی طرف کھینچنا چاہتی تھی۔ آخر دونوں روحوں نے آپس میں [illegible]
دونوں نے مل کر آپ پر ایک پہر تک توجہ ڈالی۔ جس سے دونوں [illegible]
نسبت آپ کو حاصل ہوگئی'' (سوانح احمدی ص ۶۵)

☆ ''ایک روز عالم مراقبہ میں آپ کی ملاقات روح [illegible]
سے ہوئی۔ اس وقت سید صاحب نے دیکھا کہ ایک چتر [illegible]
صاحب ممدوح کے سر پر سایہ کر رہا ہے۔ پس اس وقت آپ [illegible]
دیا کہ آپکے سر پر دو چتر نور مقدس کے سایہ کر رہے ہیں'' [illegible]

''اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں سید صاحب [illegible]
شاہ عبدالعزیز سے بڑھا ہوا تھا'' (سوانح احمدی ص ۱۲۱)

☆ ''ایک خواب میں سید صاحب نے ولایت مآب حضرت [illegible]
وجہہ اور حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کو دیکھا' حضرت علی [illegible]
نے آپ کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا' اور اپنے ہاتھ [illegible]
کی خوب شست وشو کی جیسے کہ ماں باپ بچہ کو نہلاتے وقت [illegible]
ہیں' حضرت فاطمہ نے آپ کو عمدہ لباس پہنایا'' (مخزن احمدی ص [illegible])

☆ ''سید صاحب کو بہت دفعہ مرقد مبارک کی داخلی [illegible]
حاصل ہوئی کہ دو گھڑی تک سید صاحب مرقد مبارک ﷺ [illegible]
رہے'' (سوانح احمدی ص ۱۵۸)

[illegible] میں پہنچے اور ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے
[illegible]'' (سید احمد شہید ص ۲۲۱)

[illegible] حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بختیار کاکی قدس سرہٗ کے
[illegible] بیٹھے تھے'' (سوانح احمدی ص ۶۵)

[illegible] میں حضرت شیخ عبدالرحیم یمنی اور حضرت ابوعبیدہ بن
[illegible] ہو کر شہید ہوئے تھے کی زیارت سے مشرف
[illegible]

[illegible] کہ فقیر کو پردہ غیب سے الہام کے ذریعے بشارت
[illegible] ''کفار دراز مویاں'' یعنی سکھوں کا استیصال کریں'
[illegible]

[illegible] پہلے آپ کو الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپکے
[illegible] دریائے ستلج تک مثل ملک ہندوستان کے رشک
[illegible] چنانچہ ان متواتر وعدہائے فتح سے آپ کا ہر ایک
[illegible]

[illegible] پر انگریزوں کی حکومت تھی۔ اور اس پلید حکومت
[illegible] ''رشک افزائے چمن'' تھا۔ جبکہ سرحد کے مسلمان مشرک
[illegible] خلاف وہ جہاد کو نکلے' یہ ہے تحریک وہابیت کا مقصد'
[illegible] سے دشمنی۔ الدعوۃ والوں نے لکھا ہے کہ حضورؐ کو
[illegible] رضی اللہ عنہا کے ہار کا علم نہ تھا۔ شہید ہونے والے ستر
[illegible] علم نہ تھا' وہ ان عبارتوں کو پڑھیں اور کچھ غور کریں کہ

سید صاحب کو تو الہام پر الہام ہو رہا ہے' مراقبے سے احوال [illegible]
رہے ہیں۔ مستقبل کی فتوحات کا علم یقین نصیب ہو رہا ہے [illegible]
شرک نہیں' اگر ہے تو کہیے سید صاحب کا فرد مشرک تھے' اسماعیل [illegible]
مشرک تھے' اور اگر نہیں تو پھر کیا آپ لوگ اپنے راہنماؤں [illegible]
نبی الانبیا ﷺ سے زیادہ بلند نگاہ سمجھتے ہیں' حضور ﷺ کے پاس [illegible]
نہیں تھا اور ان مولویوں کے پاس سب کچھ تھا۔ افلا یتفکرون [illegible]
غور کیوں نہیں کرتے؟ سید صاحب کا علم غیب ملاحظہ فرمایئے [illegible]
یہ سب کیا ہے۔

☆ ''اے میری بہن میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا اللہ [illegible]
کہ جب تک ہند کا شرک اور ایران کا رفض اور چین کا کفر اور [illegible]
میرے ہاتھ سے محو ہو کر ہر مردہ سنت زندہ نہ ہو جائے گی [illegible]
اٹھائے گا' اگر قبل از ظہور ان واقعات کے کوئی شخص میری [illegible]
دے اور تصدیق پر حلف کرلے کہ سید احمد میرے روبرو مر گیا [illegible]
اسکے قول پر ہرگز اعتبار نہ کرنا' کیونکہ میرے رب نے مجھ [illegible]
ہے کہ ان چیزوں کو میرے ہاتھ پر پورا کر کے مارے گا'' [illegible]

☆ ''ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس [illegible]
کو موت نہ آئے گی'' (ایضاً ص ۲۹۱)

نوٹ:- یہ سب وعدے معاہدے' مراقبوں الہاموں خوابوں [illegible]
مرہون منت تھے یا حضرت روح الامین ان کے پاس آیا کرتے [illegible]
ہے کہ اگر یہ مراقبے سچ ہیں تو ان حضرات صوفیہ کے مراقبے [illegible]

[illegible] کیوں معتبر نہیں جو ہر اعتبار سے تمہارے سید صاحب
[illegible] ہندو جوگیوں اور پروہتوں کی طرح ہیں تو تمہارے
[illegible]

[illegible] شخصیات کا فیصلہ

[illegible] میں سے حضور امام ربانی مجدد الف ثانی' حضور شیخ
[illegible] ولی اللہ دہلوی اور شیخ الاسلام مولانا شاہ عبدالعزیز محدث
[illegible] علماء کرام و صوفیہ عظام نے تصور شیخ' مراقبات'
[illegible] مکشوفات برزخیہ' اور مروجہ رواجات طریقہ پر
[illegible] اب قلم جہلا کے ہاتھوں میں آگیا ہے جن کو پتہ بھی
[illegible] حال۔

[illegible] کی شرم ہے وہ ہے بزرگ دیں
[illegible] کو شرم ہے مرد شریف ہے
[illegible] کی شرم نہیں اس کو کیا کہیں
[illegible] وہ رذیل ہے دل کا کثیف ہے

[illegible] بزرگوں کے فیصلے مشاہدہ فرمایئے۔
[illegible] اگر شیخ کامل کا تصور آجائے تو حضرت مجدد الف
[illegible] ہے۔

[illegible] طالبان حق اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں اور
[illegible] ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد

رکھتا ہے۔ اور شیخ مقتداء کی قلیل صحبت سے تمام کمالات کو حاصل [illegible]
رابطہ کی نفی کیوں کرتے ہو اس قسم کی دولت سعادت مند لوگوں کو [illegible]
تاکہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا وسیلہ سمجھیں اور تمام [illegible]
متوجہ رہیں' نہ ان بے دولت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو [illegible]
ہیں اور توجہ کے مرکز کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں'' [illegible]

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

☆ ''خدا تک پہنچنے کی تیسری راہ شیخ کے ساتھ رابطہ [illegible] چاہے کہ اسکی صورت اپنے خیال میں محفوظ رکھ کر قلب [illegible] ہو یہاں تک کہ اپنے نفس سے غیبت وفنا ہاتھ آئے'' [illegible]

☆ ''سید عبدالرحیم کو کشف قلوب اور کشف قبور حاصل [illegible] جاتے اسکی حقیقت بیان کر دیا کرتے تھے'' (انفاس العارفین ص [illegible])

☆ ''سید عنایت اللہ کو حضرت شیخ کی توجہ سے قلیل [illegible] باتوں کا کشف حاصل ہو گیا'' (ایضا ص ۳۷۳)

☆ ''والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن عصر کے [illegible] تھا کہ غیبت کی کیفیت طاری ہوگئی اور میرے لئے وقت [illegible] برابر وسیع کر دیا گیا۔ اور اس مدت میں آغاز آفرینش سے [illegible] ہونے والی مخلوق کے احوال و آثار مجھ پر ظاہر کر دیئے گئے'' [illegible]

بقول اقبال۔

حادثہ جو ابھی پردہ افلاک میں ہے
عکس اسکا میرے آئینہ ادراک میں ہے

باب یازدہم

لکھا ہے جو کچھ میں نے

دیکھا ہے جو کچھ میں نے

اس باب میں ہم مخالفین اہل سنت کی معتبر کتابوں کا […] کر رہے ہیں۔ پڑھیے اور خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کون کس کی بارگاہ […] ہے۔

(۱) کتاب اشرف السوانح کا مطالعہ

اس وقت ہمارے سامنے دیوبند کے حکیم الامت […] تھانوی صاحب کی حیات و واقعات پہ لکھی گئی کتاب "اشرف […] ہوئی ہے۔ ہم اپنے قارئین و ناظرین کو اس کتاب کی سیر کرا […] دیکھیے آل دیوبند نے اپنے حکیم الامت کی شان میں ان […] تسلیم کرلیا ہے جو ان کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ ہیں۔ […] بدعت و ضلالت کا باعث ہیں۔ اسے ہم گردش ایام کا ایک […] ہیں۔ میری دعا ہے۔

دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا […]

مجذوب نے غیب کی خبر دی

اس کتاب کے مؤلف جناب خواجہ عزیز الحسن […]

[…] کے بارے میں ایک مجذوب حضرت حافظ غلام مرتضیٰ […] خبر دی۔

[…] ان (والدہ حضرت تھانوی) کے دو لڑکے ہوں گے اور […] کا نام اشرف علی خان رکھنا' دوسرے کا اکبر علی خان' نام […] اشرف […] جوش میں آکر بڑھا دیا۔ کسی نے پوچھا کہ […] ہوں کے فرمایا نہیں۔ اشرف علی اور اکبر علی نام رکھنا' یہ […] صاحب نصیب ہوں گے۔ یہ بھی فرمایا ایک میرا ہوگا دو […] دنیادار ہوگا۔ چنانچہ یہ پیش گوئیاں حرف بحرف درست […]

([…])

[…] پڑھیے' کیا کیا عقیدے اخذ ہو رہے ہیں۔ یہی […] ان کے پیٹ (فی الارحام) کا علم ہے۔ اور وہ مستقبل […] طرح آگاہ ہے۔ یہی عقیدے اگر کوئی صحیح العقیدہ […] خود سرور عالم ﷺ کے بارے میں اختیار کرے اور […] دلائل پیش کرے تو آل دیوبند کے کان پر جوں تک […] کی نظر میں یہ عقیدے کفر و شرک پر مبنی ہیں۔ ہمارا […] حکیم الامت صاحب کے بارے میں اور ان کے والدین […] کیا خیال ہے۔ حکیم الامت صاحب کا اس واقعے پر […] ہیں۔

[…] اکھڑی اکھڑی باتیں کرنے لگتا ہوں ان ہی مجذوب […] کا اثر ہے۔ جنکی دعا سے میں پیدا ہوا ہوں کیونکہ

طبیعت مجذوبوں کی طرح آزاد ہے۔ الجھی ہوئی باتوں کی [illegible]

السوانح مطبوعہ ملتان)

لیجئے حضرت والا ایک اور عقیدہ بیان کر گئے کہ ولیوں [illegible] کوئی پیدا ہوسکتا ہے۔ اور ان کی توجہ کا اثر اس کی تمام عمر [illegible] مذکورہ مجذوب کی وفات کے بعد بھی آپ کافی عرصہ [illegible] عقیدہ اخذ ہوا کہ ان کی وفات نے بھی ان کی توجہ میں فرق [illegible] پوری طرح حکیم الامت کے شامل حال رہی۔ ایک طرف [illegible] دوسری طرف ساری امت مسلمہ کو اس لئے مشرک قرار [illegible] ولیوں کی روحانی توجہ کی قائل ہے۔ اور حصول اولاد کیلئے [illegible] طالب ہے۔ کاش کوئی اس دورنگی کا حل تلاش کرے۔

وفات کے بعد توجہ

حضرت مولانا شیخ محمد محدث تھانوی حضرت والا کے [illegible] کرتے تھے۔

☆ ''میرے بعد یہ لڑکا میری جگہ ہوگا چنانچہ بفضلہ تعالیٰ [illegible] پذیر ہوا۔ کہ بعد مولانا علیہ الرحمہ کے اس قصبہ میں اب [illegible] ذات گرامی علوم ظاہری و باطنی کی جامع ہے۔ مولانا [illegible] سے خاص تعلق تھا۔ یہاں تک کہ بعد وفات بھی حضرت والا [illegible] فرمایا کہ ہم کو تو تمہاری طرف اب بھی ویسی ہی توجہ ہے [illegible]

[illegible] دیکھئے۔ کونسا عقیدہ حاصل ہو رہا ہے، یہی کہ اللہ [illegible] جائیں تو بھی دنیا والوں پر نظر رکھتے ہیں جیسے اپنی [illegible] رکھتے تھے۔ موت نے ان کے کمالات روحانی کو ختم [illegible] قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ آل دیوبند [illegible] کے بارے میں بھی ماننے کیلئے تیار نہیں، کسی اور کا ذکر

زمین پر اللہ کی حجت

[illegible] لکھتے ہیں:

[illegible] والا کو سفر سے طبعی اعراض رہتا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] فی الارض'' بنا کر دنیا میں بھیجا تھا جس کا خود حضرت [illegible] میں احساس تھا اسلئے مشتاقان وعظ و زیارت [illegible] تو مجبور ہو کر منظور فرما لیتے'' (ایضاً ص ۸۷)

[illegible] حکیم الامت صاحب کو زمین پر اللہ کی حجت قرار دیا [illegible] کہ کیوں دیا ہے۔ بس اتنا پوچھنے کا حق رکھتے [illegible] کی ذات گرامی کو بشر محض کہا جائے۔ اور اپنی طرح [illegible] تصور کیا جائے۔

[illegible] تعالیٰ کی ذات و صفات کا مظہر یکتا کہے تو اس کو کفر و [illegible] اور خود اپنے حکیم الامت صاحب کیلئے ہر چیز [illegible] کس کا پڑھا ہے۔

نور ہی نور کا باعث

مزید لکھتے ہیں:

☆ ''ایک بار حضرت والا رفقاء کے کہنے سے ریل [illegible]
جس میں بیٹھے ہوئے تھے کسی اور ڈبہ میں تشریف لے جانے [illegible]
جگہ زیادہ فراخ تھی تو اس ڈبہ میں جو ہندو بیٹھے ہوئے تھے [illegible]
لگے کہ اجی! آپ کی وجہ سے تو یہاں نور ہی نور تھا آپ [illegible]
لے چلے''

اس عبارت پر ہمارا یہی تبصرہ ہے کہ ہندو تو ان کے [illegible]
کو نور ہی نور کا باعث مانتے تھے جبکہ یہ اپنے نبی اپنے [illegible]
ﷺ کی نورانیت کے بھی منکر ہیں۔ یہی نہیں' جو ان کی [illegible]
اسکے پیچھے لٹھ لے کر پڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے خیال میں [illegible]
اور ان کے ذوق میں کیا فرق ہے ان کو بھی معلوم ہو گیا ہو گا۔

حکیم الامت کا بے مثال ہونا

آگے لکھتے ہیں:

''حضرت والا کا شاہانہ چہرہ مبارک اور نورانی صورت [illegible]
کے مجمع میں بھی حضرت والا ہی کو ممتاز بنا کر رکھتی ہے۔ [illegible]
دوست نے حضرت والا کی شان میں بحالت خواب ایک [illegible]
ان کو بعد بیداری بھی یاد رہا۔ میں تو اس شعر کو الہامی [illegible]
حضرت والا پر حرف بحرف صادق ہے وہ شعر یہ ہے۔

[illegible] ہے تیرا لاجواب ایسا تو ہو
[illegible] میں تجھ کو انتخاب ایسا تو ہو

[illegible] فضل و کمال تو تعلیم یافتہ فلسفی نے بھی ایک بار حضرت
[illegible] کا یہ مصرع لکھا۔

[illegible] تم سے لاکھ سہی تم مگر کہاں

[illegible] و کمال کو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے اس
[illegible] کی طرف عود کرتا ہوں۔

[illegible] گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
[illegible] دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

[illegible]' اور اندازہ لگایئے جس کے ساتھ کسی کو محبت
[illegible] میں کن حدوں کو چھو لیتا ہے۔ یہی عقیدے ان کو
[illegible] میں گوارا نہیں۔ اگر ہوتے تو تقویۃ الایمان
[illegible] کتاب کیوں چھاپتے۔ جس میں حضور ﷺ اور دیگر
[illegible] ہونے کا قطعی انکار کیا گیا ہے۔ نیز ہم اگر امام
[illegible] ''اعلیٰ حضرت'' کہیں تو اعتراض ہوتا ہے۔ دیکھو ان کا
[illegible] حضرت اور اپنے امام کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔ ہم
[illegible] اشعار کی طرف کرواتے ہیں۔ بتایئے
[illegible] ﷺ ان اشعار کے عموم سے باہر ہیں یا نہیں۔ بلکہ
[illegible] شعر اپنے حکیم الامت صاحب کے نام جڑ دیا ہے۔
[illegible] جواب دے گا۔

تصرف کی شان

پھر لکھتے ہیں:

☆ ''حضرت والا کی ربیبہ سلمہا جو اس وقت بچی تھیں [illegible]
بیتاب تھیں۔ اور پانی کا اسٹیشن بہت دور تھا۔ سخت پریشانی [illegible]
جائے کہ یکایک ریل رستہ پر ایسی جگہ رک گئی جہاں نیچے [illegible]
بالٹی میں پانی کھینچ کر بچی کو پلا دیا گیا' یہ انعام الٰہی تھا۔ [illegible]

عبارت کے تیور بتا رہے ہیں کہ ریل کا اچانک [illegible]
حضرت والا کے لئے تھا۔ کیونکہ آپ کی مرضی تھی کہ اپنی [illegible]
پانی مل جائے۔ گویا اپنے حکیم الامت صاحب کے لئے [illegible]
رضا سے ایسے انقلاب بھی رونما ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف [illegible]
ﷺ کے بارے میں یہ لکھا اور پھیلایا جاتا ہے کہ رسول کے [illegible]
نہیں ہوتا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اگر وہ مشکل کشا ہوتے تو [illegible]
مشکل نہ دور کرتے۔؟

حکیم الامت کی محبت

لکھتے ہیں:

☆ ''چونکہ احقر کی بیعت حضرت مولانا تاج محمود صاحب [illegible]
اللہ علیہ سے تھی ان بزرگوں کے یہ الفاظ کہ حضرت مولانا [illegible]
صاحب چونکہ اہل حق ہیں ان کی محبت حق تعالیٰ جل شانہ کی [illegible]
کے گوش میں اب تک اسی طرح ہیں جس طرح سنتے وقت تھے [illegible]

[illegible] حکیم الامت صاحب کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت قرار
[illegible] کو دامن گوش میں سنبھال کر رکھ لیا ہے۔ جبکہ ہم
[illegible] سے سنا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی محبت
[illegible] کی بات کرو۔ انکی کتابوں میں اطاعت پر ہی زور دیا
[illegible] جسم ہے اور محبت روح ہے۔ محبت کے بغیر اطاعت
[illegible] ہے علامہ اقبال سے پوچھئے۔

[illegible] تو شرع و دین بت کدہ تصورات

[illegible] کہ حضور کی محبت کے منکر اپنے مولوی کی محبت کو حق
[illegible] رہے ہیں۔

تصور سے انشراح قلب

[illegible]

[illegible] حضرت حاجی صاحب کی بھی کیا بابرکت ہستی تھی کہ جس
[illegible] قلب میں ایک انشراح اور روح میں ایک کیف پیدا
[illegible]

[illegible] سرور عالم ﷺ اور دیگر محبوبان خدا کے تصور کو شرک کہنے
[illegible] کے تصور کے کس طرح دلدادہ ہیں۔ اور تلون مزاجی کا یہ
[illegible] تصور میں رکھتے ہیں' قلب و روح کو کیفیات سے سرشار
[illegible] پر کوئی توجہ نہیں۔ اگر آج آل دیو بند قبلہ حاجی
[illegible] کے فیصلہ ہفت مسئلہ کو دل و جان سے تسلیم کر لے تو

بہت سے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں اور باہمی نفرت و آویزش [illegible]

جب ماننے پہ آئے

حکیم الامت صاحب کا مولانا گنگوہی کے بارے میں [illegible]

☆ ''لوگوں کیساتھ تو میری عقیدت استدلالی ہے اور [illegible]

غیر استدلالی دلائل سوچنے سے بھی ذہن ابا کرتا ہے کہ مولانا [illegible]

قائم کرنے میں کیا حاجت ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب [illegible]

خلاف سوچنا بھی خلاف ادب معلوم ہوتا ہے'' (ایضاً ص ۱۳۸)

ان لوگوں کی شخصیت پرستی دیکھئے اور کتاب و سنت کی [illegible]

بانگ دعوے کو دیکھئے۔ سبحان اللہ نہ ماننے پر آئیں تو صحابہ کرام [illegible]

دور سے لے کر آج تک کے تمام اولیاء کرام علماء، عظام کے [illegible]

اور مطالبہ کریں کتاب و سنت پیش کرو' اگر کتاب و سنت [illegible]

ٹال مٹول سے کام لیں مگر جب ماننے پہ آئیں تو مولانا [illegible]

شرعی'' تسلیم کرلیں کہ انکے کسی نظریے کے خلاف سوچنا بھی [illegible]

مزار مجدد پر حاضری

لکھتے ہیں:

☆ ''ایک بار مولانا حضرت والا کو اپنے ہمراہ سرہند [illegible]

گئے تھے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے مزار شریف کی [illegible]

تھی'' (ایضاً ص ۱۴۳)

اب اس کو کیا کہا جائے کہ حکیم الامت تو مزارات پر [illegible]

[illegible] حاضری کو غیظ و غضب کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

حکیم الامت کے القابات

[illegible] حکیم الامت صاحب کے لئے بڑے بڑے القابات کا

[illegible] معدن حسنات و خیرات' سراپا فضل و کمال وغیرہ نیز

[illegible]

اولئک آبائی فجئنی بمثلهم

اذا جمعتنا یا جریر المجامع

[illegible] ہیں ان جیسا کوئی لا کر دکھائے'' (ایضاً ص ۱۳۹)

[illegible] عالم ﷺ کی مثال تو یہ لوگ بن گئے' بلکہ عمل میں

[illegible] گئے مگر ان کے آباؤ اجداد کی کوئی مثال نہیں۔ کہتے

[illegible] کیا جائے۔ معاذ اللہ انبیاء کرام تک کو خطا سے مبرا نہیں

[illegible] کرتے ہیں کہ ''اے نبی تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف

[illegible] کر دیتے ہیں۔ جبکہ اپنے حکیم الامت صاحب

[illegible] معدن حسنات و خیرات ہیں اور مولانا نانوتوی' قاسم

[illegible]

عقل و فہم سے بالا

[illegible]

[illegible] کسی کو حضرت والا کے اسرار کا کماحقہ علم ہی نہ ہو سکا تو

[illegible] حضرت والا کی اصل شان بیان ہو ہی نہیں سکتی۔

ہے عقل و فہم سے بالا مقام حضرت والا
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

(جلد ۲ ص ۲۳۲)

ہے کوئی ان سے پوچھنے والا کہ تمہیں اپنے حکیم الامت صاحب کی تو کوئی سمجھ نہیں' وہ تو تمہاری عقل و فہم سے بالا ہیں۔ مگر تم مقام نبوت کو کس طرح جانتے ہو جو اس کے بارے میں فیصلے دیتے پھرتے ہو۔

یہ ساری سوانح حیات عجیب و غریب واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ اس کے بیک ٹائٹل پر خانقاہ اشرفیہ کی تصویر ہے اور شعر لکھا ہے۔

اگر فردوس بر روئے زمیں است
ہمیں است ہمیں است ہمیں است

(اگر زمین پر جنت الفردوس ہے تو یہی (قبر اشرف علی) ہے' یہی ہے یہی)

یہ ہے ان کی محبت و عقیدت کا ثبوت جو اپنے حکیم الامت صاحب کے ساتھ رکھتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اللہ کریم نے اپنے محبوب کریم ﷺ کی محبت و عقیدت کیلئے چن لیا ہے۔ وہ حضور سے پیار کرتے ہیں اور حضور کی بارگاہ کو رشکِ فردوس تصور کرتے ہیں۔

۞۞۞

(۲) کتاب ''یا'' حرف محبت کا مطالعہ

''یا'' حرف محبت اور باعث رحمت'' ایک دیوبندی راہنما جناب پیر شبیر احمد بن عبدالطیف صاحب (خلیفہ مجاز حضرت پیر رحمت کریم صاحب سجادہ

شین ڈاگ اسمٰعیل) کی منصفانہ تصنیف لطیف ہے۔ کتاب مذکورہ مارچ ۱۹۹۳ء کو پشاور سے شائع ہوئی۔ کتاب کے شروع میں مستند علمائے دیوبند کی تقاریظ مرقوم ہیں۔ ان علمائے دیوبند میں جناب نور حبیب مدنی شاگرد خاص مولانا شیخ التفسیر لاہوری' فاضل عربی سند یافتہ دورہ جامع اسلامیہ مدینہ منورہ مولانا خلیل الرحمن صاحب فاضل دیوبند جناب عبدالصمد فاضل وفاق المدارس صاحب نمایاں ہیں۔

فاضل مولف نے اس بات کو قرآن و حدیث اور معتمد اکابر اسلام کے کلام سے ثابت کیا ہے کہ ''یارسول اللہ'' اور ''یا نبی اللہ'' کے مبارک کلمات شرک و کفر کا باعث نہیں بلکہ جائز ہیں اہل اسلام نے ہر دور میں ان مبارک کلمات کو حرز جاں سمجھ رکھا ہے۔ موصوف کے اس موقف کو مستند علماء نے ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔

(۱) مولانا فضل الرحمن شیخ الحدیث جامعہ علوم القرآن والسنۃ (پشاور) یہ فرماتے ہیں

''مصنف نے بہت کمال کیا ہے کہ تمام رسالہ صرف ان احادیث شریفہ اور اکابرین دیوبند کے فرمودات فتاوٰی اور اشعار سے لکھا ہے جو تمام فرقوں کے نزدیک مسلم ہیں۔ (تقریظ مذکورہ کتاب صفحہ ۸)

(۲) مولانا مفتی مدرار اللہ صاحب ڈسٹرکٹ خطیب مردان فرماتے ہیں۔

''کتاب ہذا کے فاضل مولف نے صحابہ کرام' ائمہ دین اور مشائخ عظام کے اقوال و آراء سے اور خود رحمت دو عالم ﷺ کے ارشادات عالیہ سے یہ حقیقت بخوبی ثابت کی ہے کہ حضور ﷺ کو یارسول اللہ اور یا نبی اللہ کہنا بالکل

جائز ہے۔ فاضل مولف کی تحقیق اور کاوشیں یقیناً قابل قدر ہیں۔ (...
کتاب صفحہ ۱۰)

(۳) مولانا قاضی حبیب الحق صاحب فرماتے ہیں۔

''ندائے یا رسول اللہ و دیگر کلمات کا جواب و استحباب بلکہ سنت ...
ہے۔ کیونکہ صحابہ سے لیکر تاہنوز اہل اسلام کا اس پر قول و عمل چلا آ ...
اس پر اجماع ہے اگر کوئی شاذ شواذ مخالفت کرے تو اس سے اجماع ...
نہیں آتا۔ (تقریظ مذکورہ کتاب صفحہ ۱۶)

(۴) مولانا نور حبیب مدنی صاحب فرماتے ہیں۔

''ذرہ خاک پائے اکابرین دیوبند نے جناب شیخ طریقت ...
صاحب مدظلہ کی تحریر ''یا حرف محبت اور باعث رحمت'' کا مطالعہ کیا جو ...
دلسوزی اور حقیقت پسندی کے جذبے کے تحت لکھی گئی ہے اور جس میں ...
واضح اور براہین قاطعہ کے ساتھ مسلک اہل سنت والجماعت ثابت ...
وقت کا اہم تقاضا پورا کیا گیا ہے'' (تقریظ مذکورہ کتاب صفحہ ۲۱)

وجہ تالیف

فاضل مولف اپنی اس منصفانہ تصنیف کے لکھنے کی وجہ رقم کرتے ہیں۔

☆ ''اس فقیر حقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں ...
کہ جس فرد نے حضور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ حرف ''یا'' لکھا یا ...
بعض مسلمانوں نے بغیر کسی تحقیق کے اسے مشرک قرار دے دیا اور اس ...
تکفیر کی حالانکہ بوجہ عدم تحقیق کے ایسے لوگ ارشاد رسول اللہ ﷺ کے مطا...

... بن سکتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون''

''یہ ناکارہ ایسے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے بہت دنوں تک سوچتا
... ایک دن دوران نماز خود بخود قلب پر وارد ہوا کہ ان بھائیوں کو
... سمجھانے کے (کہ وہ علماء کا منصب ہے) اس طرف متوجہ کروں
... سالحین' ائمہ حضرات' فقہا و مجتہدین' حضرات اکابرین دیوبند
... نے حرف ''یا'' کا استعمال نظم و نثر دونوں میں کر کے حضور کے
... عشق و محبت کا اظہار کیا ہے۔ اور تو اور خود صحابہ کرام سے
... بکثرت روایات میں منقول ہے۔ تو کیا یہ سب حضرات نا سمجھ تھے'
... ہستیاں توحید و شرک میں فرق نہیں کر سکتی تھیں؟
... بندو! اپنی حالت پر رحم کرو اور خدا کے دوستوں کی بدگوئی کر کے
... لعنت نہ خریدو' کیا تم نہیں جانتے کہ شیخ اکبر حضرت محی الدین
... غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی' مولائے روم اور حضرت مجدد
... اور دنیا کی اکثر نیک و باعزت ہستیوں پر جاہلوں نے کفر کے
... لیکن خدا کی قدرت ہے کہ منکروں نے جن کو گھٹایا وہی باعزت
اور جن کو پست کرنا چاہا وہی سربلند ہوئے۔ چنانچہ مثنوی معنوی'
... اور احیاء العلوم آج تک مردہ قلوب کو زندہ کر رہی ہے۔ بغداد'
... اور اجمیر شریف میں سونے والوں کی قبریں آج بھی زیارت گاہ عالم
... ہیں'' (مذکورہ کتاب صفحہ ۱۳' ۳۲)

مذکورہ کتاب میں فاضل مولف نے فتوائے کفر میں جلد بازی کرنے
... کو تنبیہ کرتے ہوئے قرآن و حدیث اور علمائے دیوبند' مولانا رشید احمد

گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی اور مفتی محمد شفیع دیوبندی کے

ہیں۔

اہل محبت کا اظہار محبت

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور برکت نشان سے لے
مختلف اہل محبت نے بارگاہ رسالت میں حضور رسالت مآب ﷺ
کرتے ہوئے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کیا ہے۔ اپنے دردوں
کا حال سنایا ہے۔ اپنے تڑپتے ہوئے جذبوں کو پیش کیا ہے۔
فاضل مولف نے اپنی وسیع معلومات کو بروئے کار لاتے ہوئے
امت کے خوبصورت اشعار رقم کئے ہیں جن میں انہوں نے
حضور ﷺ کو حرف "یا" سے مخاطب کیا ہے۔

(۱) ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عرض کناں ہیں۔

الا یا رسول اللہ کنت رجاء نا
وکنت بنا بروولم تک جافیا

ترجمہ: یارسول اللہ! آپ ہماری امید گاہ ہیں۔ آپ ہم پر
سخت نہ تھے (مذکورہ کتاب صفحہ ۲۵ بحوالہ نشر الطیب مولفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۲۳۷)

(۲) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ عرض کناں ہیں۔

یا رسول اللہ ضاق بنا الفضاء
وجل الخطب والقطع الاخاء

ترجمہ: یا رسول اللہ! آپ کی وفات سے وسیع زمین میرے

گئی اور دوستی منقطع ہوگئی۔ (مذکورہ کتاب صفحہ ۵۱)

عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ عرض کناں ہیں۔

زمہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
غریبم یا رسول اللہ غریبم
ندارم درجہاں جز تو حبیبم
بروں آمد سراز بردیمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی

فراق کی آنچ پہ جلتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

نسیما جانب بطحا گزر کن
ز احوالم محمد را خبر کن
توئی سلطان عالم یا محمد
زروئے لطف سوئے من نظر کن

علماء کرام کے پیرو مرشد شیخ العرب والعجم حضرت الحاج امداد
علیہ الرحمۃ عرض کرتے ہیں۔

آپ کی فرقت نے مارا یا نبی
دل ہوا غم سے وہ پارا یا نبی
طالب دیدار ہوں دکھلایئے
روئے نورانی خدارا یا نبی
کر کے نثار آپ پہ گھر بار یا رسول

اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول اللہ
ذرا چہرے سے پردے کو ہٹاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
اے رسول کبریا فریاد ہے
یا محمد مصطفٰی فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(مذکورہ کتاب ...)

(۵) امام الائمہ چراغ امت سیدنا امام اعظم عرض کرتے ہیں۔

یا سید السادات جئتک قاصدا
ارجو رضاک واحتمی بحماک

اکابر دیوبند کے حوالے

فاضل مولف نے علمائے دیوبند کے مستند حوالہ جات لکھ کر ...
ہے کہ وہ ''یا رسول اللہ'' کہنے میں دوسرے اکابرامت سے ہرگز پیچھے ...
لکھتے ہیں۔

(۱) ''شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی فرماتے ہیں۔

''وہابیت کی زبان سے بارہا سنا کہ الصلوۃ والسلام علیک یا ...
اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور ان (کلمات) کا استہزاء اڑاتے ہیں ...
کلمات کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے علماء اس صورت کو اور تمام صور درود ...

... کیوں نہ ہو مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس
... ہیں'' (مذکورہ کتاب صفحہ ۶۵ بحوالہ شہاب ثاقب صفحہ ۶۵)
... شریعت و طریقت' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی
...
... ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ
... الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ (مذکورہ کتاب صفحہ ۶۶)
... صاحب کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

یا شفیع العباد خذ بیدی
انت فی الاضطرار معتمدی
لیس لی ملجا سواک اغث
مسنی الضر سیدی سندی

(ایضاً صفحہ ۶۸)

... قطب الاقطاب مولانا محمد یعقوب نانوتوی عرض کرتے ہیں۔

کن برمن خستہ جگر یا رحمۃ للعلمین
ہم از کہ جود لطف سر یا رحمۃ للعلمین
من بدترین دو جہاں من کمترین کن فکاں
سرگشتہ حیراں در بدر یا رحمۃ للعلمین

(ایضاً صفحہ ۷۸)

... مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند عرض کرتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کا

عجب نہیں تیری خاطر سے تیری امت کے

گناہ ہوویں قیامت کو طاعتوں میں شمار

(۵) مولانا الطاف حسین حالی عرض کرتے ہیں۔

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے

امت پہ تیرے آکے عجب وقت پڑا ہے

فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں

بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمہ رحمت بابی انت و امی

دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے

حسن خاتمہ

مولانا حالی کے اشعار نقل کرنے سے پہلے فاضل مولف لکھتے ہیں

''الحمد للہ اس خطاب سے حالی صاحب اسلام سے خارج نہیں ہوئے

بلکہ

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے

نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

مصنف کا یہی دعوے ہے ماضی میں تمام اکابرین امت

... لیکن الحمد للہ ان میں کوئی بھی مشرک نہیں بلکہ سب سچے

...

... یوسف بن اسماعیل نبہانی کا خوبصورت شعر درج ہے۔

... یا ابا البتول سوا

... فقیر جوابہ الا عطا

... و زہرا کے ابا جان! فقیر کا ایک سوال ہے جس کا

... اتر جائے ترے دل میں مری بات

... آپ بخوبی واقف ہیں کہ اس پر آشوب دور میں

... مسئلہ افتراق و انتشار ہے۔ پوری امت اسلامیہ

... رہی ہے دشمنان اسلام ہمیں لڑا لڑا کر ختم کر دینا

... کہ انہوں نے کسی نہ کسی طریقے سے عقائد اسلام کو

... ہے۔ وہ عقائد و نظریات جو قرون اولی میں

... کرتے تھے آج ان کو مسلمانوں کی نظر میں مشکوک

... کیا جا رہا ہے۔ مومن کے ایمانی تقاضوں کو شرک و

... کے یقین و وجدان کو متزلزل کیا جا رہا ہے۔ تاریخ

... معلوم ہوگا کہ یہ سلسلہ دور اکبری میں پورے عروج پر

... مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے اپنی شبانہ روز

... پھر حضرت شاہ ولی اللہ' حضرت عبدالعزیز

دہلوی اور بعد میں امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت
رضی اللہ عنہم نے بالخصوص اور دیگر علمائے حق اور
امت مسلمہ کی تعمیر وتطہیر کیلئے تاریخ ساز کام سرانجام

اس پر خطر دور میں بھی نام نہاد توحید پرست
معمولی باتوں پر ''کافر ومشرک'' بنا رہے ہیں۔ کاش
بازی امت مسلمہ کو پوری دنیا میں منتشر کر کے رکھ دے گی
فکر کا جنازہ نکال دے گی جو کبھی اس امت کا اوڑھنا بچھونا

اگر سینوں میں بغض وعناد کا مکروہ مادہ نہ ہو تو
ان چھوٹے چھوٹے مسائل کو حل نہیں ہونے دیتی۔

دلوں میں حسد اور انا کا گرد وغبار نہ ہو تو کیا
ومنبر کو یکجان نہیں ہونے دیتا ارے سیدھی سی بات ہے
اہل حدیث، حضور شافع روز جزا، دافع رنج وبلا رحمت
اللہ، یا نبی اللہ کہتے ہوئے مشرک نہیں ہوتے تو یہ
ہوگئے، اگر یہ مشرک ہیں تو وہ کیوں مشرک نہیں؟
انصاف کا دامن تھام کر جناب شبیر احمد صاحب نے
ہیں۔ کاش ہر دیوبندی اور ہر غیر مقلد مولوی ایسا
توحید ایک ساتھ مل کر کھا پی بھی سکتے ہیں۔ ایک امام
کر سکتے ہیں اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح
بھی کر سکتے ہیں۔ خدا عقل سلیم عطا فرمائے اور
مندانہ اقدام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین)

الشمامۃ العنبریۃ کا مطالعہ

العنبریہ من مولد خیر البریۃ'' نواب والا جاہ امام غیر
محمد صدیق حسن بھوپالی کی تصنیف ہے اس وقت ہمارے
ہے جو ۱۳۰۵ھ میں شائع ہوا۔ آیئے اس
کی سیر کیجئے اور اہل سنت وجماعت کے عقائد و

پہ بھاری ہے گواہی تیری

(۱)

ایمان کے بغرض تکمیل درجہ احسان وتحصیل
اشتمال سید رسل شمع سبل خاتم الانبیاء شفیع الوریٰ پر
دانش وشناخت، حالات ولادت ورضاعت و
ایمان وسبب تقویت احسان ہوتی ہے۔ انسان
عارف اسما وصفات وافعال خالق ہو پھر ثانیاً
ﷺ (الشمامۃ العنبریہ ص ۲)

(۲)

کے احوال پر مطلع ہونے سے محبت حضرت کی دل میں
مطلوب شارع ہے کہ بے اس کے ایمان صحیح

(۳)

ذکر شریف میلاد کے بطریقہ مروجہ جائز ہے یا

ناجائز اس رسالے میں اختصاراً ذکر احوال خاصہ آنحضرت ﷺ [illegible]
تا وفات لکھنا مناسب جانا ہر چند تفصیل کو اس مقام میں [illegible]
تھا لیکن قصور ہمت ابناء عصر دیکھ کر ہر فصل میں ان ہی مضامین [illegible]
کیا گیا جو بمنزلہ راس اس کے جسد سے ہیں" (ایضاً ص ۴)

''اعمال صالحہ میں کوئی عمل قدر و قیمت و رفعت و منزلت [illegible]
خدا اور رسول کے نہیں ہے" (ایضاً ص ۵)

(۴)

''اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت [illegible]
اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں، کہ کسی نہ کسی دن [illegible]
سیرت وسمت دل وہدی وولادت ووفات آنحضرت کا کریں [illegible]
الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور ان روایات واخبار و آثار کو [illegible]
پر ثابت ہیں" (ایضاً ص ۵)

(۵)

نسب كأن عليه من شمس الضحى
نوراً و من فلق الصباح عمود
ما فيه الا سيد من سيد
حاز المكارم والتقى والجود

یعنی حضور ﷺ کا نسب مبارک چمکتے سورج کی طرح [illegible]
صبح کا ستون نظر آتا ہے اس میں سردار ہی سردار ہیں جو اخلاق [illegible]
اوصاف سے مالا مال ہیں۔ (ایضاً ص ۷)

(۶)

[illegible] مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ (سوموار)
[illegible] کی رات) ربیع الاول عام فیل کو ہوئی۔ جمہور علماء کا
[illegible] نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے" (ایضاً ۷)

(۷)

[illegible] ہیں، تیرہ نبی ختنہ شدہ پیدا ہوئے، آدم وشیث و
[illegible] یوسف وموسیٰ وشعیب وسلیمان ویحییٰ وعیسیٰ ومحمد
[illegible]" (ایضاً ص ۸)

(۸)

[illegible] پیدا ہوئے دیکھا تو آپ سجدے میں ہیں، اور انگلی طرف
[illegible] متصل ہو، پھر ایک سفید بادل آسمان کی طرف سے
[illegible] ڈھانپ لیا۔ ایک منادی نے ندا کی کہ اس کو مشارق و
[illegible] اور بحار میں داخل کرو کہ وہ اس کے نام ونشان و
[illegible] ہے، اس کے زمانے میں ہر شرک مٹ جائے گا''

(۹)

[illegible] آمنہ کہتی ہیں جب حضرت شکم سے جدا ہوئے
[illegible] اس سے مابین مشرق ومغرب چمک اٹھا" (ایضاً ص ۱۰)

(۱۰)

[illegible] ہے، فرمایا ہے میں اللہ کا بندہ اور خاتم

العین تھا اس وقت کہ آدم اپنی خاک میں منجدل تھے (ایضاً ص [illegible])

(۱۱)

''حضرت کی ماں نے وقت وضع کے ایک نور دیکھا جس [illegible]
نظر آئے'' اخرجہ احمد والبزار والطبرانی والحاکم و[illegible]
ابن حجر کہتے ہیں صححہ ابن حبان والحاکم ولہ طرق کثیرۃ

(۱۲)

''وانت لما ولدت اشرقت الارض
وضاءت بنورک الافق
فنحن فی ذالک الضیاء و
فی النور سبیل الرشاد نخترق

(حضرت عباس کے شعر میں) کہ حضور کی ولادت [illegible]
اور حضور ﷺ کے نور سے افق تابدار ہوا' ہم اسی نور کی روشنی [illegible]
راستہ اختیار کرتے ہیں' (ایضاً ص ۱۰)

(۱۳)

''عبارت سابقہ سے اظہار فرح میلاد نبوی پر پایا [illegible]
حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا [illegible]
نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں'' (ایضاً ص ۱۲)

(۱۴)

ابو طالب نے کہا:

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ
ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

[illegible] ملجا و غیاث یا طعام فی الشدۃ ہے' ارامل سے مراد
[illegible] ہیں۔ (ایضاً ص ۱۲)
[illegible] جس کے وسیلے سے بارش طلب کی جاتی ہیں وہ یتیموں
[illegible] مددگار ہے)

(۱۵)

[illegible] نے جس کو ابولہب نے وقت بشارت ولادت
[illegible] آزاد کر دیا تھا۔ (ایضاً ص ۱۳)

(۱۶)

[illegible] حلیمہ ذکر کرتی ہیں جب میں نے حضرت کا دودھ
[illegible] اللہ اکبر کبیراً والحمد کثیراً و سبحان اللہ
(ایضاً ص ۱۳)

(۱۷)

[illegible] قحط پڑا ابو طالب نے حضرت کو ہمراہ لے کر استسقاء
(ایضاً ص ۱۵)

(۱۸)

[illegible] ہیں جب دھوپ گرم ہوتی دو فرشتے آ کر آپ پر سایہ
(ایضاً ص ۱۹)

(۱۹)

[illegible] ﷺ پچیس برس کے ہوئے اور ان کو مکے میں امین کہتے
(ایضاً ص ۱۹)

(۲۰)

''عداس پھر کر آیا' کہا تجھ کو کیا ہوا جو تو اس شخص کے [illegible]
لگا' اس نے کہا سیدی زمین میں کوئی شخص بہتر اس مرد [illegible]
مجھے وہ بات بتائی جس کو سوا پیغمبر کے کوئی نہیں جانتا'' (ایضاً [illegible])

(۲۱)

''ملک الجبال نے کہا تم ویسے ہو' جیسا اللہ نے تمہارا [illegible]
رحیم'' (ایضاً ص ۲۵)

(۲۲)

''حضرت کو اسراء ہوا اس وقت عمر آپ کی ۵۱ سال ۹ [illegible]
کی بیداری میں شب شنبہ ۲۷ ربیع الاول کو قالہ ابن الاثیر [illegible]
شرح مسلم باربیع الآخر کو قال النووی فی فتاواہ [illegible]
آسمان پر چڑھائے گئے۔ اب عمل اسی ۲۷ رجب پر ہے۔

(۲۳)

''حضرت نے شب معراج اپنے رب کو چشم سر سے [illegible]
بات کی اور دیکھنا آپ کا اللہ کو دنیا میں من جملہ آپ کی [illegible]
اور یہ شرعاً حق میں غیر حضرت کے دنیا میں محال ہے'' (ایضاً [illegible])

(۲۴)

''جب مشورہ کیلئے بیٹھے ابلیس صورت میں ایک شیخ [illegible]
(ایضاً ص ۳۰)

(۲۵)

''حضرت جس وقت نماز میں داخل ہوئے تھے اللہ [illegible]

[illegible] لوگوں کو آنکھ سے چھپ گیا'' (ایضاً ص ۳۳)

(۲۶)

[illegible] سامنے آئے' ان کے گھوڑے کے قدم زانو
[illegible] زمین نہایت سخت تھی'' (ایضاً ص ۳۴)

(۲۷)

[illegible] کی راہ چھوڑ دو یہ مامور ہے' اس کی باگ ڈھیلی
[illegible]

(۲۸)

[illegible] کی تشریف آوری سے نہایت درجے خوشی ہوئی۔
[illegible] اس دن حضرت داخل مدینہ ہوئے' ہر چیز مدینے کی
[illegible]

(۲۹)

[illegible] خاک کو غبار سے جھاڑا اور فرمایا ''عمار افسوس' تجھے
[illegible] تو اسے جنت کی طرف بلائے گا اور وہ تجھے آگ
[illegible] (ایضاً ص ۳۹)

(۳۰)

[illegible] حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ او اشد' اے اللہ ہمیں
[illegible] عطا فرما بلکہ اس سے بھی زیادہ'' (ایضاً ص ۳۹)

(۳۱)

[illegible] اس بات کے کہ اول مجھین تھے' خلق میں اور

آپ کی نبوت متقدم تھی اور آدم اپنی طینت میں منجدل تھے

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ
ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ
ای ختم رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

اور سب سے پہلے آپ ہی سے میثاق لیا گیا اور [illegible]
ہی نے الست بربکم کے جواب میں بلا کہا۔ اور آدم [illegible]
لئے پیدا ہوئے۔ اور آپ کا نام عرش پر لکھا گیا اور ہر آسمان [illegible]
سائر ملکوت میں اور ملائکہ ہر ساعت آپ کا ذکر کرتے ہیں [illegible]
اسم شریف کا ہوتا ہے۔ اور کتب سابقہ میں آپ کی بشارت [illegible]
بیان کی ہے'' (ایضاً ص ۴۰)

(۳۳)

پیغام خدا نخست آدم آورد
انجام بشارت ابن مریم آورد
باجملہ رسل نامہ بے خاتم بود
احمد بہ ما نامہ و خاتم آورد

آپ کے ہزار نام ہیں اور قریب ستر نام کے [illegible]
ہیں اور کسی کا نام احمد آپ سے پہلے نہ تھا' (ایضاً ص ۴۱)

(۳۳)

شب معراج عروج تو ز افلاک گزشت

[illegible] کے رسیدی نرسد ہیچ نبی

[illegible] آپ کیلئے زندہ کر دیئے گئے' ان کے ساتھ نماز پڑھی'
[illegible] کی۔ باری تعالیٰ کو دوبارہ دیکھا' فرشی ہمراہ آپ کے
[illegible] آپ کو کتاب ملی حالانکہ امی تھے لکھے نہ پڑھے۔

ای گویا بزبان فصیح
[illegible] الف آدم و میم مسیح

(۳۴)

[illegible] ایک طائفہ حق پر رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے
[illegible] ابدال ہوتے ہیں' ان میں ایسا شخص بھی ہوگا جو
[illegible] جائے گا اور ایسے لوگ ہوں گے جو حکم ملائکہ میں ہوں
[illegible]

(۳۵)

[illegible] ہر چہ بگوار رسد گل باشد

[illegible] لازم ہے کہ ہمراہ ذکر مولد شریف کے ان حالات وما
[illegible] حاصل کریں کہ اس علم و معرفت سے ایمان کو قوت اور
[illegible] ہے'' (ایضاً ص ۹۸)

(۳۶)

[illegible] متعلقہ مختلفہ سے اجتناب کیا گیا ہے'' (ایضاً ۹۹)

(۳۷)

[illegible] لا ذوالفقار لافتی إلاَّ علی'' (ایضاً ص ۹۷)

(۳۸)

''ام معبد نے ہجرت کی اور اسلام قبول کیا' اسی [illegible]
برادر نے اس کے گھر والے ''یوم نزول مرد مبارک'' [illegible]
تھے'' (ایضاً ص ۳۵)

(۳۹)

''اول ناظر الی اللہ اور اول شافع و مشفع ہوں گے' [illegible]
موئے سر و چہرے میں ایک نور ہوگا .... سب سے [illegible]
جنت ہوں گے۔

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

''پھر آپ کی امت داخل ہوگی' آپ مختص ہیں [illegible]
(ایضاً ۳۶)

(۴۰)

''ہر سبب و نسب ان قیامت کے منقطع ہو جائے [illegible]
نسب'' (ایضاً ص ۴۷)

(۴۱)

''اللہ نے اس امت کے عذاب کی دنیا ہی میں [illegible]
تا کہ قیامت میں گناہوں سے محض پاک صاف ہو کر [illegible]
گناہ لے کر گھسیں اور جب ان سے نکلیں تو گناہوں سے [illegible]
بسبب استغفار کرنے مومنین کے واسطے'' (ایضاً ص ۴۸)

(۴۲)

[illegible] جس عورت کا چاہیں جس شخص سے نکاح کر دیں
[illegible] ولی زن کے یا جس سے چاہیں خود بغیر اذن زن
[illegible] کریں'' (ایضاً ص ۴۹)

(۴۳)

[illegible] نہ پڑتا اور نہ دھوپ و چاندنی میں سایہ آپ کا
[illegible] کپڑے پر بیٹھتی اور نہ جوں آپ کو ستاتی' جب
[illegible] (ایضاً ص ۵۱)

(۴۴)

[illegible] قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں' اندر اس کے اذان و
[illegible] وکذالک الانبیاء لہٰذا یہ بات کہی ہے کہ آپ کی
[illegible] اعمال امت کے آپ پر عرض کیے جاتے ہیں۔
[illegible] کرتے ہیں'' (ایضاً ص ۵۲)

(۴۵)

[illegible] خواب میں دیکھا اس نے سچ سچ دیکھا کیونکہ شیطان
[illegible] اور جس کو خواب میں کچھ حکم کریں اس پر امتثال
[illegible] وجہین اور دوسری وجہ میں مستحب ہے'' (ایضاً

(۴۶)

[illegible] کی زیارت کرنا مکروہ نہیں ہے جس طرح کہ سائر

قبور کی زیارت کرنا مکروہ ہے بلکہ یہ زیارت مستحب ہے'' [illegible]

(۴۷)

''کسی نبی کی عورت حرام کار نہ تھی۔ اور اولاد آپ کی [illegible]
آپ کو منسوب ہوتی ہے'' ایضاً ص ۵۳)

(۴۸)

''اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا یا رب اجعلنی من [illegible]
امت کو چاہیے کہ اس نعمت کی قدر و قیمت سمجھیں کہ اللہ نے [illegible]
میں پیدا کیا جس کی تمنا انبیاء اولوالعزم کرچکے ہیں' قل بفضل اللہ [illegible]
فبذالک فلیفرحوا'' (ایضاً ص ۵۶)

(۴۹)

شیخ ابن حجر مکی نے شرح شمائل میں لکھا ہے جس کا [illegible]
دہلویؒ نے ترجمہ مشکوٰۃ میں اس طرح کیا ہے کہ از تمام [illegible]
ﷺ آنست کہ اعتقاد کند کہ جمع نشدہ در باطن سیرت [illegible]
آنچہ جمع شدہ دروی زیرا کہ ظاہر عنوان باطن است [illegible]
ﷺ آنست کہ ہر چہ جز مرتبہ الوہیت ست از فضل وکمال [illegible]
ہیچکس کامل ترازوی و مساوی باوی نیست۔

یا صاحب الجمال ویا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(ایضاً ص ۶۰)

(۵۰)

[illegible] کرتے' اسی طرح طول و عرض ریش سے کچھ لیتے''

(۵۱)

[illegible] قرض ہے کہ جب کسی کتاب مولد میں مفاخر
[illegible] تو ان شمائل کو بھی وظیفہ درس کریں اور ہمت
[illegible] (ایضاً ص ۶۷)

(۵۲)

[illegible] ہے کہ جب قریش نے کہا کوئی نشانی دکھاؤ' چاند دو
[illegible] (ایضاً ص ۶۸)

(۵۳)

[illegible] کے علی ابن ابی طالب پر آپ کی دعا سے سورج
[illegible] کرلیں'' (ایضاً ص ۶۸)

(۵۴)

[illegible] آپ کے ماں باپ کو زندہ کیا یہاں تک کہ وہ ایمان
[illegible] واللہ عالم بالسنۃ میں کہا ہے بعض علماء کرام نے حضور
[illegible] میں جزم کیا ہے کہ وہ ناجی ہیں' ہرگز آگ میں
[illegible] کے بارے میں کلام طویل ہے۔ اور اس باب میں
[illegible] (ایضاً ص ۷۱)

(۵۵)

''بدر کے دن جو جگہ جس کافر کے لئے مقرر کر دی تھی [illegible]
گیا'' (ایضاً ص ۷۲)

(۵۶)

''ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھاتا تھا' اس نے بہانہ کیا [illegible]
سے نہیں کھا سکتا۔ فرمایا تجھ کو توانائی نہ ہو' پھر اس کا [illegible]
(ایضاً ص ۷۲)

(۵۷)

''ازاں جملہ یہ ہے کہ لشکر کا توشہ ہو چکا' حضرت نے [illegible]
دعائے برکت کی' پھر اسکو تقسیم کیا سارے لشکر کو وہ کافی [illegible]

(۵۸)

''مغیبات کی باذن خدا خبر دی جیسے مصارع مشرکین [illegible]
فرما دیا' کسی نے اپنی جگہ سے تجاوز نہ کیا' موت نجاشی کی [illegible]
خبر دی'' (ایضاً ص ۷۴)

(۵۹)

''ہر فعل و قول و حال و حرکت و سکون آنحضرت ﷺ [illegible]
جائے تو ایک معجزہ تھا۔ لیکن یہ رویت مجرد بصر سے نہیں [illegible]
سے ہاتھ آتی ہے'' (ایضاً ص ۷۶)

(۶۰)

''حضرت نے اس (احد پہاڑ) کے حق میں [illegible]

[illegible] وہاں قبر ہے ہارون برادر موسیٰ علیہ السلام کی'' (ایضاً

(۶۱)

[illegible] کسی اذان نہ دی' نیشاپوری نے کہا اس لئے کہ جو کوئی
[illegible] کافر ہو جاتا'' (ایضاً ص ۹۳)

(۶۲)

[illegible] آپ کے جو اسلام سے ذب کرتے تھے' کعب بن مالک و
[illegible] حسان بن ثابت تھے' حضرت نے ان کو دعا دی اور کہا
[illegible] القدس'' (ایضاً ص ۹۵)

(۶۳)

[illegible] کریم النفس تھے' کبھی کسی کے سوال کے جواب میں

حرف لا بزبان مبارک کش ہرگز
مگر باشہد ان لا الہ الا اللہ

(ایضاً ص ۹۹)

(۶۴)

[illegible] اور دل انتظار وحی میں جاگتا' خراٹا نہ لیتے کہ
[illegible] (ایضاً ص ۱۰۲)

(۶۵)

[illegible] زمین عطا کی تھی' آپ نے قبول نہ کی'

آخرت اختیار کی'' (ایضاً ص۱۰۲)

(۶۶)

''مشتاقان کمال و جمال نبوی کو لازم ہے کہ بعد [illegible]
شریف اس امر میں کوشش کریں کہ صورت و سیرت [illegible]
ساتھ جناب رسالت ﷺ کی موافقت حاصل ہو۔ کیونکہ [illegible]
اور رفعت مراتب آخرت ہر مومن مسلم محسن کے حق میں [illegible]
مقدار اتباع کے ہوگی۔ مجرد ذکر ولادت شریف سن کر [illegible]
کر خوش ہو لینا اور پیروی کی فکر نہ کرنا بلکہ بدعات و [illegible]
اور مرتکب کبائر و ترک اعمال صالحہ ہونا کچھ مفید نہ ہوگا'' [illegible]

(۶۷)

''اللہ تعالیٰ ہم کو اور جملہ اہل اسلام کو ایسی توفیق [illegible]
ہم ہر روز کسی قدر ذکر میلاد شریف کتب معتبرہ سے [illegible]
صادق متبع واثق سے سن لیا کریں' فقط کسی یوم و ماہ [illegible]
کریں'' (ایضاً ص۱۰۵)

(۶۸)

''حضرت ابوبکر نے کہا: بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ وَاللّٰہِ لَا [illegible]
عَلَیْکَ مَوْتَتَیْنِ (یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان [illegible]
کو جمع نہ فرمائے گا) (ایضاً ص۱۱۰)

(۶۹)

''حضرت علی نے (حضور کے وصال کے بعد) آپ [illegible]

[illegible] اللہ علیک لقد طبت حیاً و میتاً (اللہ تعالیٰ
[illegible] آپ زندگی میں اور اس زندگی کے بعد بھی پاک
[illegible]

(۷۰)

[illegible] روضۃ ما اکرمھا شاناً واعظمھا عزاً و ایماناً'' (تو
[illegible] اس سے کوئی چیز شان وعزت و ایمان میں بڑھ کر
[illegible]

(۷۱)

[illegible] حضرت مقبوض ہوئے ملک الموت طرف آسمان
[illegible] میں نے آسمان سے یہ آواز سنی یا مُحَمَّدَاہ کُلُّ
[illegible] ھذہ المُصِیْبَۃُ' (ایضاً ص۱۱۳)

(۷۲)

[illegible] نے قبر مبارک کی مٹی لیکر اور سونگھ کر کہا

[illegible] علی من شم تربۃ احمد
[illegible] لا یشم مدی الزمان غوالیا
[illegible] علی مصائب لوانھا
[illegible] علی الایام صرن لیالیا

(ایضاً ص۱۱۴)

(۷۳)

[illegible]) آنحضرت مستحب و مندوب ہے اوکد مستحبات

وافضل قربات اور قریب واجب کے ہے' حق میں صاحب سنت
کے اتفق' اس میں کسی شخص کا اختلاف نہیں ہے" (ایضاً ص ۱۱۵)

خدارا ذرا غور کیجئے

حضرت نواب صدیق حسن خان جماعت اہل حدیث کے
شخصیت ہیں جنہوں نے اس فرقہ کی اس وقت خدمت کی جب وہ
سفر تیار کر رہا تھا' ۱۸۷۱ء میں حکومت برطانیہ کے کہنے پر ملکہ بھوپال
بیگم کے ساتھ نکاح کیا' جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے' یہ امر باطلاع
عالیہ وحسب مرضی سرکار انگلشیہ ظہور میں آیا" (ترجمان وہابیہ ص ۲۸)
نکاح کے بعد قبلہ نواب والا جاہ نے زندگی کے خوب مزے لوٹے۔
"چوبیس ہزار روپیہ سالانہ اور خطاب معتمد المہامی" سے سرفرازی حاصل
(ایضاً ص ۲۸) انہوں نے تمام امت مسلمہ سے کٹ کر نئے فرقے
سرپرستی انگریزوں کے فرمان کے مطابق فرمائی۔ جیسا کہ اس کا اعتراف
کرتے ہیں "اور یہ آزادگی ہماری مذاہب مروجہ جدیدہ سے عین مراد
انگلشیہ ہے" (ایضاً ص ۳۰)

انہوں نے ائمہ اربعہ کے اقوال کو ٹھکرا کر قاضی شوکانی' ابن قیم اور ان
کے شیخ ابن تیمیہ کے افکار کو شدت سے اختیار کیا۔ ہندوستان میں امت مسلمہ
کو فرقہ فرقہ کرنے کا یہ انتہائی اقدام تھا' آپ انگریزوں کے ازحد وفادار
جیسا کہ فرماتے ہیں

"دیگر حکام عالی منزلت' یعنی کار پردازان دولت انگلشیہ کو چونکہ تجربہ اس

خیر خواہی اور وفاداری کا عموماً اور اس بے صولت و دولت کا خصوصاً
اس لئے تہمت ان (مخالفین نواب صاحب) کی پایہ ثبوت کو نہ
(ایضاً ص ۲۹)

آپ نے ہمیشہ انگریزوں کے خلاف جہاد کو گناہ کبیرہ قرار دیا' فرمایا:
"اب یہ ملک دار السلام ہو تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنی بلکہ عزم جہاد
ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے" (ایضاً ص ۱۵)
انہوں نے ۱۸۵۷ء کے مجاہدین کے جہاد پر گناہ کبیرہ کا فتویٰ صادر کیا'
غیرت مندانہ تحریک آزادی کو دیگر زعماء غیر مقلدین' علماء دیوبند اور
کی طرح "غدر" کا نام دیا' فرماتے ہیں
"جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد
وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے' نہ متبعان حدیث نبوی"
(ایضاً ص ۳۰) ان کی نظر میں انگریزوں کے خلاف جہاد نہیں تھا بلکہ فساد تھا'
ان پر دور ابتلا بھی آیا مگر آخری عمر میں انگریز پھر اس ذات شریف پر
ہو گئے' اور انہوں نے حکم جاری کیا کہ انہیں نوابوں والی شان و شوکت
ساتھ دفن کیا جائے" (نزہۃ الخواطر جلد ۸ ص ۱۹۱)
اب خدارا ذرا غور کیجئے کہ نواب صاحب نے کس طرح دولت بھوپال
برکت سے "غیر مقلدیت کو" عام کیا' کتابیں لکھیں' پھیلائیں لہذا موجودہ
مقلدین کو ان کے احسانات یاد رکھنے چاہیں اور ان کی ان باتوں پر ضرور
غور کرنا چاہیے جو "الشمامۃ العنبریہ" کی زینت بنیں' یاد رہے کہ یہ کتاب
۱۳۰۷ء میں لکھی اور ان کی وفات کی تاریخ ۱۹ جمادی الآخری ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء

ہے' گویا یہ آخری عمر کی تصنیف ہے' اس لئے بہت معتبر ہے اور
سے انکار جوع ثابت نہیں ہوا لہٰذا انکار کی گنجائش ہرگز نہیں
اقتباسات کو درست مان لیجئے یا نواب صاحب جیسے محسن کو کافر
دیجئے' یہ فیصلہ کرنا آپ کے ہاتھ میں ہے'

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

(۴) کتاب حسن العزیز کا مطالعہ

یہ کتاب علماء دیوبند کے سرخیل مولانا عزیز الحسن کی تصنیف ہے
شریف کی مطبوعہ ہے جس میں انہوں نے اپنے حکیم الامت مولانا اشرف
تھانوی کے ملفوظات و تعلیمات کو بیان کیا ہے' چند حوالہ جات پیش
ہیں' غور کرنا آپ کا کام ہے' کریں اور کسی فیصلہ پر پہنچیں کیونکہ موت کی
خبر کب آجائے اور بعد میں انحراف حق کی وجہ سے ہمیشہ کا پچھتاوا نصیب
جائے۔

(۱)

"(حکیم الامت اشرف علی تھانوی کا ارشاد) صحبت اولیاء میں
خاص بات قلب میں ایسی پیدا ہوتی ہے خروج عن الاسلام کا احتمال نہیں
خواہ گناہ اور فسق و فجور بھی کچھ اس سے وقوع میں آویں' لیکن ایسا نہیں
کہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاوے' مردودیت تک کبھی نوبت نہیں
برخلاف اس کے ہزار برس کی عبادت میں بھی بذاتہ یہ اثر نہیں کہ وہ کسی
مردودیت سے محفوظ رکھ سکے چنانچہ شیطان نے لاکھوں برس عبادت کی

مردودیت سے نہ روک سکی یہی معنی ہیں اس شعر کے

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ظاہر ہے کہ ایسی چیز مردودیت سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے
سال کی اس عبادت سے بڑھ کر ہے جس میں یہ اثر نہ ہو" (حسن
ص ۱۵)

جناب کچھ کچھ شریف میں آیا کہ ہم لوگ علی پور شریف' شرقپور
اور بزرگوں کے آستانوں پر کیوں جاتے ہیں۔ اس لئے جاتے ہیں
کی صحبت اور سنگت کی وجہ سے اسلام کے دائرہ میں رہیں' ایمان کے
میں رہیں' ہمارا ایک لمحہ ہزاروں سال کی عبادت کے اثر سے زیادہ اثر
کرے اور ہم مردود ہونے سے بچ جائیں' ہماری یہ باتیں آپ کی
کی نیند حرام کر دیتی ہیں لیکن بالآخر آپ کے حکیم الامت نے بھی آپ
نہ دیا۔ وہ اعلان کر گئے کہ اللہ والوں کے پاس جانے والے مردود
ہوتے' محمود ہوتے ہیں

(۲)

"بدون محبت شیخ کے اگر کوئی لاکھ تسبیحیں پڑھتا رہے کچھ نفع نہیں' احقر
عرض کیا کہ حضرت خود ذکر اللہ میں یہ صفت ہونی چاہیے تھی کہ وہ خود کافی
جایا کرتا۔ محبت شیخ کی کیوں قید ہے۔ فرمایا کہ کام جب بنا دے گا ذکر اللہ
بنا دے گا لیکن عادت اللہ یہ جاری ہے کہ بدون شیخ کی محبت کے نرا ذکر
بنانے کیلئے کافی نہیں۔ اس کے لئے محبت شیخ شرط ہے' جس طرح کہ

کاٹ جب کرے گی تلوار ہی کرے گی لیکن شرط ہے کہ وہ کسی کے
ورنہ اکیلی تلوار کچھ نہیں کر سکتی' گو کاٹ جب ہو گا'' (حسن العزیز ص

جب ہمارے نعت خواں حضرات یہ شعر پڑھتے ہیں۔

اللہ اللہ کئے جانے سے نہ اللہ ملے
اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

تو ''مفتیان کرام'' کا حلیہ دیکھنے والا ہوتا ہے۔ لیجئے ان
الامت نے بھی گویا اس شعر کی تصدیق کر دی کہ ذکر اللہ' اہل اللہ کے
نہیں۔ اللہ والوں کی نسبت ضروری ہے۔ اب ان کا فرض ہے کہ
کہنے کی بجائے پہلے مولانا اشرف علی اور مولانا عزیز الحسن کے بارے میں
فیصلہ کریں' دیکھا

فیصلے تیری محبت کے کہاں تک پہنچے

(۳)

''مجھے جب بھی توفیق ہوتی ہے یہ درود شریف پڑھتا ہوں' اللھم صل
علی سیدنا و مولینا محمد و علی آل سیدنا ومولینا محمد
بارک وسلم' کیونکہ یہ باوجود اختصار صلوۃ و سلام و برکت
شامل ہے'' (ایضاً ص ۷)

معلوم ہوا کہ درود ابراہیمی کے علاوہ اور بھی درود ہیں جن میں
بھی ہوتی ہے۔ صلوۃ وسلام کا حق بھی ادا ہوتا ہے' لیکن ان حضرات کی
دھری کہ ''درود ابراہیمی'' ہی پڑھنا چاہیے' اس کی زد میں حکیم الامت بھی
رہے ہیں' اب دیکھئے ان پر کیا فتویٰ لگتا ہے' ان سے چشم پوشی ہو جاتی

ہیں' ویسے چشم پوشی کا گمان غالب ہے' ویسے یہ حضرات اپنے
اور درود کے بارے میں بہت فراخدل ہیں۔ مثلاً ان کا کوئی مرید
''لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ'' بھی پڑھتا ہے تو بیداری
خواب کا ذکر کرے تو بھی شیخ کامل اشرف علی صاحب اس کو
نہیں دیتے' بلکہ امید بندھاتے ہیں' اور اسے محبّ صادق کی
دیتے ہیں' دیکھئے (رسالہ الامداد)

اس طرح درود بھی اس خاندان سے مروی ہے' نجانے ان خرافات کا
کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ چونکہ گھر کی بات ہے اس لئے ہر طرح
'' کے باوجود قابل قبول ہے۔

(۵) کتاب رحمۃ للعالمین کا مطالعہ

یہ کتاب علماء دیوبند کے منظور نظر عالم مولانا عابد میاں دیوبندی نے تحریر
کو دیوبندی اکابر مولانا انور شاہ کشمیری' مولانا کفایت دہلوی' مولانا
مفتی عبدالشکور لکھنوی' مولوی محمد عبدالعلی' مولوی اعزاز علی وغیرہ
اپنی تقاریظ سے مزین فرمایا اور کتاب کی صحت وحقانیت کو تسلیم کیا
کتاب مطالعہ کے قابل ہے۔ اس کتاب میں دیکھئے اہل سنت و جماعت
کتنے پرزور طریقے سے ہو رہی ہے۔

(۱)

''آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک ایسا نورانی تھا کہ جس وقت آپ دھوپ
چاندنی میں آمد و رفت فرماتے تو مطلقاً سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا'' (رحمۃ
للعالمین ص ۵۳)

(۲)

''دنیا اور مافیہا کو آپ کی ذات بابرکات پر حق تعالیٰ نے کھول
فرمایا اور آپ نے بعض حالات کی اپنے یاروں کو پیشن گوئی بھی
(ایضاً ص ۵۳)

(۳)

''حوض کوثر قیامت کے دن آپ ہی کی ملکیت ہوگی'' (ایضاً ص

(۴)

''آپ اندھیروں میں ویسے ہی دیکھتے تھے جیسا کہ اجالوں میں'' (ایضاً ص

(۵)

''جمائی جو حرکت شیطان ہے وہ آپ کو کبھی نہ آئی'' (ایضاً ص

(۶)

''آپ کے بدن اطہر پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی'' (ایضاً ص ۵۷)

(۷)

''جناب رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیشاب و پا
محدثین اور فقہا نے پاک اور خوشبودار لکھا ہے'' (ایضاً ص ۴۰۸)

(۸)

(حضور ﷺ) ''پاک اور صاف' مختون اور ناف بریدہ پیدا
(ایضاً ص ۴۱۱)

(۹)

''جنت کی حوریں (حضور کی) دایہ بن کر آئیں'' (ایضاً ص ۴۱۱)

(۱۰)

''آپ کے جسم اطہر کی خوشبو اور نور سے تمام عالم منور اور معطر ہوگیا''
(ایضاً ص ۴۱۱)

(۱۱)

''پسینہ ایسا خوشبودار کہ ایک دلہن کے لگایا' پشتوں تک خوشبو رہی اور وہ
گھر اور وہ خاندان بیت العطار کہلایا'' (ایضاً ص ۴۱۲)

(۱۲)

''آپ کے موئے مبارک جس بیمار کو دھو کر پلائے شفاء ہوگئی'' (ایضاً
ص ۴۱۲)

(۱۳)

''آپ آگے اور پیچھے یکساں دیکھتے' سوتے جاگتے یکساں تھے' آپ کا
سونا جاگنے کے برابر تھا' آپ کا وضو سونے سے نہیں جاتا تھا'' (ایضاً ص ۴۱۲)

(۱۴)

''آپ کی آواز قریب اور بعید کو یکساں تھی'' (ایضاً ص ۴۱۲)

(۱۵)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے کھاری کنویں میں آپ کے
تھوکتے ہی میٹھا پانی بن گیا۔ جس بچے کے منہ میں تھوک دیا' دن بھر دودھ نہ
مانگا'' (ایضاً ص ۴۱۲)

(۱۶)

''جس نے آپ سے مصافحہ کیا اس کے ہاتھوں میں خوشبو بس گئی''

(ایضاً)

(۱۷)

"سورج آپ کی خاطر لوٹ آیا" (ص ۲۱۴)

مولانا عابد میاں صاحب نے اس کتاب میں حضور [illegible] ارہاصات و معجزات کا ذکر کیا ہے' مثلاً سعدیہ حلیمہ کی سواری [illegible] سواری نے حضور کو سجدہ کیا' کاہن نے حضور کی رسالت [illegible] فرشتوں نے حضور کا جھولا ہلایا' حضور کی خوشبو سے حلیمہ [illegible] ہوگیا' حضور کی برکت سے اونٹنی فربہ ہوگئی۔ حلیمہ کو [illegible] آوازیں آئیں' وہ سب کچھ بڑی تفصیل سے بیان کیا' [illegible] دیوبندی حضرات موضوع روایات قرار دیتے ہیں' مولانا عابد [illegible] نے حضور کے میلاد کی رات کو قدر کی رات سے افضل قرار [illegible] متعدد وجوہات بیان کی ہیں۔

(۶) کتاب سیرت المصطفیٰ کا مطالعہ

یہ کتاب غیر مقلدین کے سرخیل اعظم اور استاد کل [illegible] سیالکوٹی نے رقم فرمائی مولانا میر امام الوہابیہ امرتسری کے [illegible] غیر مقلدین کے اس امام کی کتاب بہت سے متنازعہ مسائل [illegible] ہے' ہم تو یہی عرض کرتے ہیں کہ خدارا' ہماری نہ مانیں اپنے [illegible] کر اپنے دل و دماغ میں روشنی کو داخل ہونے دیں' حضور پر نور [illegible] کو ماننا ہی ایمان ہے۔ مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی کو اللہ کریم [illegible]

[illegible] حضور پر نور ﷺ کے آبا و اجداد کے بارے میں وہابیہ کی [illegible] چند اقتباسات نوٹ فرمائیں۔

(۱)

[illegible] موحدین کا ذکر کرنے کے بعد رقم طراز ہیں) "جب ان افراد [illegible] نسب نبوی سے نہیں ہیں تو خاص اس عمود کے افراد جن [illegible] پیدا ہونے والی ہو جو یزکیھم کا تاج پہن کر تخت نبوت پر [illegible] پشت در پشت ابا عن جد شرک و بت پرستی کی آلودگی [illegible] یقین جانئے کہ وہ قدرت کے ارادہ ازلی اور تصرف [illegible] اخلاقی، اعتقادی آلودگی سے محفوظ رکھے گئے تھے' کیونکہ [illegible] منتقل ہوتے سرور کائنات فخر موجودات' حضرت عبداللہ کی [illegible] کے پاک شکم میں آنے والے تھے"

(۲)

[illegible] کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے قمر البطحا کہتے تھے' ان کا [illegible] آپ بتوں کو بہت برا جانتے تھے' اور آپ پر آنحضرت [illegible]" (جلد ۲ ص ۳۱۴)

(۳)

[illegible] نے (حضرت ہاشم) کو بھی موحدین و حکام عرب کی [illegible]" (جلد ۱ ص ۳۵۳)

(۴)

([illegible] عبدالمطلب) موحد و خدا پرست تھے' روز جزا اور قیامت کے

قائل تھے مستجاب الدعوات اور صاحب یمن و برکت تھے [illegible]
کے وقت خانہ کعبہ میں جا کر خالصتاً خدا تعالیٰ سے دعا مانگی [illegible]
نہیں کی۔ اپنے لاڈلے بیٹے عبداللہ کے عوض سو اونٹ [illegible]
قربان کئے' اسی طرح صغیر سنی میں آنحضرت ﷺ کے [illegible]
میں جا کر خدا تعالیٰ سے دعائیں کیں' اور پالینے پر [illegible]
اونٹ صدقہ میں دیئے۔ اور اس سے پیشتر آپ کے [illegible]
کا شکر کیا' یہ سب امور ان کی توحید پرستی کے دلائل ہیں [illegible]
اللہ علیہ نے ان کو بھی حکام وموحدین عرب میں شمار کیا ہے۔

(۵)

"(حضرت عبدالمطلب) سے تو خوشبودار کستوری کی [illegible]

(جلد ۲ ص ۳۱۲)

(۶)

"آنحضرت ﷺ کے والد ماجد پاک دامنی اور [illegible]
اسلاف کی صحیح یادگار تھے'......... اسی طرح آپ کی والدہ [illegible]
خاتون کے متعلق بھی گزر چکا ہے کہ آپ عفت وحیا کی [illegible]
پس سوچنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ کے والدین کے حق [illegible]
بخشش بے معنی نہیں تھی اس میں سر قدرت یہی تھا کہ ان کی [illegible]
پاک شکم سے سید اولاد آدم علیہ السلام ہونے والا تھا۔ اگر [illegible]
کے ہوتے ہوئے ان کے دل اور اعمال نجاست شرک [illegible]
ہوں تو واللہ یہ جوڑ موزوں نہیں ہوگا" (ایضاً)

[illegible] سیالکوٹی صاحب نے حضور کے ابوین کریمین اور اجداد
[illegible] اسلام پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب بھی دیا
[illegible] ان حقائق کے باوجود خاندان رسالت کے گستاخوں کو خدا
[illegible] کی بات ہے کہ ایک غیر مقلد مولوی سعید نے حضور
[illegible] کے ایمان پر اعتراض کیا اور گستاخانہ جملوں سے اہل اسلام
[illegible] کے ایمان آزمائے۔ مسلمان مشتعل ہوگئے' مولوی مذکور پر
[illegible] بھی گیا' قدرت کی طرف سے اس کو یہ ہولناک سزا
[illegible] بالکل غائب ہوگئی۔ گویا قدرت نے فیصلہ فرما دیا کہ
[illegible] محبوب کریم کے خلاف ہرزہ سرائی کا گند اچھالتا ہے اس پر ان
[illegible] دیا جائے۔ یہ واقعہ اخبارات میں تفصیل سے لکھا گیا
[illegible] مصطفےٰ گوجرانوالہ بابت ماہ ستمبر ۲۰۰۱ء میں اخبارات کے
[illegible] گئے ہیں' گوجرانوالہ سے اشتہارات کے ذریعے بھی
[illegible] کیا ہے تاکہ گستاخوں کے انجام سے لوگ عبرت

[illegible] دیتے ہیں کہ جب آپ کے اکابر نے بھی حضور کے
[illegible] کے بارے میں مثبت فکر کا اظہار کیا ہے' نیز ان کے اصلاب
[illegible] مصطفےٰ کو تسلیم کیا ہے' زمانے میں ان کی برکات و
[illegible] تو آپ لوگ کیوں اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں'
[illegible] اس کے بارے میں خیالات کی دنیا محبت سے لبریز ہوتی

در دل مسلم مقام مصطفےٰ است
آبروئے ما ز نام مصطفےٰ است

باب چہار دہم

خلفاء ثلاثہ کی عظمت

خلفاء ثلاثہ کی عظمت

اس باب میں ہمارا روئے سخن شیعہ حضرات کی [illegible]
حضرات خلفاء ثلاثہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ حضرت [illegible]
سیدنا عثمان غنی کی عظمت و خلافت کا انکار کرتے ہیں۔ [illegible]
کتابوں میں ان کے علما اور متفقہ شخصیات امامان اہل [illegible]
موجود ہیں' چند کارآمد حوالے پیش خدمت ہیں۔

عظمت صدیق اکبر

خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کی عظمت [illegible]
تابناک ہے کہ لاکھ مخالفت کے باوجود مخالفین کو بھی انکار کی [illegible]
حقیقت کا نظارہ کیجئے۔

علامہ ابن الحسن طبرسی کا فیصلہ

علامہ ابن الحسن طبرسی شیعی مورخ و مفسر نے فرمایا ہے۔

☆ ''ابوالقاسم بلخی نے ذکر کیا کہ غزوہ احد کے دن [illegible]
علیہ وسلم کے ساتھ صرف تیرہ آدمی باقی رہے۔ پانچ کا تعلق [illegible]
آٹھ کا تعلق انصار سے تھا' مہاجرین کے پانچ یہ تھے: علی [illegible]

[illegible] وقاص''۔ (مجمع البیان جلد ۱ جز ۴ ص ۵۳۴)

[illegible] فضیلت والے اور مالی وسعت والے لوگ اس بات
[illegible] وہ اپنے قریبوں' مسکینوں اور مہاجروں کی امداد نہ کریں
[illegible] قول لایاتل اولوالفضل منکم ابوبکر اور مسطح بن اثاثہ

[illegible] (ایضاً جلد ۴ جز ۷ ص ۱۳۲)

[illegible] دیا اور متقی رہا اور اچھی باتوں کی تصدیق کی تو بہت
[illegible] توفیق دیں گے' ابن زبیر سے روایت ہے کہ فاما من
[illegible] ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی' آپ نے بہت سے
[illegible] ہوگئے تھے' جیسا کہ بلال' عامر بن فہیرہؓ اور ابوبکر نے

[illegible] (ایضاً جلد ۵ جز ۱۰ ص ۵۰۱)

[illegible] یقرض اللہ قرضاً حسناً' کون ہے جو اللہ کو قرض
[illegible] ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی' ایک یہودی فنحاص بن
[illegible] کا مطلب یہ ہے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں' اگر وہ
[illegible] قرض کیوں طلب کرتا' فغضب ابوبکرٍ وضرب
[illegible] میں آکر اس گستاخ کے منہ پر تھپڑ رسید کردیا' (ایضاً

[illegible] کہا کہ اے محمد آپ اپنی قوم کی جڑ کاٹ دیں گے......
[illegible] آکر کہا تو لات کی شرمگاہ چوم' کیا ہم حضور کو چھوڑ
[illegible] پوچھا یہ مجھے گالی دینے والا کون ہے؟ کہا' ابوبکرؓ اس نے
[illegible] ابوبکر کے احسان کے بوجھ تلے نہ دبا ہوتا تو ضرور اسے

گالی کی سزا دیتا" (ایضاً جلد ۵ جز ۹ ص ۱۱۷)

☆ "حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے مسلمان [illegible]
ہیں" (ایضاً جلد ۳ ص ۶۵)

علامہ ابوالحسن علی ابن ابراہیم قمی کا فیصلہ

مفسر شیعہ علامہ ابوالحسن علی بن ابراہیم قمی کا ارشاد ہے۔

☆ "حضرت علی اٹھے اور نماز کی تیاری کر کے [illegible] کے پیچھے نماز پڑھی" (تفسیر قمی ص ۵۰۳)

☆ "غار ثور میں حضورؐ نے ابوبکر کی آنکھوں پر [illegible] جعفر طیار کی کشتی اور انصار نظر آ گئے اس کے بعد حضور [illegible] ہے" (تفسیر قمی ۳۶۶)

مرزا محمد تقی سپہر کا فیصلہ

شیعہ مورخ لسان الملک مرزا محمد تقی سپہر کا ارشاد ہے۔

☆ "جب ابوبکر و عمر نے تقویٰ سے کام لیا [illegible] تکلیف وہ چیزوں کو پسند کرنے لگے لوگوں پر مال غنیمت [illegible] دولت سے دور ہو گئے اس لئے لوگوں کا شبہ تھا تو وہ [illegible] لگے کہ اگر انہوں نے نفسانی خواہشوں سے نفس کی مخالفت [illegible] دولت سے بہرہ مند کیوں نہ ہوتے کوئی بھی دانش مند [illegible] مخالفت کرتا اور دین ضائع کرتا ہے تو دنیوی زندگی کو [illegible] جب ابوبکر و عمر نے دنیا سے ہی ہاتھ اٹھا لیا تو یہ کیسے کیا [illegible]

[illegible] کی" (ناسخ التواریخ جلد ۳ ص ۴۷)

شیخ ابراہیم حسین انبلی کا فیصلہ

[illegible] شیخ ابراہیم انبلی کا ارشاد ہے۔

"[illegible] کے نزدیک صحیح یہ ہے اور یہی اکثر کا قول اور مشہور ہے کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی آخری نماز نہ تھی اور یقیناً ابوبکر [illegible] کی نمازیں لوگوں کو پڑھائیں پھر حضور کا وصال ہو گیا"

([illegible])

علامہ محمد بن خاوند شاہ کا فیصلہ

[illegible] کے مستند عالم علامہ محمد بن خاوند شاہ کا ارشاد ہے۔

"[illegible] اسلام والے ابوبکر کے دل پر اللہ کی عنایتوں کا آفتاب جلوہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جس کو بھی اسلام کی [illegible] اسے فوری طور پر قبول کرنے میں تردد کیا اور غور کیا مگر [illegible] نے اسلام قبول کرنے میں کسی تردد کا اظہار نہ کیا۔ ابوبکر [illegible] اچھی خصلتوں اور عمدہ صفتوں کی وجہ سے عوام میں [illegible] میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ قریش کو ان سے بہت [illegible] کو غنیمت جانتے تھے بڑے اہم کاموں میں ان کی [illegible] اور ان کے روشن فکر سے مدد لیا کرتے تھے انہیں علم [illegible] حاصل تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں [illegible] اسلام کی دعوت دی وہ واضح نشانات کے ساتھ حضورؐ کے

ارشادات لوگوں تک پہنچائے' یہاں تک کہ قریش کے [illegible]
سے اسلام کے دامن میں آ گئے' یعنی عثمان بن عفان' طلحہ [illegible]
العوام' سعد بن العوام' سعد بن ابی وقاص' عبدالرحمٰن بن عوف [illegible]

(الصفاء جلد ۲ ص ۷۷)

☆ ''حضرت عمرو بن العاص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کس کو زیادہ محبوب رکھتے ہیں' فرمایا عائشہ کو' عرض کیا مردوں میں [illegible]
باپ ابوبکر' پھر عرض کیا ان کے بعد کس کا مقام ہے' فرمایا عمر [illegible]

(روضۃ الصفاء جلد ۲ ص ۳۸۰)

شیخ ابوالحسن علی بن حسین مسعودی کا فیصلہ

مشہور شیعہ مورخ ابوالحسن علی مسعودی نے لکھا ہے۔

☆ ''امیر معاویہ نے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباس [illegible]
کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ فرمایا' اللہ رحم کرے ابوبکر پر [illegible]
قرآن پڑھنے والے' منکرات سے روکنے والے' اپنے گناہوں [illegible]
والے' اللہ سے ڈرنے والے' شبہات سے منع کرنیوالے' معروف [illegible]
رات کو جاگنے والے' دن کو روزہ رکھنے والے' تقویٰ میں اپنا [illegible]
رکھنے والے' زہد اور عفت کے سردار تھے' جس نے ابوبکر پر اعتراض [illegible]
پر اپنا غضب نازل فرمائے' (مروج الذہب جلد ۳ ص ۵۵)

مفسر فیض کاشانی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مشہور مفسر فیض کاشانی نے تسلیم کیا [illegible]

[illegible] حضرت حفصہ سے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر کو خلافت ملے گی'
[illegible] اللہ عمر کو خلافت ملے گی' انہوں نے عرض کیا حضور آپ
[illegible] فرمایا اللہ علیم و خبیر نے (تفسیر صافی جلد ۲ ص ۷۱۶)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

[illegible] اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے مبارک فیصلے نقل کرتے
[illegible] سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' کی شان و عظمت مزید
[illegible] اور بند آنکھوں کو نور کی کرن نصیب ہو جائے۔

حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

[illegible] حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔
[illegible] اسلام کے اعتبار سے سب سے افضل اور اللہ اور اسکے رسول کی
[illegible] سے بہتر خلیفہ ابوبکر صدیق تھے اور ان کے خلیفہ عمر فاروق
[illegible] اسلام میں ان دونوں کا عظیم رتبہ ہے۔ انکے وصال کے
[illegible] وہ وقت آیا' اللہ ان دونوں پر رحم فرمائے' اور انہیں انکے
[illegible] عطاء فرمائے' (ابن میثم شرح نہج البلاغۃ جلد ۴ ص ۳۶۲)
[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا اور
[illegible] خلیفہ بنایا' یہ دونوں سیرت و کردار میں بلند پایہ انسان تھے'
[illegible] خوب انصاف کیا' ہمیں ان دونوں سے یہ شکایت تھی کہ
[illegible] خلیفہ بن گئے لیکن ہم نے ان کی اس غلطی کو معاف

([illegible] ص ۱۲۹)

☆ ''ابوبکر و عمر عادل اور منصف امام تھے' دونوں حق پر [illegible]
کا حق پر وصال ہوا قیامت کے روز ان دونوں پر اللہ کی [illegible]
(احقاق حق ص ۱۶)

☆ ''تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گواہ [illegible]
نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا ہے'' (تفسیر صافی جلد ۲ ص ۵۹۱)

حضرت حسن مجتبےٰ کا فیصلہ

عکس رسول جگر گوشہ بتول حضرت سیدنا حسن المجتبیٰ [illegible]
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ' کو لکھا۔

☆ ''میں مسلمانوں کی ولایت تمہیں اس شرط پر [illegible]
کی کتاب' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفائے [illegible]
کے مطابق عمل کرو گے'' (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد ۱ ص [illegible])

حضرت زین العابدین کا فیصلہ

امام برحق سیدنا حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ [illegible]
وفد آیا اور اس نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی [illegible]
الفاظ ادا کئے' آپ نے فرمایا'' میرے سامنے سے [illegible]
اس بدکلامی کی سزا دے'' (جلاء العیون جلد ۱ ص ۲۹۳)

حضرت امام حسن عسکری کا فیصلہ

امام برحق سیدنا حضرت حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے [illegible]

[illegible] کی رات جبرئیل نے آپ کو اللہ کا پیغام پہنچایا کہ آپ
[illegible] لیں' کیونکہ اس نے آپ سے محبت کی ہے' آپ کی
[illegible] آپ کا بوجھ اٹھایا ہے۔ اور آپ کے ساتھ معاہدوں میں
[illegible] میں آپ کا رفیق ہوگا'' (تفسیر حسن عسکری ص ۲۳۱)

حضرت امام محمد باقر کا فیصلہ

[illegible] سیدنا محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔
[illegible] اچھے ہیں صدیق ہیں' صدیق ہیں' صدیق ہیں' جو
[illegible] خدا دنیا و آخرت میں انکی تصدیق نہ فرمائے'' (کشف

حضرت امام جعفر صادق کا فیصلہ

[illegible] جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ صدیق نے
[illegible]

عظمت فاروق اعظم

[illegible] فاروق اعظم پر شیعہ حضرات کے حوالہ جات بیان
[illegible]

علامہ محمد بن خاوند شاہ کا فیصلہ

[illegible] مایہ ناز مورخ علامہ محمد بن خاوند شاہ حضرت فاروق
[illegible] قبول ایمان کا واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ لکھنے کے بعد

لکھتے ہیں۔

☆ ''کافر حضرت عمر کی طرف متوجہ ہوئے' حضرت عمر [illegible]
کعبہ کے اردگرد سے بھگا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام [illegible]
شریف میں آئے اور باجماعت نماز ادا کی' اور یہ آیت [illegible]
حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین' نازل ہوئی [illegible]
ملت اسلامیہ کو ان کے ایمان لانے سے بہت تقویت ہوئی اور [illegible]
کی موافقت کی وجہ سے مضبوط دل ہو گئے اور غالب آ گئے [illegible]
[illegible] ص ۲۸۲)

مرزا محمد رفیع مشہدی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مشہور مورخ و شاعر حضرت [illegible]
کے قبول ایمان کا واقعہ منظوم لکھتے ہیں' چند اشعار ملاحظہ [illegible]

چو درباز کردند بروئے او — درآمد عمر [illegible]
گرفتش بہر سرور انبیاء — نشاندش [illegible]
بگفتند اصحاب ہم تہنیت — وزاں [illegible]
پس اصحاب دیں راشد ایں مدعا — کہ از [illegible]
بسوئے حرم آشکارا روند — نماز [illegible]
رسید ایں سخن چوں بعرض رسولؐ — زخیر [illegible]

علامہ عبدالحمید المعروف ابن حدید کا [illegible]

شیعہ حضرات کے مشہور علامہ ابن حدید نے تسلیم [illegible]

[illegible] عمر بن خطاب برہنہ تلوار لئے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عمر ہے' اے اللہ! عمر کے ذریعہ اسلام
[illegible] عمر نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
[illegible] اللہ کے رسول ہیں۔ وہاں موجود تمام لوگوں نے نعرہ تکبیر
[illegible] موجود مشرکین نے سنا'' (شرح ابن حدید جلد ۳ ص ۱۲۳)

حضرت عمر [illegible] ہو کر بیہوش ہو گئے' کسی نے کہا نماز' آپ کو ہوش
[illegible] فرمایا اللہ کی قسم میں نماز کو نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ جس نے
[illegible] اسلام میں کوئی حصہ نہیں' آپ نے نماز پڑھی اور زخموں سے
[illegible] ۳ ص ۱۲۶)

علامہ ابن داؤد دینوری کا فیصلہ

[illegible] علامہ ابن داؤد دینوری لکھتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بارہ رجب بروز پیر ۲۶ھ کو کوفہ میں
[illegible] آپ سے عرض کیا گیا کہ قصر امارت میں ٹھہریں' آپ نے
[illegible] ایک جگہ میں حضرت عمر ٹھہرنا پسند نہیں فرماتے تھے' اس
[illegible] میں قیام کروں گا'' (الاخبار الطوال ص ۱۵۶)

علامہ ابن شہر آشوب کا فیصلہ

[illegible] کے مستند مورخ ابن شہر آشوب نے تسلیم کیا ہے۔

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک سے فرمایا کہ تیری کیا
[illegible] تجھے میرے بعد کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے' لہذا جب

زبان میری ہے بات ان کی

ایران فتح ہوا تو عمر فاروق نے سراقہ بن مالک کو طلب کیا اور [illegible]
علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری کرتے ہوئے ہوئے سراقہ کے [illegible]
پہنا دیئے۔" (مناقب ابن شہر آشوب جلد ۱ ص ۱۰۹)

مفسر فیض کاشانی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مشہور مفسر فیض کاشانی نے آیت [illegible]
المومنون بنصر اللہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔

☆ "جب مسلمانوں نے فارس کی لڑائی لڑی تو اس [illegible]
اللہ تعالیٰ کی مدد پر بہت خوش ہوئے۔ بیشک فارس پر حضرت [illegible]
مومنوں کو غلبہ نصیب ہوا" (تفسیر صافی جلد ۲ ص ۲۹۵)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اس موضوع پر اب ہم ان متفقہ شخصیات کے فیصلے [illegible]
فریقین کے نزدیک نہایت قابل احترام ہیں۔

حضرت علی المرتضےٰ کا فیصلہ

امیر المومنین حضرت علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا [illegible]

☆ "عمر فاروق' حضرت ابوبکر صدیق کے بعد خلیفہ [illegible]
مستحکم کیا اور سب پر تسلط حاصل کرلیا۔ یہاں تک کہ اسلام [illegible]
طرح کہ اونٹ آرام کے وقت گردن زمین پر رکھ دیتا ہے" [illegible]
البلاغہ ص ۳۰۰)

☆ "میرے نزدیک کوئی عمل اس سے زیادہ پسندیدہ [illegible]

[illegible] کروں تو اس کفن پوش (عمر) کے اعمال نامے کے ساتھ
[illegible] ص ۳۱۱)

[illegible] نے حضرت ابوبکر و عمر کو گالی دی' حضرت علیؓ نے اس کو
[illegible] کے بعد اسے سزا دی گئی" (کشف الغمہ)

[illegible] پاس کوئی آدمی آئے اور مجھے ابوبکر و عمر سے افضل
[illegible] مفتری کی حد کے مطابق درے ماروں گا" (رجال کشی ص

[illegible] ابوبکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور انکا بغض کفر ہے" (رجال

[illegible] فلاں شخص (عمر) کے شہروں میں برکت دے' جس نے
[illegible] کو راہ راست پر لائے' بیماری کا علاج کیا' شہر والوں کو
[illegible] کو جاری کیا" (فیض الاسلام جلد ۲ ص ۷۱)

حضرت امام محمد باقر کا فیصلہ

[illegible] حضرت سیدنا محمد باقر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔
[illegible] کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں لیکن ابوبکر' عمر سے افضل ہیں"

[illegible] کیا ابوبکر و عمر نے آپکے حقوق میں ظلم کیا ہے؟)
[illegible] اللہ کی قسم جس نے اپنے رسول پر کتاب نازل فرمائی'
[illegible] حقوق کے متعلق ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ظلم

نہیں کیا'' عرض کیا گیا کہ ان سے محبت رکھنی چاہیے' فرمایا ''ہاں! تم ان سے دنیا و آخرت میں محبت کرو'' (شرح ابن حدید)

عظمت عثمان غنی

اب ذیل میں عظمت عثمان غنی پر شیعہ حضرات کے حوالہ جات بیان کیے جاتے ہیں۔

مجتہد علی نقی کا فیصلہ

شارح نہج البلاغہ مجتہد علی نقی نے لکھا ہے۔

☆ ''حضرت عثمان قرابت کے اعتبار سے حضرت ابوبکر و عمر کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں۔ پھر انہوں نے داماد رسول ہونے کے حوالے سے وہ مرتبہ حاصل کیا جو ابوبکر و عمر کو نہ مل سکا' حضرت عثمان کی حضرت رقیہ و ام کلثوم سے شادی کی جو مشہور روایات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں تھیں' پہلے حضرت رقیہ سے شادی فرمائی' انکے انتقال کے بعد حضرت ام کلثوم سے انکا نکاح ہوا'' (فیض الاسلام جلد۳ ص ۵۱۹)

مرزا محمد رفیع مشہدی کا فیصلہ

مشہور شیعی شاعر و مورخ مرزا مشہدی نے لکھا ہے۔

ہو سید عثمان زمین و زماں	بمقصد رواں شد جو تیر از کماں
چوں او رفت اصحاب روز دگر	بگفتند چندیں بہ خیر البشر
خوشا حال عثمان با احترام	کہ شد قسمتش حج بیت الحرام

...خدا چوں شنید ایں سخن	بپاسخ چنیں گفت با انجمن
...خدا دیم ماریں گماں	کہ تنہا کند طواف آں آستاں

(حملہ حیدری ص ۱۱۹)

علامہ یعقوب کلینی کا فیصلہ

مشہور شیعی عالم علامہ یعقوب کلینی نے بھی بیعت رضوان کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

☆ ''رسول اللہؐ نے اپنا ایک ہاتھ مبارک دوسرے ہاتھ مبارک پر مارا اور حضرت عثمان کیلئے بیعت لی اور مسلمانوں نے عرض کی کہ حضرت عثمان بڑے خوش نصیب ہیں' جنہوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کی سعادت حاصل کی' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''حضرت عثمان نے ایسا نہیں کیا ہوگا' جب حضرت عثمان حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا' تو انہوں نے عرض کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف نہیں کیا تو میں کیسے کر سکتا تھا'' (کتاب الروضہ جلد۸ ص ۳۲۵)

علامہ فتح اللہ کاشانی کا فیصلہ

شیعی مفسر ملا فتح اللہ کاشانی نے لکھا ہے۔

☆ ''ان مومنوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائے گا جنہوں نے (حدیبیہ کے مقام پر) درخت کے نیچے بیعت کی'' (تفسیر منہج الصادقین جلد۸ ص ۳۱۶)

علامہ باقر مجلسی کا فیصلہ

شیعی مورخ علامہ باقر مجلسی نے لکھا ہے۔

☆ "جب مشرکین نے عثمان کو گرفتار کر لیا اور حضور کو خبر ہو گئی کہ انہوں نے عثمان کو قتل کر دیا ہے، حضور نے فرمایا ہم مشرکین کے ساتھ لڑائی کے [illegible] یہاں سے نہیں اٹھیں گے" (حیات القلوب جلد ۲ ص ۷۱۶)

☆ "حضرت رقیہ اور ام کلثوم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ کے بطن پاک سے صاحبزادیاں تھیں، ان کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا" (حیات القلوب جلد ۲)

علامہ ابن الحسن طبرسی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مستند مفسر علامہ ابوالحسن طبرسی نے لکھا ہے۔

☆ "حبشہ کی طرف خفیہ ہجرت کرنے کے لئے گیارہ مرد اور چار عورتیں نکلیں جن میں حضرت عثمان بن عفان اور ان کی زوجہ محترمہ رقیہ جو رسول اللہ کی دختر پاک تھیں، بھی شامل تھے" (تفسیر مجمع البیان جلد ۳ ص ۲۳۳)

علامہ عباس قمی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے نامور مورخ علامہ عباس قمی نے لکھا ہے۔

☆ "قرب الاسناد میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئی، وہ حضرت طاہر، حضرت قاسم، حضرت فاطمہ، ام کلثوم

رقیہ اور زینب ہیں، حضرت فاطمہ کا نکاح امیر المومنین سے ہوا، حضرت زینب کا نکاح ابوالعاص سے ہوا، حضرت رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان بن عفان سے ہوا" (منتہی الآمال جلد ۱ ص ۹۷ فصل ۸)

علامہ حاجی ہاشم خراسانی کا فیصلہ

شیعہ مسلک کے مشہور تاریخ دان علامہ حاجی ہاشم خراسانی نے لکھا ہے۔

☆ "اما مخدوہ مکرمہ ام کلثوم اسم شریفش آمنہ بود بعد از جناب رقیہ با عثمان ترویج شد لہذا عثمان ذوالنورین می گویند، مخدرہ مکرمہ حضرت ام کلثوم کا اسم شریف آمنہ تھا، ان کا نکاح حضرت رقیہ کے بعد حضرت عثمان سے ہوا، لہذا حضرت عثمان کو (ان دو صاحبزادیوں کی بدولت) ذوالنورین یعنی دو نوروں والا کہتے ہیں" (منتخب التواریخ ص ۳۹)

علامہ فضل بن حسن طبرسی کا فیصلہ

علامہ فضل بن حسن طبرسی نے لکھا ہے۔

☆ "رقیہ بنت رسول کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمان غزوہ بدر میں شریک ہوئے تو حضور ﷺ نے انہیں بدر کے اجر و ثواب میں شریک فرمالیا تھا" (اعلام الوری ص ۱۴۸)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب ذیل میں عظمت عثمان غنی پر ان متفقہ شخصیات کے فیصلے پیش کئے جاتے ہیں جن کی تعلیمات پر فریقین کو ناز ہے۔

حضرت علی المرتضٰی کا فیصلہ

امیر المومنین حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا:

☆ بیشک لوگ میرے پیچھے ہیں جو مجھے آپ کے اور اپنے درمیان ثالث بنا کر لائے ہیں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ کو کیا کہوں' میں ایسی کوئی بات نہیں جانتا جسے آپ نہ جانتے ہوں اور آپکو کوئی ایسا امر نہیں پہنچا جسے آپ نہ پہچانتے ہوں۔ ہم نے کسی چیز میں آپ سے سبقت نہیں کی جس سے آپ کو خبردار کریں۔ جو کچھ ہم نے دیکھا' وہی کچھ آپ نے دیکھا' جو کچھ ہم نے سنا وہی کچھ آپ نے سنا' جیسی ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار کی ویسی آپ نے اختیار کی' ابن خطاب اور ابن ابوقحافہ عمل حق میں آپ سے افضل نہیں ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے زیادہ قریب ہیں اور آپ پیغمبر کی دامادی کے شرف سے مشرف ہیں' یہ وہ مرتبہ ہے جس پر وہ دونوں نہ پہنچ سکے" (نہج البلاغہ ۱۶۴ ص ۲۳۲)

☆ "شہادت عثمان کے بعد حضرت علی ان کے گھر غم زدہ داخل ہوئے اور اپنے دونوں بیٹوں کو فرمایا' تم دونوں دروازے پر تھے تو ایسے میں امیر المومنین کیسے قتل ہوگئے اس کے بعد امام حسن کے منہ پر طمانچہ مارا' امام حسین کے سینہ پر مکہ رسید کیا" (مروج الذہب ۳ ص ۳۴۵)

☆ "درخت کے نیچے بیعت کرنیوالوں میں پہلا میں ہوں" (نہج الاسرار جلد ۸ ص ۳۶۸)

نوٹ:

اس جملے سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کو حضرت عثمان سے شدید محبت تھی' کیونکہ درخت کے نیچے بیعت حضرت عثمان کے قصاص کے لئے لی گئی تھی۔

حضرت امام جعفر صادق کا فیصلہ

امام برحق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ "بنی عباس کا اختلاف بھی یقینی ہے۔ اور ندا بھی یقینی ہے' محمد بن علی نے پوچھا کہ ندا کیسی ہے؟ فرمایا ایک آواز دینے والا دن کے آغاز پر آسمان سے ندا کرتا ہے کہ "جان لو بیشک علی اور انکے پیروکار ہی کامیاب ہیں اور دن کے اختتام پر بھی ایک ندا کرنے والا ندا کرتا ہے کہ "خبردار عثمان اور ان کے پیروکار ہی کامیاب ہیں" (فروع کافی جلد ۸ ص ۳۱۰)

حضرت امام علی رضا کا فیصلہ

امام برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ "جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ امیر فوج حضرت عبداللہ بن عامر نے خراسان فتح کیا تو عجمیوں کے بادشاہ یزدجرد بن شہریار کی دو لڑکیاں اسکے ہاتھ لگیں' ان دونوں کو حضرت عثمان کے پاس بھیجا گیا۔ انہوں نے ایک لڑکی حضرت حسن اور ایک لڑکی حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو عطا کردی۔ یہ دونوں اولاد والی ہوکر فوت ہوئیں' امام حسین کی زوجہ سے حضرت زین العابدین پیدا ہوئے" (تنقیح المقال جلد ۳ ص ۸۰)

باہمی تعلقات

ہمارا عقیدہ ہے کہ خلفاء راشدین اور اہل بیت پاک کے خاندانوں کے درمیان بہت قریبی تعلقات قائم تھے' وہ عظیم لوگ رحماء بینھم کی عملی تفسیر ایک دوسرے کی عظمت و کرامت کے معترف تھے اور آپس میں نہایت گہرے رشتے دار تھے' ان حقائق کا ثبوت شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

☆ ''حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اس وقت حضرت عائشہ کی عمر دس سال تھی اور حضور کی عمر ترپن سال تھی'' (منتخب التواریخ ص ۲۴)

☆ ''حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کی صاحبزادی حفصہؓ سے ہجرت کے دوسرے سال نکاح فرمایا'' (ایضاً ص ۲۵)

☆ ''حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے جس نے مجھ سے شادی کی اور جس کو مجھ سے شادی ملی وہ دوزخ میں نہیں جائے گا' اللہ تعالیٰ نے اس کا مجھ سے وعدہ فرمایا ہے' اس حدیث کو شیعہ و سنی حضرات نے بیان کیا ہے'' (لوامع التنزیل جلد ۴ ص ۳۷۹)

اسی کتاب میں اس حدیث کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ''جس نے مجھ سے دختر کا نکاح کیا یا جس سے میں نے دختر کا نکاح کیا' وہ جہنم میں نہیں جائیگا''

☆ ''سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے داماد تھے'' (شرح ابن حدید جلد ۴ ص ۵)

☆ ''سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے عائشہ بنت عثمان کا رشتہ مانگا جو منظور کرلیا گیا'' (مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۳۹)

☆ ''امام حسن رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمانؓ کی صاحبزادی حضرت عائشہ سے نکاح فرمایا'' (ایضاً ص ۴۰)

☆ ''حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عمرو سے نکاح فرمالیا'' (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۵۳۴)

☆ ''حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت فاطمہ الزہراؓ کی شہزادی ام کلثوم زینب صغریٰ کا نکاح حضرت عمر بن خطاب سے ہوا'' (منتہی الآمال جلد ۱ ص ۲۱۷)

☆ ''حضرت علیؓ نے حضرت عمر کے وصال کے بعد ام کلثوم کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے'' (فروع کافی جلد ۶ ص ۱۱۵)

☆ ''یہ روایت شیعہ حضرات کی صحاح اربعہ کی کتاب استبصار جلد ۳ ص ۳۵۲ پر بھی موجود ہے۔

☆ ''اگر نبی نے اپنی بیٹی عثمان کو عطا فرمائی تو علی نے اپنی بیٹی عمر کو عطا فرمائی'' (مجالس المومنین جلد ۱ ص ۲۰۴)

☆ ''امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور انکا بیٹا زید بن عمر بن خطاب ایک ہی ساعت میں فوت ہوئے'' (تہذیب الاحکام جلد ۹ ص ۳۶۳)

☆ ''شیخ حر نے رسائل شیعہ میں حضرت عمار بن یاسر سے روایت کیا ہے کہ ام کلثوم اور ان کے فرزند زید بن عمر کا جنازہ اٹھایا گیا' جنازہ میں امام

حسن، امام حسین عبداللہ بن عمرؓ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم شریک ہوئے امام کے قریب لڑکے کی میت رکھی اور اس کے پیچھے ام کلثوم کی میت رکھی اور کہا کہ یہی سنت طریقہ ہے، پس معلوم ہوا کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ واقعہ کربلا میں شریک نہ تھیں" (منتخب التواریخ ص ۱۱۲) ام کلثوم صغریٰ جو کربلا میں شریک ہوئیں وہ حضرت علی کی کسی اور زوجہ محترمہ سے تھیں۔ اس پر شیعہ حضرات کی کتابیں گواہ ہیں، حضرت عمر کا نکاح ام کلثوم کبریٰ سے ہوا جو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئیں، کشف الغمہ میں بھی حضرت علی کی اولاد میں ام کلثوم کبریٰ اور ام کلثوم صغریٰ کا ذکر ہے۔

☆ "حضرت امام جعفر صادقؒ سے پوچھا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت عثمان کے نکاح میں دی، حضرت صادق نے فرمایا، کیوں نہیں"

(حیات القلوب جلد ۲)

☆ "حضور ﷺ نے فرمایا اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں عثمان کے نکاح میں دے دیتا" (شرح ابن حدید جلد ۳ ص ۳۹۰)

☆ "حضرت علی المرتضیٰؓ کے تین بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان تھے"

(منتہی الآمال جلد ا ص ۳۶)

نوٹ: بیٹوں کے نام رکھنا کیا خلفاء ثلاثہ کی محبت کی دلیل نہیں؟

❀❀❀

باب پانزدہم

صحابہ کرام کی عظمت

صحابہ کرام کی عظمت

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے تمام صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کے مقبول تھے' اللہ تعالیٰ نے ان عظیم لوگوں کو اپنے محبوب کی صحبت و خدمت کیلئے چن لیا تھا' انکے ساتھ حسن آخرت کا وعدہ فرمایا اور انہیں امت اسلامیہ میں درجۂ امتیاز پر فائز فرمایا۔ اس عقیدے کے نقوش شیعہ حضرات کی مستند کتابوں میں بھی موجود ہیں' ملاحظہ فرمایئے۔

شیخ عباس قمی کا فیصلہ

شیعی مورخ شیخ عباس قمی رقم طراز ہیں۔

☆ ''تمام صحابہ کرام ایک دوسرے کیساتھ عدالت' انصاف اور احسان کے ساتھ پیش آتے تھے' ایک دوسرے کو تقویٰ و پرہیز گاری کی تلقین فرماتے تھے' اور ایک دوسرے کیساتھ تواضع اور شگفتگی سے ملتے تھے' بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر رحم کرتے تھے' اور غریبوں کی رعایت فرماتے تھے'' (منتہی الآمال جلد ۱ ص ۲۳)

علامہ کاشانی کا فیصلہ

شیعی مفسر علامہ کاشانی نے وعد اللہ الحسنیٰ کے تحت لکھا ہے۔

''جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا اور جنہوں نے مکہ سے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا اللہ تعالیٰ نے ان سب سے بہترین جزا کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ جنت ہے۔ لیکن اس میں درجات خرچ کرنے کے اعتبار سے ہوں گے'' (تفسیر منہج الصادقین جلد ۹ جلد ۱۷۱)

علامہ ابوالحسن طبرسی کا فیصلہ

شیعی مفسر علامہ ابوالحسن طبرسی آیت ''لقد رضی اللہ'' کے تحت لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ یقیناً ان ایمان والوں سے رضی ہوگیا جنکی تعداد مشہور روایات کے مطابق پندرہ سو پچیس 1525 ہے۔ ان لوگوں نے حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے بیعت کی جسے بیعت رضوان کہتے ہیں کیونکہ اللہ نے ان سے اپنی رضا کا وعدہ فرمایا تھا۔ اور اس کی رضا دراصل ان کی تعظیم کے لئے اور ان کی ثابت قدمی کے ذریعے ظاہر فرمائی تھی...... تو اللہ انکے صدق نیت کو جانتا تھا جو جہاد کے بارے میں انکے رویے میں موجود تھا۔ کیونکہ انکی بیعت جہاد کی خاطر تھی' اور یہ بھی کہا گیا کہ انکے دلوں میں یقین' صبر اور وفا کے جذبے تھے' اللہ کو ان کا اچھی طرح علم تھا۔ اللہ نے ان پر سکینہ نازل فرمائی جو انکے دلوں کی مضبوطی اور تسلی کا باعث ہوئی'' (مجمع البیان جلد ۵ ص ۱۱۶)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب ذیل میں ہم صحابہ کرام کی عظمت پر ان متفقہ شخصیات کے فیصلے نقل کرتے ہیں جن کی محبت ہمارے لئے سرمایہ ایمان ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰؓ کا کلام بلاغت نظام صحابہ کرام کی شان و عظمت کے بیان سے بھرا ہوا ہے۔ چند اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔

☆ ''کہاں ہے وہ گروہ جنہیں اسلام کی طرف بلایا جاتا تھا اور وہ اسے قبول کرلیتے تھے' وہ قرآن کو پڑھتے تھے اور اپنے اعتقادات کو اس کے ساتھ مضبوط کرتے تھے' جہاد کیلئے برانگیختہ ہوتے تھے اور اپنی دودھ دینے والی اونٹنیوں کو ان کی اولاد سے جدا کر دیتے تھے۔ اور تلواروں کو نیاموں سے نکال لیتے تھے۔ اور وہ دستہ دستہ اور گروہ گروہ ہوکر اطراف زمین پر چھا جاتے تھے۔ اس پر قبضہ کرلیتے تھے۔ بعض ان میں ہلاک ہوجاتے تھے اور بعض نجات پا جاتے تھے۔ یہ زندہ رہنے والوں کی زندگی پر انہیں خوشخبری کی آواز تھی اور نہ مرنے والوں کی تعزیت میں مصروف ہوتے تھے۔ ان کی آنکھیں روتے روتے تباہ ہوگئی تھیں' ان کے شکم روزہ رکھتے رکھتے لاغر ہوگئے تھے دعائیں کرتے کرتے انکے ہونٹ سوکھ گئے تھے شب بیداریوں سے زردیاں ان پر چھا گئیں تھیں' سجدوں کا غبار ان کے چہروں پر موجود رہتا تھا' وہ لوگ میرے بھائی تھے جو چلے گئے' ہم پر لازم ہے کہ ان کی ملاقات کے پیاسے رہیں اور انکی جدائی پر اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹا کریں'' (نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ ص ۱۷۱)

☆ ''اب میری دعا ہے اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ پروردگار عالم میرے اور تمہارے درمیان تفرقہ اندازی کردے اور مجھے ان لوگوں کے

ساتھ ملحق فرمادے جو تم سے زیادہ میرے لئے سزاوار ہوں۔ وہ ایسے لوگ تھے خدا کی قسم! ان کی رائیں اور تدبیریں مامون و مبارک تھیں۔ وہ دانشمندانہ اور حکیمانہ بردباریوں کے مالک تھے۔ وہ راست گفتار' وہ بغاوت اور ظلم و ستم کو ختم کرنے والے تھے' گزر گئے دراں حالانکہ ان کے پاؤں طریقہ اسلام پر مستقیم تھے وہ راہ واضح پر چلے اور ہمیشہ رہنے والی سرائے عقبیٰ میں فتح و فیروزی حاصل کی نیک اور گوارا کرامتوں سے فیض یاب ہوگئے'' (ایضاً ص ۱۶۸)

☆ ''میں نے محمد ﷺ کے اصحاب کو دیکھا ہے' تم میں کوئی بھی ان کی نظیر دکھائی نہیں دیتا۔ وہ اس حالت میں صبح کرتے تھے کہ الجھے ہوئے بال غبار آلود چہرے' ان کی راتیں قیام اور سجود میں گزرتی تھیں' کبھی انکی پیشانیاں صرف سجود ہوتی تھیں' کبھی وہ اپنے معاد سے ایسے ہوجاتے تھے جیسے بقیہ خرما' سجدوں کے طول سے ان کی آنکھوں کے درمیان گھٹے پڑ کر ایسے ہوگئے تھے۔ جیسے بکریوں کے زانو' جب خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہوئیں جیب و دامن کو تربتر کر دیتی تھیں' وہ خوف عقوبت اور امید ثواب سے ایسے لرزتے تھے جیسے آندھی کے وقت درخت جنبش کیا کرتے ہیں'' (ایضاً ص ۱۳۲)

☆ ''میں تمہیں' اصحاب رسول کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ کسی کو برا نہ کہو' کیونکہ انہوں نے آپ کے بعد کوئی کام خلاف اسلام نہیں کیا' اور نہ ہی ایسا کرنیوالوں کو دوست بنایا۔ اور پناہ دی' رسول اللہ نے بھی انکے متعلق یہی وصیت فرمائی ہے۔ (اوامل جلد ۲ ص ۱۳۶)

☆ ''میں تمہیں نماز' زکوٰۃ' اور جہاد کی وصیت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ نبی پاک کے کسی صحابی کو گالی نہ دینا''

حضرت امام حسن عسکری کا فیصلہ

امام برحق حضرت حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔

☆ ''آل محمد کو تمام انبیاء کی آل پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمد ﷺ کو تمام انبیاء پر ...... اصحاب محمد کو دیگر انبیا کے اصحاب پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمد ﷺ کو تمام رسولوں پر ...... اسی طرح امت محمدی تمام امتوں سے اشرف و اعلیٰ ہے'' (آثار حیدری ترجمہ تفسیر حسن عسکری ص ۲۷)

حضرت امیر معاویہؓ

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور سرور کائنات ﷺ کے برادر نسبتی ہیں' پاک صحابی ہیں' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف ان سے بعض اجتہادی خطائیں سرزد ہوئیں' اور مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنا امیر تسلیم کر لیا۔ اور تمام مسلمان ان کی ذات پر اکٹھے ہو گئے' جب رسول اللہ ﷺ کے شہزادوں نے ان کو معاف کر دیا تو کسی اور کو ان پر اعتراض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں' شیعہ حضرات کی مستند کتابیں ہماری تائید کر رہی ہیں۔

شیخ محمد بن عمر الکشی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے بلند پایہ محدث و مورخ شیخ محمد بن عمر الکشی نے لکھا

☆ ''حضرت امیر معاویہ نے حضرت حسنؓ بن علی کو لکھا کہ آپ خود' امام حسین اور اصحاب علی کے ہمراہ تشریف لائیں' اس پیغام کے ملتے ہی وہ روانہ ہوئے' قیس بن سعد بن عبادہ بھی ہمراہ تھے۔ سب شام پہنچے' امیر معاویہ نے ایک خطیب مقرر کیا جس نے امام حسن سے کہا کہ اٹھیے اور بیعت کیجئے' وہ اٹھے اور بیعت کی' پھر امام حسین کو بھی یہی کہا گیا' وہ بھی اٹھے اور بیعت کی پھر قیس بن سعد سے کہا گیا تو انہوں نے امام حسین کی طرف دیکھا' انہوں نے فرمایا امام حسن میرے امام ہیں' (جب انہوں نے بیعت کر لی تو مجھے اس پر کیا اعتراض ہے) (رجال کشی ص ۱۰۲)

نوٹ

ذرا غور کرنا چاہیے کہ اگر یزید اور امیر معاویہ میں کوئی فرق نہیں تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کیوں کی؟ کربلا تو امیر معاویہ کے دور میں برپا ہونی چاہیے تھی' امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے امام حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا بیعت کرنا ان کے امیر المومنین ہونے کی دلیل ہے' اب لوگوں کو چاہیے کہ ان پاکبازوں کے امیر کو برا نہ کہیں۔

مرزا محمد تقی کا فیصلہ

لسان الملک مرزا محمد تقی نے لکھا ہے کہ امیر معاویہ نے یزید سے کہا تھا۔

☆ ''اے بیٹا ہوس نہ کرنا اور خبردار جب تو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو تو تیری گردن میں حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کا خون نہ ہو۔ ورنہ کبھی آسائش نہ دیکھے گا اور تو ہمیشہ عذاب میں رہے گا' پھر ابن عباس کی روایت بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس شخص سے برکت اٹھالے جو میرے حسین کی حرمت میں کمی کرے۔ امیر معاویہ نے یہ کہا اور ان کو غشی آ گئی'' (ناسخ التواریخ جلد ۶ ص ۱۱)

☆ ''امیر معاویہ کا معمول تھا کہ وہ ہر سال ہزار ہزار درہم بیت المال سے حضرت امام کی خدمت میں ارسال کیا کرتے تھے' اس کے علاوہ بہت قیمتی تحائف بھی بھیجا کرتے تھے'' (ایضاً جلد ۶ ص ۷۸)

ملا باقر مجلسی کا فیصلہ

ملا باقر مجلسی نے بھی اعتراف کیا ہے کہ امیر معاویہ نے یزید کو وصیت کی تھی

☆ ''ان کی قرابت رسول کو یاد رکھنا اور انکے افعال کا محاسبہ نہ کرنا اور میرے قائم کردہ تعلقات کو مت توڑنا اور خبردار ان کو کوئی تکلیف نہ دینا'' (جلاء العیون جلد ۲ ص ۳۲۲)

علامہ احمد بن داود دینوری کا فیصلہ

مشہور شیعی مورخ علامہ دینوری نے لکھا ہے کہ

☆ ''مورخین کا قول ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے پوری زندگی امیر معاویہ سے کوئی ناپسندیدہ اور غلط بات نہ دیکھی اور نہ سنی اور نہ ہی امیر معاویہ نے ان شرائط سے روگردانی کی جو ان کے درمیان صلح کے وقت انجام

پائی تھیں'' (الاخبار الطوال ص ۲۲۵)

مجتہد ابو مخنف کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مجتہد اول ابو مخنف نے اپنے مقتل میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط لکھا ہے جو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں ارسال فرمایا۔

☆ ''آپ کا رقعہ ملا' اس کی تحریر کو سمجھا' میرے بھائی امام حسن نے آپ سے جو معاہدہ کیا ہے' میں اسے ہرگز نہ توڑوں گا اور جو باتیں آپ نے فرمائی ہیں وہ غیبت کرنے والوں اور مسلمانوں کی جماعتوں میں رخنہ ڈالنے والوں نے کہیں' خدا کی قسم وہ جھوٹ بولتے ہیں'' امیر معاویہ کو یہ رقعہ ملا تو وہ اپنے ارادے سے رک گئے اور انہوں نے صلہ رحمی سے کام لیا اور ہدیوں میں کوئی کمی نہ آنے دی' امیر معاویہ' انہیں ہر سال دس لاکھ دینار دیا کرتے تھے' یہ ان تحائف سے الگ تھے جو وہ حضرت امام کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے'' (مقتل ابی مخنف ص ۶)

☆ ''امام حسن نے امیر معاویہ کی بیعت کر لی'' (مقتل ابی مخنف ص ۶' جلاء العیون ص ۳۹۵ جلد ۱)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

ذیل میں امیر معاویہؓ کی عظمت و مغفرت پر متفقہ شخصیات کے فیصلے نقل کئے جاتے ہیں تاکہ فریقین کو سرور و سکون نصیب ہو جائے۔

حضرت علی المرتضےؓ کا فیصلہ

حضرت شیر خدا علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں واضح طور پر فرمایا ہے۔

☆ ''حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور انکا خدا ایک ہے' رسول ایک ہے۔ دعوت اسلام ایک ہے' ہم خدا پر ایمان لانے' اسکے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں' نہ وہ ہم پر فضل و زیادتی طلبگار ہیں' ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ ابتدا یہ ہوئی کہ خون میں اختلاف پیدا ہوگیا' حالانکہ ہم اس سے بری تھے'' (نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغت ص ٢٦٧)

☆ ''ہم نے ان کو کفر کی وجہ سے نہیں مارا اور نہ ہی انہوں نے ہمیں کفر کی وجہ سے مارا' بات یہ تھی کہ ہم اپنے آپکو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے'' (قرب الاسناد جلد ا ص ٤٥)

حضرت امام باقرؓ کا فیصلہ

امام برحق حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ''حضرت علیؓ جنگ جمل میں شریک کسی کو بھی مشرک اور منافق نہیں سمجھتے تھے' بلکہ آپ فرماتے تھے کہ ہمارے بھائیوں نے ہی ہمارے خلاف بغاوت کر دی'' (قرب الاسناد جلد ا ص ٤٥)

نوٹ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے لشکروں کے تمام مسلمان مغفرت و رحمت سے ہمکنار ہوئے' جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خالد بن واشمہ نے

پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ ان دونوں لشکروں کو ایک ہی جگہ اکٹھا کرے گا' تو آپ نے فرمود کہ رحمت باری سبحانہٗ وتعالیٰ از ہرچہ در بیاں آید وسیع تر است و کسی را در افعال او مجال چون و چرا نیست' حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رحمت الٰہی ہر چیز سے وسیع ہے اور کسی کو اس کے کاموں میں چون و چرا کی مجال نہیں'' (روضۃ الصفا جلد ٣ ص ٣٨٩) حضرت علی المرتضٰے رضی اللہ عنہ کسی کی زبان سے بھی شامیوں کے بارے میں بدگوئی پسند نہیں فرماتے تھے' اور آپ انکے حق میں دعا خیر کی تلقین کرتے تھے۔

''اے اللہ ہمارے اور ان کے خون محفوظ فرما اور ہم میں صلح پیدا فرما اور انہیں راہ خطا سے نجات عطا فرما حتیٰ کہ انجان حق سے آشنا ہو جائیں اور جھگڑنے والے جھگڑے سے باز آجائیں'' (الاخبار الطوال ص ١٦٥)

حضرت امام حسن کا فیصلہ

امام برحق سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت سے دستبردار ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت و موافقت پیدا کر لی اور مسلمانوں کے دو گروہوں کو باہمی افتراق سے بچالیا' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے ثابت ہے' اِنَّ ابنِی ھٰذا سَیِّد'' وَاِنَّ اللّٰہَ عَلَّہٗ' اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ عَظِیْمَتَیْنِ' یعنی یہ میرا بیٹا سردار ہے' اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا'' (کشف الغمہ جلد ا ص ٥٣٦)

حضرت امام سے آپ کے قریبیوں نے کہا کہ یہ آپ نے کیا ہے' تو آپ نے فرمایا:

☆ ''تمہاری بربادی ہو' تم جانتے نہیں' میں نے جو کچھ کیا ہے اللہ کی قسم دنیا و مافیہا سے میرے شیعوں کیلئے بہتر ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارا امام ہوں' اور تم پر میری اطاعت فرض ہے۔ اور میں جنت کے سرداروں میں سے ایک ہوں جو کہ نص رسول سے ثابت ہے'' (احتجاج طبری ص ۹' جلاء العیون جلد ۱ ص ۴۰۳)

☆ ''امیر معاویہ قوت میں مجھ سے زیادہ نہیں تھے' لیکن جو مجھے نظر آتا ہے تم اسے نہیں دیکھ سکتے' اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ تمہارے خون کی حفاظت کے سوا میرا کوئی ارادہ نہیں' اور تمہارے معاملات کی اصلاح ہی میرے سامنے ہے' تم اللہ کی تقدیر پر راضی رہو' اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کردو اور اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھ جاؤ'' (مقتل ابی مخنف ص ۳)

حضرت امام حسین کا فیصلہ

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی اس معاملے میں اپنے برادر اکبر سے پوری طرح متفق تھے' الاخبار الطوال کی روایت ہے۔

☆ ''حجر بن عدی' امام حسن کو ملامت کرنے کے بعد باہر نکلا اور عبیدہ بن عمرو کے ساتھ حضرت امام حسین کے پاس آیا' دونوں نے کہا اے ابو عبداللہ! عزت دے کر آپ لوگوں نے ذلت خرید لی' تھوڑا لیکر بہت زیادہ چھوڑ دیا' آج ہماری بات مان لیں پھر بیشک ساری عمر کوئی بات نہ ماننا' آپ امام حسن کو چھوڑ دیں' اور ان کے درمیان طے پانے والی صلح توڑ دیں کوفہ سے اپنے شیعوں کو جمع کریں اور اس معاملہ کا مجھے اور میرے ساتھی کو ولی مقرر

کریں' ہند کے بیٹے (امیر معاویہ) کو اس کا اس وقت علم ہوگا جب ہم اس کے دروازے اپنی تلواروں سے کھٹکھٹا رہے ہوں گے'' حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اِنَّا قَدْ بَايَعْنَا وَعَاهَدْنَا وَلَا سَبِيْلَ اِلٰى نَقْضِ بَيْعَتِنَا بیشک ہم بیعت کر چکے ہیں اور پختہ وعدہ کر چکے ہیں لہذا بیعت توڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا'' (الاخبار الطوال ص ۲۲۰)

باہمی تعلقات

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کے اہل بیت کے ساتھ نہایت گہرے تعلقات تھے۔ وہ تعلقات ہم اہل تشیع کی کتابوں کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

☆ ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ نے نکاح فرمایا اور انہیں ام المومنین ہونے کا شرف بخشا' یہ نکاح ۷ھ میں ہوا'' (تاریخ ائمہ ص ۱۵۰)

☆ ''حضرت امیر معاویہ حضور ﷺ کے ہم زلف تھے' کیونکہ حضور ﷺ کی زوجہ ام المومنین ام سلمہؓ کی بہن قریبہ صغریٰ کیساتھ امیر معاویہ نے نکاح فرمایا'' (کتاب المحبر ص ۱۰۴)

☆ ''حضرت امیر معاویہؓ کی حقیقی بہن میمونہ بنت ابوسفیان کی بیٹی لیلیٰ بنت مرہ سے حضرت امام حسین نے نکاح فرمایا' یہی لیلیٰ حضرت علی اکبرؓ کی والدہ تھیں'' (مقاتل الطالبین ص ۸۰)

☆ ''حضرت امیر معاویہؓ کے بھتیجے ابوالقاسم نے حضرت جعفر طیارؓ کی

پوتی رملہ بنت محمد سے شادی کی" (ایضاً ص ۴۴۹)

الغرض اہل بیت کے ساتھ امیر معاویہؓ کے محبت سے تعلقات ہیں جن کو کسی صورت میں بھی توڑا نہیں جا سکتا' آپ حضور ﷺ کے سسرالی رشتہ دار ہیں۔ اور حدیث پاک ہے "میرے نسب اور سسرالی نسبت کے سوا سب کے نسب اور سسرالی نسبت منقطع ہو جائے گی" (الامالی طوسی جلد ا ص ۳۵۰)

اس حقیقت کے ہوتے ہوئے ہمیں ان لوگوں کے بارے میں زبان طعن دراز نہیں کرنی چاہیے اور رسول اللہ ﷺ کے تمام مسلمان رشتہ داروں کا ادب و احترام کرنا چاہیے۔

❀❀❀

باب شانزدہم

ماتم کی ممانعت

ماتم کی ممانعت

اس باب میں بھی ہمارا روئے سخن شیعہ حضرات کی طرف ہے' اہل سنت و جماعت کے نزدیک مروجہ ماتم کے جملہ طریقے ممنوع ہیں' ہمارے موقف کی تائید شیعہ حضرات کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

شیخ صدوق قمی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مستند محدث شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی نے حضور ﷺ کا فرمان نقل کیا کہ ''میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو'' ! پھر دشمنوں کے لباس کی وضاحت کی کہ ''لِبَاسُ الْاَعْدَاءِ اَسْوَدُ دشمنوں کا لباس سیاہ ہوتا ہے''۔ (عیون اخبار الرضا جلد ۲ص ۲۲)

☆ ''امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ سیاہ لباس نہ پہنو' کیونکہ سیاہ لباس فرعون کا لباس ہے''۔ (من لا یحضرہ الفقیہ جلد ا ص ۱۶۳)

☆ ''رسول اللہ ﷺ نے مصیبت کے وقت اونچی آواز سے چلا کر نوحہ کرنے اور نوحہ سننے سے منع فرمایا ہے''۔ (ایضا جلد ۴ ص ۳)

علامہ محمد بن یعقوب کلینی کا فیصلہ

شیعی محدث علامہ محمد بن یعقوب کلینی نے بسند معتبر تحریر کیا ہے کہ

حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' کہ سیاہ لباس دوزخیوں کا لباس ہے''۔ (کافی جلد ۶ ص ۴۴۹)

علامہ باقر مجلسی کا فیصلہ

شیعہ مذہب کے اہم ستون علامہ باقر مجلسی کا فرمان ہے۔

☆ ''شیعہ حضرات میں سیاہ لباس زیب تن کرنا شدید ناپسندیدہ ہے مگر عمامہ اور موزوں میں' اور عمامہ اور عبا کا بھی سیاہ نہ ہونا ہی بہتر ہے''۔ (حلیۃ المتقین ص ۷)

☆ ''رسول اللہ ﷺ نے اونچی آواز میں گریہ کرنے اور مصیبت میں نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے''۔ (ایضا ص ۳۰۴)

☆ ''رسول اللہ ﷺ نے مصیبت کے وقت چہرہ پیٹنے سے روکا ہے''۔ (ایضا ص ۳۰۵)

☆ ''مصیبت کے وقت چہرہ پیٹنا' بال نوچنا' جائز نہیں ہے' احتیاط یہی ہے کہ چہرے' گھٹنے اور بدن کے دیگر حصوں پر طمانچے نہ مارے' جو عورت سر کے بال اکھاڑے یا چہرہ چھیلے کہ خون پھوٹ پڑے یا کوئی مرد اپنے بیٹے یا بیوی کی موت پر کپڑے چاک کرے اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے''۔ (زاد المعاد ص ۳۹۵)

علامہ اکبر غفاری کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے محقق جناب علی اکبر غفاری صاحب کا فتویٰ ہے۔

☆ ''مصیبت کے وقت چہرہ یا سینہ پیٹنا' زخم لگانا' اور بال کاٹنا تمام امت کے اجماع سے حرام ہے''۔ (حاشیہ فروع کافی جلد ۳ ص ۲۲۵)

علامہ شفیع بن صالح کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے محقق علامہ شفیع بن صالح نے لکھا ہے۔

☆ ''شیطان کو بہشت سے نکالا گیا تو اس نے نوحہ کیا'' (مجمع المعارف ص ۲۷

متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب ذیل میں ماتم کے بارے میں متفقہ شخصیات کے روشن فیصلے نقل کیے جاتے ہیں جن کی محبت و مودت سب کا سرمایہ نجات ہے۔

حضرت سیدہ فاطمہ کا فیصلہ

ام الائمہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے۔

☆ ''خدا کی قسم اگر یہ گناہ نہ ہوتا تو میں اپنے سر کے بال کھول کر چلاتی اور رب کی بارگاہ میں فریاد کرتی'' (کافی کتاب الروضہ ص ۲۳۸)

حضرت علی المرتضےٰ کا فیصلہ

مولائے کائنات سیدنا علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ''صبر مصیبت کے مطابق نازل ہوتا ہے' جس نے مصیبت کے وقت اپنے دو زانوؤں پر ہاتھ مارا تو اس کا ثواب اور عمل برباد ہو گئے'' (شرح ابن میثم جلد ۵ ص ۵۸۸)

☆ ''اگر حضور نے ہمیں روکا نہ ہوتا تو ہم حضور ﷺ کے وصال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ماتم کرتے اور آنکھوں اور دماغ کا پانی ختم کر دیتے'' (شرح ابن میثم جلد ۴ ص ۴۰۹)

حضرت امام حسین کا فیصلہ

شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ''زینب! میں تجھے قسم دیتا ہوں' تو میری قسم پوری کرنا' جب میں دنیا سے چلا جاؤں تو مجھ پر گریبان چاک نہ کرنا' چہرہ نہ نوچنا' واویلا نہ کرنا اور ہائے ہلاکت کے الفاظ ادا نہ کرنا'' (جلاء العیون ص ۴۰۷ ۳۹۷' اخبار ماتم ص ۳۹۹)

حضرت سیدہ زینب کا فیصلہ

اہل کوفہ کاروان اہل بیت کی بے سروسامانی دیکھ زور زور سے رونے اور ماتم کرنے لگے تو حضرت سیدہ زینب ؓ نے فرمایا۔

☆ ''حمد وصلوٰۃ کے بعد اے بے وفا اور دغا باز کوفیو! اب تم روتے اور ماتم کرتے ہو' خدا تمہیں ہمیشہ رلائے اور تمہارا رونا اور ماتم کرنا کبھی موقوف نہ ہو' تم بہت زیادہ روتے رہو اور بہت تھوڑا ہنسو' تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو کاتے ہوئے تاگے کو مضبوط ہو جانے کے بعد جھٹکے دے کر توڑ ڈالے' تم نے اپنے ایمان کو دھوکے اور فریب کا ذریعہ بنایا ہوا ہے' تمہاری مثال اس سبزے کی سی ہے جو نجاست کی ڈھیری پر لگا ہوا ہو' تم میں بجز خود ستائی' شیخی' عیب جوئی' تہمت سرائی اور لونڈیوں کی طرح خوشامد اور چاپلوسی کے کچھ نہیں' بلاشبہ تم بہت برے کام کے مرتکب ہوئے' ہم نے ہمیشہ کیلئے ذلت حاصل کی اور عیب کمایا اور جہنم کے سزاوار ہوئے۔ خدا تعالیٰ تم پر غضب نازل فرمائے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں داخل فرمائے'' (جلاء العیون جلد ۲ ص ۲۲۳)

نوٹ: انہی احساسات کا اظہار حضرت سیدہ ام کلثوم اور زین العابدین رضی

اللہ عنہ نے فرمایا۔ سیدہ ام کلثوم کے یہ شعر دیکھئے۔

الا فابشروا بالنّار الکم غدا   لفی سقر حقا یقیناً تخلدو
فقلتم اخی صبرا فویل لامکم   ستجزون نارا حرھا یتوقدو
سفکتم دماء حرم الله سفکھا   وحرمھا القرآن ثُمّ مُحمد

یعنی تمہیں جہنم کی بشارت ہو' تم نے ہمارے بھائی کو شہید کر دیا' تم تمہاری مائیں روتی رہیں تم نے وہ خون بہایا جو اللہ' قرآن اور محمد مصطفی ﷺ نے تم پر حرام کر دیا تھا'' (مقتل ابن نما ص ۸۳)

حضرت امام محمد باقر کا فیصلہ

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ''بیشک حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ کو فرمایا تھا کہ میرے وصال پر چہرہ زخمی نہ کرنا' بال نہ کھولنا' ہائے ہائے ہلاکت نہ کہنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا'' (کافی جلد ۵ ص ۵۲۷)

حضرت امام صادق کا فیصلہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ''ہرگز تم میں سے کوئی شخص میری وفات پر رخسار پر طمانچے مارے اور ہرگز مجھ پر گریباں چاک نہ کرے'' (دعائم الاسلام ص ۱۳۰ از شیخ صدوق قمی)

☆ ''صبر اور مصیبت دونوں مومن کی طرف آتے ہیں تو مومن مصیبت کے وقت صبر کرتا ہے' اور بے صبری اور مصیبت کافر کی طرف آتے ہیں تو کافر بے صبری کرتا ہے'' (کافی جلد ۳ ص ۲۲۵)

☆ ''جب صبر چلا جاتا ہے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے'' (کافی جلد ۲ ص ۸۷)

باب ہفدہم

وحدۃُ الوجود

وحدۃ الوجود

غیر مقلدین حضرات نے اپنے شیخ ابن تیمیہ کے نقش قدم پر چل کر صوفیہ کرام کے متصوفانہ نظریات پر بڑے بڑے شدید فتوے لگائے' ان کے جدید ایڈیشن دعوت وارشاد والے تو اخلاقیات کی تمام سرحدیں عبور کرتے ہوئے ان نظریات کو ہندو جوگیوں اور پروہتوں سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ اس ضمن میں انکے ممدوح ان کے مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ایک فتویٰ پیش کرتے ہیں۔ جس میں انہوں مسئلہ وحدۃ الوجود کی تشریح بیان کرتے ہوئے اس کو تسلیم بھی کیا ہے۔ اور اپنے دوست مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی کے ایک قول ''وحدۃ الوجود کے بغیر چارہ نہیں'' کی حمایت بھی کی ہے۔ پوری تشریح وتعبیر پیش خدمت ہے۔ اب نجانے مولانا امرتسری کے بارے میں ان کا کیا رویہ سامنے آتا ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ

☆ ''وحدۃ الوجود کی دو تشریحیں ہیں۔ ان دونوں میں وجود کے معنی قابل غور ہیں۔ وجود کے اصلی معنی ہیں مابہ الموجودیہ' یعنی جس کی وجہ سے کوئی چیز موجود ہو جائے' اس کی پہلی تشریح یہ ہے کہ جتنی اشیاء نظر آتی ہیں ان سب کا وجود یعنی مابہ الموجودیہ صرف ایک ہی چیز ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی

قدس اللہ سرہٗ نے اس کے متعلق ایک پر معنی رباعی لکھی ہے۔

ما ادم فی الکون ولا ابلیس — لاملک سلیمان ولا بلقیس

فالکل عبارۃ وانت المعنی — یامن ھو للقلوب مقناطیس

شیخ ممدوح فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی چیز کی مستقل ہستی نہیں ہے' یہ سب تیری قدرت کے نشان ہیں اور تیری طرف توجہ دلانے والے ہیں' یہی مضمون ایک اردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

نظر آتا ہے جو کچھ نور وحدت کی تجلی ہے
یہ نقش اہل بصیرت کے لئے وجہ تسلی ہے

اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کی مثال یہ ہے کہ کسی مکان کی کوٹھیریوں میں مختلف رنگ کے شیشے لگا دیئے جائیں' کوئی سفید' کوئی سرخ' کوئی سبز' کوئی سیاہ ان کے پیچھے ایک لمپ رکھ دیا جائے۔ تو باہر سے دیکھنے والا ان شیشوں کو مختلف رنگوں میں دیکھے گا مگر باریک نظر والا لمپ کی وحدت کو ملحوظ رکھے گا' قرآن مجید بھی اس تشریح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ اللہ نور السموات والارض اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کے معنی وحدۃ الموجد کے ہوں گے۔ جو بالکل ٹھیک ہے' مولانا سیالکوٹی (میر ابراہیم سیالکوٹی) کا مطلب بھی غالباً یہی ہوگا' وحدۃ الوجود کی دوسری تشریح جسکے وحدۃ الموجودات لئے جاتے ہیں' چنانچہ صوفیانہ رباعی اس تشریح کی یوں مظہر ہے۔

در دلق گدا و در اطلس شاہ ہمہ اوست — در منزل جاناں چوتو از خویش گذشتی

در انجمن فرق نہاں خانہ جمع — باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

اس عقیدے کے صوفیا کے نزدیک انجمن فرق سے مراد یہ دنیاوی امتیازات

یہاں نہاں خانہ سے مراد وہ وحدت بحت ہے جو ان امتیازات سے پہلے تھی شاعر کہتا ہے اس انجمن دنیا میں بھی اور نہاں خانہ میں بھی وہی ایک ہے دوسرا کوئی نہیں۔ غالب مرحوم گو اس فن کے آدمی نہ تھے مگر پھر بھی کچھ کہہ گئے ہیں فرماتے ہیں۔

جب کہ تجھ بن یہاں نہیں کوئی
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

سکھوں کے گرو نانک جی کا بھی یہی عقیدہ تھا جو کہہ گئے ہیں۔

آپے ٹھاکر آپے سیوک نانک جنت بچارہ

یہ تشریح ایسی ہے کہ اس کو کوئی اہل شرع نہیں مان سکتا' بدقسمتی سے یہی تشریح مشہور بھی ہوگئی ہے'' (فتاوی ثنائیہ جلد ا ص ۱۳۹)

☆ ''ان بزرگان دین کی خدمت اسلام سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا' اس میں کوئی شک نہیں کہ ان بزرگوں کے حالات جو صحیح طور پر ہمیں پہنچے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حضرات اپنے اپنے مسلک کے مطابق متبع سنت تھے'' (ایضاً ص ۱۵۱)

متفقہ شخصیات کے فیصلے

متفقہ شخصیات میں کس کس کا ذکر کیا جائے۔ غیر مقلدین کے جملہ مدوحین بھی اس مسئلے کی حقانیت کو بہر حال تسلیم کرتے ہیں' خاندان ولی اللہی نے بھی نظریات صوفیہ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے بلکہ خود بھی منازل سلوک پوری طرح طے کی ہیں' حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے خود وحدۃ

الوجود کو عرفان کی منزل قرار دیا ہے اور اس سے اگلی منزل وحدۃ الشہود کو قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ امت محمدیہ کے مقبول ترین افراد میں شامل ہوتے ہیں' اور وہ ان بزرگوار کے نظریات کے ممنون نظر آتے ہیں' کفر کا فتویٰ لگاتے وقت ان تمام لوگوں کی عزت و حرمت کا خیال ہونا چاہیے کہ یہ ہمارے ستون ہیں۔ اور ہم سے زیادہ دین کے اصول کو جانتے ہیں' نیز اخلاص کے بھی اعلیٰ مقامات پر فائز ہیں۔

خدارا ذرا غور کیجیے

صوفیہ کا نظریۂ وحدۃ الوجود ہو یا نظریہ وحدۃ الشہود' یہ خالصتاً مشاہداتی کیفیات پر مشتمل ہے۔ جس کو کوئی کم نظر انسان نہیں سمجھ سکتا۔ لہٰذا کم نظر انسان کو خوا مخواہ ان نازک مسئلوں میں ٹانگ نہیں اڑانی چاہیے چہ جائیکہ صوفیہ پر کفر و شرک کے فتوے لگائے جائیں۔ اور اپنی کم نظری کا قصور وار بھی انہیں کو ٹھہرایا جائے' مولانا امرتسری نے صحیح فرمایا ہے کہ ان لوگوں کے حالات و اوصاف بالکل شریعت و سنت کے مطابق ہوتے تھے' وہ غیر شرعی بات کیسے کر سکتے ہیں' ان کے عظیم ہونے کی تو یہی دلیل کافی ہے کہ ایک زمانے نے ان کی صورت و سیرت دیکھ کر ایمان قبول کیا ہے' ان کے پاس بیٹھنے والا توحید و رسالت کی تعلیمات سے مالا مال ہو جاتا ہے' اس کو تزکیہ نفس کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ جبکہ معترفین اپنی تمام تر توحید پرستی کے باوجود اس دولت سے تہی دامن نظر آتے ہیں' توحید کے بنیادی تقاضوں سے ناآشنا دکھائی دیتے ہیں۔ دل سوز سے خالی ہیں' آنکھیں گداز سے عاری ہیں' دماغ

رحم سے بیگانہ ہیں' خود پرستی اور خود نمائی کی تصویر ہیں۔ اور اعتراض ہے ان لوگوں پر جس کے کردار پر ساری دنیا گواہ ہے۔ ہماری بات قابل قبول نہیں تو مولانا ثناء اللہ امرتسری کی بات ہی قبول فرمالیجئے' وہ تو آپ کے اپنے ہیں۔

ناطقہ سر بگریباں ہے

ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ جن لوگوں کو وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے نظریات کفر و شرک کا شاخسانہ نظر آتے ہیں' ان کا اپنا یہ حال ہے کہ وہ ابن تیمیہ سے لیکر آج تک سب کے سب تجسیم و تشبیہ کے قائل ہیں' انکے نزدیک وہ خدائے واحد جہت فوق میں مقید ہے۔ کرسی پر تشریف فرما ہے' کرسی اسکے وزن سے چرچراتی ہے۔ وہ عرش عظیم پر صعود و نزول کا مظاہرہ کرتا ہے جیسے خطیب منبر پر چڑھتا اترتا ہے' ان لوگوں کے نزدیک خدائے محیط کو ہر جگہ موجود ماننا گمراہوں کا عقیدہ ہے' سمجھ نہیں آتی جو خدائے تعالیٰ کے بارے میں اس قدر فراخ دل ہیں کہ اسے اپنی طرح محدود و متعین تصور کرتے ہیں' وہ ان صوفیہ پر کیسے اعتراض کرتے ہیں۔ جن کا متفقہ عقیدہ ہے کہ وہ ذات لامحدود ہے' ہر جگہ موجود ہے' وہ عرش و کرسی میں مقید نہیں' ان کو محیط ہے۔ وہ جسم سے پاک ہے' مادے سے ماورا ہے۔ وہ تو لطیف ہے' بے مثل ہے۔ اسکی حقیقت کو کوئی نہیں پاسکتا۔ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کا معنی یہ نہیں جو عقل نارسا میں آتا ہے' یہ تو عقل سلیم اور عشق جلیل کے مرحلے میں جنہیں طے کرنے کیلئے کسی درویش خدا مست کا غلام زار ہونا ضروری ہے۔

ہر بھکاری کو نہیں ملتا مقام خواجگی
ہر کس و ناکس کو تیرا غم عطا ہوتا نہیں

باب ہژدہم

حُجت تمام ہوتی ہے

حجت تمام ہوتی ہے

اس مضمون میں ہم علماء غیر مقلدین اور زعماء دیوبند کا مقام' غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کی معتبر و مستند کتابوں اور رسالوں کی روشنی میں واضح کرتے ہیں تاکہ کسی کو ان سے اختلاف کا موقع نہ ملے۔ اور وہ ماننے پر مجبور ہو جائے یا کم از کم یہ محسوس کرے کہ جس مسلک مہذب کی تائید ہمارے شیخ القرآن' شیخ الحدیث اور مجدد الاسلام پوری وضاحت و صراحت کے ساتھ فرما چکے ہیں' اس کی حقانیت میں کیا شک ہو سکتا ہے'

ابنِ حزم ظاہری کا مقام

ابو زہرہ نے علامہ ابن حزم کے بارے میں ''نابغہ روزگار'' کا لفظ لکھا ہے'' (حیات ابن حزم ص۳۱۳) نیز وحید الزمان نے انہیں اپنے مشائخ میں شمار کیا ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص۱۹)

علامہ ابن تیمیہ کا مقام

علامہ ابن تیمیہ غیر مقلد اور دیوبندی حضرات کے ممدوح و محبوب محقق اور محدث ہیں۔ تاریخ دعوت و عزیمت ص ۱۱ میں لکھا ہے۔

''آٹھویں صدی کیلئے ایک ایسے ہی مرد کامل کی ضرورت تھی جو زندگی

کے تمام میدانوں کا مجاہد ہو' اور جس کی جدوجہد اور اصلاحات کسی ایک شعبہ میں محدود نہ ہوں' شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کی ذات تھی جس نے عالم اسلام میں ایک ایسی علمی و عملی حرکت اور زندگی پیدا کر دی جسکے اثرات گزر جانے کے بعد بھی قائم ہیں''

علامہ ابن قیم کا مقام

احمد عبد الغفور عطار صاحب لکھتے ہیں ''وہابی ابن تیمیہ' ابن القیم الجوزیہ اور ان کے متبعین کے مسلک پر چلتے ہیں تو اس میں راہ صواب سے کچھ بعد نہیں' بلکہ اصح یہی ہے کہ وہابی انہی ائمہ کے متبعین میں سے ہیں۔ اور شیخ الاسلام نے بھی انہی کے طریق کی پیروی کی ہے۔ (محمد بن عبد الوہاب ص۱۲۷)

نواب صدیق حسن بھوپالی علامہ ابن قیم کو مشکلات میں پکارا کرتے تھے۔

ابن قیم مددے' قاضی شوکاں مددے

نواب صدیق حسن کا مقام

غیر مقلدین کے سرخیل نواب صدیق حسن بھوپالی کے بارے میں ایک غیر مقلد مولوی اسماعیل گوجرانوالوی رقم طراز ہیں۔

''وقت نظر' وسعتِ مطالعہ' زہد و تقویٰ کے لحاظ سے ان کا مقام یقیناً بہت اونچا ہے' اور فہم قرآن میں ان کا ذہن بے حد صاف ہے' بہت سے اکابر قدما سے بھی) انکی رائے صائب معلوم ہوتی ہے'' (حیات النبی ص۴۹)

غیر مقلدین کے مناظر مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

''نواب صدیق حسن بھوپالی پکے اہل حدیث تھے'' (فتاویٰ ثنائیہ جلد ا ص ۲۹۴)

غیر مقلد مولوی اشرف علی سندھو نے لکھا ہے۔

''اہلحدیث مسلک کے علمبردار ہیں' وسیع النظر محقق ہیں'' (تاریخ اہلحدیث ص ۱۲۹) غیر مقلدین کے نمائندہ رسالہ الاعتصام کی گوہر فشانی ملاحظہ کیجئے۔

''نواب صدیق حسن خاں آسمان ملت پر دین ھدی کے وہ درخشندہ ستارے تھے جنہوں نے اپنی ضوفشانیوں سے فسق و فجور کے گھنے اندھیرے میں انوار رحمت کا وہ اجالا کیا کہ اس سے ہزاروں نہیں لاکھوں بندگان الٰہی نے راہ مستقیم پائی'' (الاعتصام ص ۷' ۹ مارچ ۱۹۵۶ء)

نوٹ:۔ غیر مقلدین کا اپنے ''درخشندہ ستارے'' کی ان تحریروں کے بارے میں کیا خیال ہے جو اہل سنت و جماعت کی حمایت کر رہی ہیں' نیز یہ سوچنے کی بات ہے کہ حضور پرنور ﷺ کی نورانیت کا انکار کرنے والے کس طرح اپنے رہنما کی ضوفشانیوں کا ذکر کر رہے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری کا مقام

غیر مقلدین کے امام مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی' مناظر اہل حدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں کہا کرتے تھے

''ثناء اللہ کو رب ذوالجلال نے علم لدنی سے نوازا ہے'' (نقوش ابوالوفا ص ۲۰)

نیز وہ مولوی ثناء اللہ کو ''ہمارا سردار'' بھی کہتے تھے' (سراج منیر ا ص ۹۲)

غیر مقلدین کے نہایت مقبول لیڈر احسان الٰہی ظہیر نے لکھا ہے۔

''بلاشبہ برصغیر ہندو پاک میں اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے

وکیل اور سب سے بڑے محافظ اور مدافع تھے' (ایضاً ص ۱)

مولوی داود راز نے ان کی خدمت میں خراج ارادت پیش کیا ہے۔

دین پر وارے ثناء اللہ اے عالی مقام
اے فقیہ وقت اے گنجینۂ علم و عمل

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ا ص ۷۲)

سیرت ثنائی ص ۴۱۳ میں تو یہاں تک لکھا ہے۔

اے محدث' اے مناظر اے صحابہ کے مثیل

نوٹ:۔ کیا فرماتے ہیں غیر مقلدین بیچ اس مسئلہ کے کہ مولوی ثناء اللہ امرتسری کو سب سے بڑا وکیل' سب سے بڑا محافظ اور مدافع' کہنے سے احسان الٰہی ظہیر مشرک ہوئے یا نہیں' نیز ان کو صیغۂ خطاب سے پکارنا توحید کے منافی ہے یا نہیں' اگر انبیاء اولیاء کو پکارنا حرام ہے' شرک ہے اور ان کا سننا خلاف توحید ہے تو یہ عقیدہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے بارے میں کیسے درست ہو سکتا ہے۔ سب سے بڑا وکیل اور سب سے بڑا محافظ تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔ ہے کوئی جو احسان الٰہی ظہیر کو مشرک کہے؟

حافظ محمد لکھوی کا مقام

غیر مقلدین کے مشہور مفسر حافظ محمد لکھوی کے بارے میں ''الاعتصام'' کے القاب ملاحظہ فرمائیے۔

''عالیجاہ مقبول بارگاہ' مجدد المنجاب' حافظ الحدیث والکتاب' معلی الالقاب' عابد و زاہد و عارف باللہ' آیت من آیات اللہ حافظ محمد بن حافظ بارک اللہ بانی

وسوس جامعہ محمدیہ'' (الاعتصام ص ۶' ۱۸ اکتوبر س ۱۹۵۴ء)

مولوی امرتسری نے لکھا ہے کہ

''انہوں نے اہل پنجاب کیلئے تجدید دین الٰہی کا پورا حق ادا کیا' بدعت و شرک کے قلع قمع پر ہمیشہ سرگرم رہتے تھے'' (اہلحدیث امرتسر ص ۸' ۱۸ مارچ ۱۹۲۱ء)

قاضی سلیمان منصور پوری کا مقام

قاضی سلیمان منصور پوری کو تمام غیر مقلدین بہت چاہتے ہیں۔ مولوی عبدالمجید سوہدروی اور میر سیالکوٹی نے ''کرامات اہل حدیث'' میں ان کی بہت سی کرامات درج کی ہیں۔ مولوی داود غزنوی صاحب نے لکھا ہے۔

''قاضی محمد سلیمان منصور پوری کے علم و تحقیق کی بلندیوں کو کوئی نہیں چھو سکا'' (الاعتصام ص ۳ یکم جولائی ۱۹۶۰ء)

میر ابراہیم سیالکوٹی کا مقام

غیر مقلدین اہل حدیث کے مرکزی لیڈر جناب ساجد میر کے دادا حضور میر ابراہیم سیالکوٹی کو اہل حدیث میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

الاعتصام میں لکھا گیا ہے۔

''ابراہیم میر کوہ علم و عمل اور پیکر علم و عمل اور پیکر فن و تحقیق تھے' جامع معقول و منقول اور منبع علم و فضیلت ہونے کے ساتھ نہایت ذہین اور طباع تھے'' (ص ۳' ۲۰ جنوری ۱۹۵۶ء)

''مولانا سیالکوٹی نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک جو اہم اور ناقابل فراموش خدمات سرانجام دی ہیں وہ عالم آشکارا ہیں'' (ایضاً ص ۷' ۳ فروری ۱۹۵۶ء)

مولوی قاسم نانوتوی کا مقام

تمام علماء دیوبند بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کو ''قاسم العلوم والخیرات'' کہتے اور لکھتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں کو اپنے مسلک کی بنیاد سمجھتے ہیں' یہ بات کسی حوالے کی محتاج نہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا مقام

دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں لکھا ہے

''سراپا فضل و کمال' معدن حسنات و خیرات'' (حیات اشرف ص ۵۵)

دیوبندی حضرات انہیں ''وسیلتنا فی الدارین'' کہتے ہیں' (فتاوی اشرفیہ جلد ا ص ۱) نیز انکے بارے میں لکھا ہے' کہ انکے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے' (تذکرۃ الرشید جلد ا ص ۱۱۳)

حضور ﷺ ہمارے مولانا اشرف تھانوی کی شکل میں ہیں'' (اصدق الرویا ص ۲۵)

میاں نذیر حسین دہلوی کا مقام

کتاب معیار الحق ص ۲۵۴ میں غیر مقلدین کے شیخ الکل کی شان میں یہ اشعار لکھے ہوئے ہیں' جن سے ان کا مقام معلوم ہوتا ہے۔

وہ کون سیدنا مولوی نذیر حسین
کہ جس کے فیض سے مستفیض اہل زمین

عجیب ذات ہے کیا مجمع علوم و فنون
کہ جس کا آج نہیں ہند میں نظیر و قریں

مولوی رشید احمد گنگوہی کا مقام

علماء دیوبند مولوی رشید گنگوہی کو قطب الارشاد سمجھتے ہیں' اور ان کی شان میں گنگناتے ہیں۔

کیا وصف کروں اس کا ممتاز
انساں کی شکل میں فرشتہ دیکھا

گنگوہی صاحب خود اپنے بارے میں اعلان فرماتے ہیں۔

''سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بہ قسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر'' (تذکرۃ الرشید جلد دوم ص ۱۷)

نوٹ:- یہ الفاظ بغور پڑھیے اور فیصلے کیجیے کہ مولوی گنگوہی صاحب در پردہ کونسا دعویٰ فرما رہے ہیں۔ کیونکہ نجات و ہدایت تو انبیاء کرام کی اتباع پر موقوف ہے' کسی بڑے سے بڑے امام اور ولی نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا' حضور ﷺ کی نعت کو نظم کہنے والے دیکھیے گنگوہی صاحب کی نعت کس طرح پڑھتے ہیں' مولوی خلیل احمد رطب اللسان ہیں۔

گر بگویم تا قیامت نعت او
ہیچ آں را مقطع و غایت مجو

(تذکرۃ الخلیل ص ۵۹)

نیز کہتے ہیں کہ ''میں تو اس دربار (رشیدی) کے کتوں کے برابر بھی نہیں'' (ایضاً ص ۶۰)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا مقام

علماء دیوبند کا مولوی خلیل احمد صاحب کے بارے میں یہ عقیدہ ہے۔

''مولوی خلیل احمد مستجاب الدعوات ہیں اور ان کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی'' (تذکرۃ الخلیل ص ۳۵۵)

''حضرت کے کمالات بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے' انکا ادراک مجھ جیسے ناکارہ کی تو کیا حقیقت ہے بڑوں کو بھی مشکل تھا'' (ایضاً ص ۳۵۸)

مولوی انور شاہ کشمیری کا مقام

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں ''انور شاہ کشمیری بہت بڑے متبحر عالم تھے۔ یہاں تک کہ ہے تو گستاخی لیکن سچی بات کیوں چھپاؤں' میرا خیال ہے کہ وہ اپنے اکثر اساتذہ سے بھی علوم میں بڑھ گئے تھے'' (افاضات یومیہ جلد ۷ ص ۱۱)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا مقام

دیوبندی حضرات اپنے مرشد گرامی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

''حضرت والا کے متوسلین کے حسن خاتمہ کے بکثرت واقعات ہیں جن سے مقبولیت و برکات کا سلسلہ ظاہر ہوتا ہے چنانچہ خود حضرت والا فرمایا کرتے

زباں میری ہے بات ان کی

ہیں کہ حضرت حاجی کے سلسلہ کی یہ برکت ہے کہ جو بلاواسطہ یا بالواسطہ حضرت سے بیعت ہوا اس کا بفضلہ تعالیٰ خاتمہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض متوسلین گو مرید ہونے کے بعد دنیا دار ہی رہے مگر ان کا خاتمہ بھی بفضلہ تعالیٰ اولیاء اللہ کا سا ہوا'' (اشرف السوانح جلد ۲ ص ۸۶)

نوٹ:- یہی بات اگر کوئی سنی اپنے مشائخ کرام کے بارے میں کہے تو یہ لوگ بھڑک اٹھتے ہیں کہ دیکھو بے عملی کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ نہ نماز نہ روزہ بھلا نسبت سے کیا بنے گا' ایک مرتبہ بہشتی دروازے سے گزر جانے سے آدمی کیسے جنتی ہوگیا' وغیرہ' ہم ان لوگوں کو مذکورہ بالا عبارت پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ایک دنیا دار کا خاتمہ کیسے اولیاء اللہ جیسا ہوسکتا ہے' صرف پیر صاحب کی بیعت کی برکت ہے۔

''مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب فن تصوف کے امام' مجدد' مجتہد اور محقق تھے'' (افاضات یومیہ جلد ۵ ص ۲۰' ص ۴۱) نیز وہ ان کیلئے ''شیخ العرب والعجم'' کا لقب بھی استعمال کرتے ہیں' (ارواح ثلاثہ ص ۲۰۸)

مولوی خلیل احمد صاحب نے ان کیلئے یہ القاب استعمال کئے ہیں' حجۃ الاصفیاء' تاج الاولیاء' زبدۃ المقربین' عمدۃ الواصلین' شمس الحقیقہ والعرفان' بدر الطریقہ والاحسان' حجۃ اللہ تعالیٰ البالغہ' برھان الملۃ المستقیم' مرجع العالم' منبع الفیض الاتم' بحر الحقائق والاسرار' مصدر العلوم والانوار' صاحب المقامات العلیہ ذو الافعال والدرجات الرفیعہ الصدیق الاعظم' والقطب الافخم'' (براہین القاطعہ ص ۱۲۱)

حضرت گنگوہی ...... حضرت (حاجی صاحب) کی نسبت بار بار رحمۃ للعالمین فرماتے تھے'' (افاضات یومیہ جلد ۱ ص ۱۰۷) بلکہ گنگوہی صاحب کے

اور ایک تو لفظ ''رحمۃ للعالمین'' صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء' انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوئے ہیں'' (فتاوی رشیدیہ جلد ۲ ص ۹)

علماء دیوبند کا مقام

مولوی خلیل احمد صاحب تمام علماء دیوبند کی شان بیان کرتے ہیں ''ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی' آپ تو عربی ہیں' فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی'' (براہین قاطعہ ص ۲۶)

ہم پیالہ ہم نوالہ

اہلحدیث غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات اعتقادی طور پر بالکل ہم پیالہ ہم نوالہ ہیں' اس لئے انہوں نے ایک دوسرے کے اکابرین کو گاہے بگاہے خوب خراج عقیدت پیش کیا ہے' جس کی امثال و قرائن ہمارے سامنے روشن ہیں الاعتصام کی شہادت ملاحظہ کیجئے۔

(۱) ''ہندوستان میں شاہ ولی اللہ اور انکے خاندان کے علم و فضل سے لوگوں نے یکساں اکتساب فیض کیا وہ اہل حدیث اور موجودہ دیوبند کے اکابر ہیں۔ اسلئے ان میں اور ہم میں اتنا مسلکی فرق نہیں ہے کہ معاملہ ایک دوسرے سے تنفر تک پہنچ جائے۔ چنانچہ اکثر اہل حدیث مدارس میں حنفی (دیوبندی) علماء مدرس رہے'' (الاعتصام ص ۱۹' فروری ۱۹۵۵ء)

(۲) ابو یحییٰ امام خان نوشہری غیر مقلد لکھتے ہیں۔

''مدرسہ عالیہ دیوبند جس کی شان آج ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلام میں ممتاز ہے اور جس میں ان دنوں حدیث کا تذکرہ گویا گفتہ آید درحدیث دیگراں ہو رہا ہے'' (تراجم علماء حدیث ہند ص ۱۳)

(۳) مولوی داود غزنوی لکھتے ہیں۔

''علماء دیوبند محقق اہل نظر ہیں، دلائل پر ان کی نظر ہے، اپنے مسلک کی حمایت میں ان کا مدار جذبات پر نہیں ہوتا'' (الاعتصام ص ۲، ۲۰ جنوری ۱۹۵۹ء)

(۴) غیر مقلدین کے رسالہ ''الارشاد جدید'' میں لکھا ہے۔

''ہاں سلامتی ہو مولانا محمد قاسم نانوتوی کی روح پاک پر، مولانا عبدالق گنگوہی کی روح پر جن کے فیوض و برکات سے ایشیا کی واحد دینی درس گاہ دیوبند کی روشنی اور نور سنت نبی کریم اس برعظیم میں پھیلتا رہا۔ (الارشاد جدید ص ۱۶ مئی ۱۹۵۷ء)

(۵) مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

''مولوی اشرف علی تھانوی شرکت و بدعت کی تردید میں جماعت اہل حدیث کے ہمنوا تھے'' (اہلحدیث ص ۲، ۳۰ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۶) الاعتصام میں لکھا ہے۔

''ہندوستان میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا سید حسین احمد مدنی، قاری محمد طیب، مولانا منظور نعمانی، مولانا حفیظ الرحمٰن سیوہاروی، مولانا محمد میاں صاحب، عبدالوہاب آروی، سید تقریظ احمد سیوہاروی، افتاء و مسائل میں حجت و سند ہیں'' (الاعتصام ص ۵، ۴ ستمبر ۱۹۵۹ء)

(۷) ''مولانا مدنی کی موت علم کی موت ہے، بلکہ یہ پورے عالم اسلام کا ایک عظیم نقصان ہے، مولوی داود غزنوی نے ان کی نماز جنازہ غائبانہ بھی پڑھائی'' (ایضاً ص ۱، ۱۳ دسمبر ۱۹۵۷ء)

(۸) مولوی رشید گنگوہی صاحب نے فرمایا ہے ''اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں'' (فتاویٰ رشیدیہ جلد ص ۹۶)

ناطقہ سر بگریباں ہے

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں مسالک اعتقادی طور پر آپس میں شیر و شکر ہیں، ایک دوسرے کے اکابر کا احترام کرتے ہیں۔ بڑے بڑے القابات سے نوازتے ہیں۔ لہٰذا ان لوگوں کو چاہیے کہ اپنے مشترکہ اکابر کے معتقدات و نظریات کو سامنے رکھ کر اہل سنت و جماعت کے راستے کو درست سمجھیں ورنہ ان مشترکہ اکابر کا ''کوئی حل'' تلاش کریں۔ یعنی جو زبان اہل سنت و جماعت کے خلاف استعمال کرتے ہیں وہی انکے بارے میں بھی استعمال کریں۔ لیکن اتنا حوصلہ نظر نہیں آتا۔ نجانے دوسروں کی آنکھ کا بال دیکھنے والے اپنی آنکھ کا شہتیر کیوں فراموش کر دیتے ہیں۔

عیب بیگانہ ویکھ کے طعن کرے مجہول
اوپر اپنے عیب دے نظر نہ کر دا مول

متفقہ شخصیات کا مقام

اس مضمون میں غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کی تحریروں کی روشنی میں متفقہ شخصیات کا مقام و مرتبہ بیان کیا جاتا ہے تا کہ کسی ''طالع آزما'' کو

ان سے اختلاف کا یارانہ رہے۔

حضور مجدد الف ثانی کا مقام

(١) نواب وحید الزماں غیر مقلد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں،

''الٰہی اس کتاب (ہدیۃ المہدی) کی تالیف و اتمام میں انبیاء و صالحین اور ملائکہ مقربین کی ارواح مقدسہ سے میری مدد فرما' بطور خاص ہمارے امام حسن بن علی اور ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی اور ابن تیمیہ اور احمد مجدد الف ثانی کی ارواح سے میری مدد فرما' (ہدیۃ المہدی ص ١٩)

نوٹ:- یہی ہم کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت اگر فرشتوں کے ذریعے امداد فرمائے تو شرک نہیں' اپنے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے ذریعے امداد فرمائے تو کیسے شرک ہوگیا' کاش یہ ہٹ دھرم لوگ مولانا وحید الزماں کی بات ہی مان لیں' بہر حال وہ حضور مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی روح پر فتوح کے ذریعے سے مدد مانگ رہے ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ حضرت مجدد کا اس امام الوہابیہ کے نزدیک بڑا مقام ہے۔

(٢) مولوی عبداللہ روپڑی کا ارشاد ہے۔

''حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں توحید و سنت کی ترغیب اور شرک و بدعت کی تردید اور اعمال شرکیہ اور بدعیہ کی جس عمدگی سے نشاندہی فرمائی ہے یہ انہی کا حصہ ہے' اور ایمان و اعتقاد کی سلامتی کیلئے صحابہ کرام اور علمائے سلف کے تعامل کا جو سنہری اصول پیش فرمایا ہے' یہ ہر قسم کے الحاد اور گمراہی کی شناخت کیلئے راہنما بھی ہے اور اس سے بچنے کیلئے تریاق بھی ہے' ہفت روزہ تنظیم

(اہلحدیث ص ٢، ١٣ نومبر ١٩٥٩ء)

(٣) امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے آپ کیلئے ''امام ربانی قیوم زمانی'' جیسے القاب لکھے ہیں' (صراط مستقیم ص ١٣٢)

نوٹ:- کیا فرماتے ہیں علماء غیر مقلدین اور زعما دیوبند کہ غیر اللہ کو ''قیوم زمانی'' کہنے سے آپکے امام اول اور مرشد برحق اور شہید اعظم مشرک و کافر ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے تو اس کا اجتماعی اعلان فرمایئے' اگر نہیں ہوئے تو آپ بھی ان کی بات مان لیں' نیز اس سے حضرت مجدد کا مقام نکھر کر سامنے آگیا ہے' بھلا قیوم زمانی اور امام ربانی کا عقیدہ کیسے غلط ہوسکتا ہے یہی بات ہر قدم پر ہم آپ کو سمجھانا چاہتے ہیں۔

علامہ ابن جوزی کا مقام

(١) وہابیہ و دیوبندیہ کے متفقہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے امام جوزی علیہ الرحمۃ کے بارے میں فرمایا ہے۔

''امام ابن جوزی جلیل القدر مفتی اور بڑے صاحب تصنیف و تالیف تھے' اور بہت سے فنون میں آپ کی تصنیفات ہیں' یہاں تک کہ میں نے انہیں شمار کیا ہے تو انہیں ہزار سے بھی زیادہ پایا خصوصیت سے حدیث اور فنون حدیث میں آپ کی ایسی تصنیفات موجود ہیں کہ ان کی مانند شاید ہی کوئی تصنیف ہو۔ اور ہر فن میں لوگوں کی تصنیفات سے آپ کی تصنیفات بہت عمدہ اور معتبر ہیں۔ (الاعتصام ص ٦، ٢٩ فروری ١٩٥٢ء)

(٢) امام الوہابیہ وحید الزماں نے انہیں اپنے مشائخ میں شمار کیا ہے' (ہدیۃ

المہدی ص ۱۹)

نوٹ:۔ جب امام ابن جوزی ہر فن میں اوروں سے زیادہ معتبر اور عمدہ ہیں اور آپ کے مشائخ میں شامل ہیں تو فن میلاد پر لکھی گئی ان کی تصنیف لطیف ''المولد العروس'' کو آپ کیوں نہیں مانتے' اگر مانتے ہیں تو عام کیوں نہیں کرتے' آپ ان کی میلادی روایات سے کیوں لرزاں ہیں۔ آپ کی نظر میں میلاد مصطفٰے کا انعقاد کیوں پریشان کن ہے۔ کیا آپ سب سے عمدہ اور معتبر انسان کی بات بھی نہیں مانا کرتے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا مقام

امام الوہابیہ مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

''شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے مجھ عاجز کو علم و فضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے۔ آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں'' (تاریخ اہلحدیث ص ۳۹۸)

(۲) ''غیر مقلد عالم حکیم عبدالرحیم اشرف نے لکھا ہے ''یہ عظیم تجدیدی کارنامے جن تین پاکباز نفوس نے انجام دیئے ان کے اسم گرامی یہ ہیں' اول حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ' جنہیں دنیائے اسلام مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ دوم شیخ عبدالحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیث نبوی کے علوم کو عام کیا' سوم الشیخ احمد بن عبدالرحیم جنہیں عالم اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارتا ہے'' (الاعتصام ص ۵' ۱۹ مارچ ۱۹۵۷ء)

شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی کا مقام

(۱) مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

''حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم عامل اور ولی کامل تھے'' (سراجاً منیرا ص ۳۵)

(۲) ''شاہ عبدالرحیم صاحب علوم شریعت میں کامل ہونے کے علاوہ طریقت و باطن میں بھی صاحب کمال تھے اور صاحب کرامت اولیاء اللہ میں تھے'' (تاریخ اہلحدیث ص ۴۱۲)

(۳) ''آپ اپنے زمانہ میں فضیلت علمی کے ساتھ ایک مقدس بزرگ مانے جاتے تھے'' (ایضاً ص ۴۱۲)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مقام

(۱) نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔

''اگر حضرت شاہ ولی اللہ کا وجود صدر اول اور زمانہ ماضی میں ہوتا تو وہ امام الائمہ اور تاج المجتہدین کہلاتے'' (اتحاف النبلاء ص ۴۳۰)

(۲) مولوی اسماعیل دہلوی نے انہیں ''قطب المحققین' فخر العرفا والکاملین' علم باللہ الشیخ ولی اللہ'' کے القاب سے یاد کیا ہے'' (صراط مستقیم ص ۴)

(۳) مولوی اشرف سندھو غیر مقلد نے لکھا ہے'' اہلحدیث شاہ ولی اللہ کو ہندوستان میں مسلک اہل حدیث کا مجدد اعظم اور موسس اول سمجھے ہوئے ہیں'' (تاریخ التقلید ص ۱۵۰)

(۴) مولوی مذکور نے انہیں ''حجۃ اللہ علی الارض'' کا لقب دیا ہے'' (ایضاً ص

۱۴۷)

(۵) میر ابراہیم سیالکوٹی نے انہیں "بلانزاع بارھویں صدی کا مجدد" کہا ہے" (تاریخ اہلحدیث ص ۴۱۲)

(۶) مولوی محمد دہلویؒ لکھتے ہیں "حضرت شاہ ولی اللہ اور انکا سارا خاندان سب اہلحدیث خیال کے تھے۔ جو کچھ ان حضرات کے ذریعہ سے خلق کو فائدہ پہنچا وہ ہر ایک کو معلوم ہے" (اخبار محمدی ص ۱۳ محرم سنہ ۱۹۳۸ء)

(۷) مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں "شاہ ولی اللہ صاحب بڑے درجے کے شخص ہیں" (حسن العزیز ص ۲۹)

نوٹ :- جب یہ سب حضرات ان کو مجدد مانتے ہیں' موسس اول مانتے ہیں قطب المحققین مانتے ہیں' تو ان کے عقیدوں کو کیوں درست نہیں مانتے؟ باقی رہا ان کا اہل حدیث غیر مقلد ہونا تو یہ اس عارف کامل پر سراسر الزام حضرت شاہ صاحب اور ان کا سارا خاندان مضبوط اہل سنت حنفی المذہب غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات نے ہمیشہ اس خاندان کا نام اپنے مقاصد کیلئے استعمال کیا ہے۔ انکے عقائد کو اس خاندان کے عالی مرتبت افراد سے کیا نسبت

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا مقام

(۱) مولوی اسماعیل دہلویؒ نے لکھا ہے

"ہدایت مآب' قدوۂ ارباب صدق و صفا' زبدۂ اصحاب فنا و بقا' سید

العلماء سند الاولیاء' حجۃ اللہ علی العالمین' وارث الانبیاء والمرسلین' مرجع ہر ذلیل و عزیز مولانا و مرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بطول بقائہ واعزنا وسائر المسلمین بمجدہ وعلائہ" (صراط مستقیم)

(۲) مولوی اشرف سندھو نے انہیں "شمس الہند" لکھا ہے۔ (تاریخ التقلید ص ۲۵)

(۳) مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی نے لکھا ہے "استاذ الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی دقیقہ شناسی اور نکتہ رسی مسلم کل ہے" (واضح البیان ص ۲۹)

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا مقام

(۱) میر ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

"شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے جملہ اہل کمال کے حلقہ میں ایسے ممتاز تھے جیسے جھلملاتے تاروں کے حلقہ میں پوری روشنی کا چاند" (تاریخ اہلحدیث ص ۴۱۹)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا مقام

(۱) مولوی یحییٰ امام خان نوشہروی غیر مقلد نے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ' کو "بیہقی وقت اور علم الھدیٰ" کے لقب سے یاد کیا ہے اور انکی عربی تفسیر مظہری کا تعارف کرایا ہے" (ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات)

خدارا ذرا غور کیجئے

الحمد للہ العزیز! ہم نے تمام حقائق و آثار آپ کے سامنے رکھ دیئے

ہیں۔ غور و فکر سے کام لینا آپ کا کام ہے۔ جب ان تمام اکابر کی علمی روحانی عظمتوں کو آپ لوگ کے اکابر بھی سلام شوق پیش کرتے نظر آتے ہیں، کرتے ہیں تو ان کے عقائد و اعمال کو تسلیم کرنا کون سی قباحت ہے۔ اول اس کاوش کو ایک بار پھر پڑھیں' ان اکابر کے فیصلوں کو دیکھیں' وہ خود بھی اہل سنت و جماعت تھے اور انہوں نے ہمیشہ اہل سنت و جماعت کی تائید فرمائی لہٰذا آپ کو یہ بدعتی فرقے اختیار کرنے کی کیا مجبوری ہے؟ اہل سنت و جماعت ہی اہل اسلام کا پرانا مذہب ہے' یہی حقیقی اسلام و ایمان کا نمائندہ ہے' اسی کو صحابہ کرام نے فروغ دیا' اس کا نام نامی بھی قرآن و سنت کی روشنی میں صحابہ کرام نے تجویز فرمایا' تابعین عظام' لاکھوں اولیاء علماء محدثین مفکرین' مورخین اسی مذہب کے دامن میں پناہ لیتے رہے' باقی تمام فرقے ان کے نام' انکے کام "بدعت ہیں" کسی صحابی رسول نے اپنے آپ کو "وہابی" نہیں کہا' "اہل حدیث" کا لفظ کہاں ہے قرآن و حدیث میں؟ اثری' سلفی کس صحابی اور تابعی کی پہچان ہے؟ آپ نے بدعتی نام کیوں اپنائے؟ اہل سنت و جماعت ہونے کا تو مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کیساتھ تمام صحابہ کرام نے اعلان کیا' دیگر فرقوں بلکہ فرقیوں کے نام بہت بعد کی پیداوار ہیں۔ آخر میں ایک حقیقت افروز تحریر ملاحظہ کیجئے۔ مولانا زید فاروقی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

"حضرت مجدد کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے۔ ایک اہل سنت و جماعت' دوسرے شیعہ' اب مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا' وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے' اور شاہ عبدالعزیز شاہ رفیع الدین

شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلان طبع محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کا رسالہ "رد الاشراک" ان کی نظر سے گزرا اور انہوں نے اردو میں "تقویۃ الایمان" لکھی' اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا' کوئی غیر مقلد ہوا' کوئی وہابی بنا' کوئی اہل حدیث کہلایا' کسی نے اپنے کو سلفی کہا' ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا' معمولی نوشت و خواند کے افراد امام بننے لگے۔ اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم و احترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ کے بعد ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں۔ اس وقت کے تمام جلیل القدر علماء کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا اور ان حضرات نے بہ اتفاق اس کتاب کو رد کیا...... مولانا مخصوص اللہ نے ساتویں سوال کے جواب میں لکھا ہے "اس مجلس تک سب ہمارے طور پر تھے پھر ان کا جھوٹ سن کر کچے پکے آدمی آہستہ آہستہ پھرنے لگے" (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۰)

وسیلہ

ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے وسیلہ جلیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں التجا کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بزرگان دین سے استمداد اور استغاثہ بھی جائز ہے کہ وہ امداد الٰہی کے مظہر کامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے مخلوق کی مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

"اے کاش میری عقل ان لوگوں کے پاس ہوتی جو اولیاء اللہ سے استمداد اور ان کی امداد کا انکار کرتے ہیں۔ یہ اس کا کیا مطلب سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو یہ ہے' دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ اور اس سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے۔ اور اللہ کے ولی کا وسیلہ پیش کرتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے' اے اللہ' تو نے جو اس مقرب و مکرم بندے پر رحمت فرمائی اس کے وسیلے سے میری اس حاجت کو پورا فرما کہ تو کرم کرنے والا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اللہ کے ولی کو ندا کرتا ہے اور اس کو مخاطب کر کے عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے ولی' آپ میری شفاعت کریں' اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ وہ میرا سوال اور مطلوب مجھے عطا کر دے اور میری حاجت برلائے سو مطلوب کو دینے والا اور حاجت کو پورا کرنے والا صرف اللہ ہے' اور یہ بندہ درمیان میں وسیلہ ہے اور قادر' فاعل اور اشیاء میں تصرف کرنے والا

صرف اللہ ہے' اولیاء تو اللہ تعالیٰ کے فعل' سطوت' قدرت اور تصرف میں فانی و ہالک ہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۴۰۳)

اس عقیدے پر بھی غیر مقلد اور اہل دیوبند حضرات کفر و شرک کا حکم صادر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سنی تو غیر اللہ سے مانگ کر مشرک ہو گئے اس باب میں ہم نے ان حضرات کے بزرگوں کی واضح عبارات پیش کر دی ہیں تاکہ انہیں غور و فکر کی دعوت دی جائے۔

مولوی وحید الزماں کا فیصلہ

غیر مقلدین کے نامور عالم' مولوی وحید الزماں صاحب رقمطراز ہیں۔

"جب دعا میں "غیر اللہ" کے وسیلے کا جواز ثابت ہے تو اس کو زندوں کے ساتھ خاص کرنے پر کیا دلیل ہے۔ حضرت عمر نے جو حضرت عباس کے وسیلے سے دعا کی تھی' وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے ممانعت پر دلیل نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عباس کے وسیلے سے اس لئے دعا کی تاکہ حضرت عباس کو لوگوں کے ساتھ دعا میں شریک کریں۔ اور انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اسی طرح شہدا اور صالحین بھی زندہ ہیں۔ ابن عطاء نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ کے خلاف دعویٰ کیا' پھر اس کے سوا اور کچھ ثابت نہیں کیا کہ بطور عبادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرنا جائز نہیں۔ ہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن حنیف نے اس شخص کو آپ کے وسیلے سے دعا تعلیم کی جو حضرت عثمان غنی کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان غنی اس کی

طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ اس دعا میں یہ الفاظ تھے" اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں' اس حدیث کو امام بیہقی نے سند متصل کے ساتھ ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔ کاش! میری عقل ان منکرین (غیر مقلدین) کے پاس ہوتی' جب کتاب وسنت کی تصریح سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے تو صالحین کے وسیلہ کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا' امام جذری نے حصن حصین کے آداب دعا میں لکھا ہے' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کرنا چاہیے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے' یا محمد! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ سید (صدیق حسن بھوپالی) نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے' موضوع نہیں۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ میں تیرے نبی محمد اور موسیٰ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں' اسکو علامہ ابن اثیر نے نہایہ میں اور علامہ طاہر پٹنی نے مجمع بحارالانوار میں ذکر کیا ہے اور امام حاکم امام طبرانی اور امام بیہقی نے ایک حدیث میں حضرت آدم کی اس دعا کو روایت کیا ہے" اے اللہ! میں تجھ سے بحق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوال کرتا ہوں" اور ابن منذر نے روایت کیا ہے" اے اللہ تیرے نزدیک جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت اور عزت ہے' میں اس کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں' علامہ سبکی نے کہا ہے کہ وسیلہ پیش کرنا' مدد طلب کرنا' اور شفاعت طلب کرنا مستحسن ہے' علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوکر آہ وزاری کرنے کا متقدمین اور متاخرین میں سے کسی نے انکار نہیں کیا تھا حتیٰ کہ ابن

تیمیہ آیا اور اس نے انکار کیا۔ قاضی شوکانی نے کہا کہ انبیاء میں سے کسی نبی' اولیاء میں سے کسی ولی اور علماء میں سے کسی عالم کا بھی وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ جو شخص قبر پر جا کر زیارت کرے یا فقط اللہ سے دعا کرے اور اس میت کے وسیلہ سے دعا کرے کہ اے اللہ میں تجھ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے فلاں بیماری سے شفا دے اور میں اس نیک بندے کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں تو اس دعا کے جواز میں کوئی شک نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ص ۴۹)

مولوی عبدالرحمٰن مبارکپوری کا فیصلہ

غیر مقلدین کے نامور محدث مولوی عبدالرحمٰن مبارکپوری نے غیر مقلدین کے بہت بڑے "پیر ومرشد" علامہ قاضی شوکانی کی عبارت نقل کی ہے۔

"انبیاء اور صالحین کے توسل سے روکنے والے قرآن پاک سے استدلال کرتے ہیں کہ قرآن میں ہے۔

ترجمہ: "ہم ان کی صرف اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں' (زمر) اور اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو (جن) اور اسی کو (معبود سمجھ) کر پکارنا چاہیے اور جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں جو ان کو جواب نہیں دے سکتے۔ (رعد)

ان آیات سے استدلال درست نہیں۔ کیونکہ سورۃ زمر کی آیت میں تصریح ہے کہ مشرکین بتوں کی عبادت کرتے تھے اور جو شخص کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ اس کی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس عالم کے علم کی وجہ سے اس کو اللہ کے نزدیک فضیلت اور وجاہت ہے۔ وہ اس وجہ سے اس کے

وسیلہ سے دعا کرتا ہے۔ اسی طرح سورۃ جن کی آیت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک کر کے پکارنے (یا عبادت کرنے) سے منع کیا گیا ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں اللہ اور فلاں کی عبادت کرتا ہوں اور جو شخص کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ صرف اللہ سے دعا کرتا ہے اور اللہ کے بعض نیک بندوں کے اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرتا ہے۔ جیسا کہ غار میں تین شخص تھے اس غار کے منہ پر چٹان گر گئی تو انہوں نے اپنے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا کی اسی طرح سورۃ رعد کی آیت میں ان لوگوں کی مذمت ہے جو ان لوگوں کو (معبود سمجھ کر) پکارتے تھے جو ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے تھے اور اپنے رب کو نہیں پکارتے تھے جو ان کی دعا قبول کرتا ہے جو شخص کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ صرف اللہ سے دعا کرتا ہے اور کسی اور سے دعا نہیں کرتا اللہ کے بغیر نہ اللہ کیساتھ" (تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۲۸۳)

مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ

اہل دیوبند کے "قطب الارشاد" رشید احمد گنگوہی "یا رسول اللہ انظر حالنا" کے جواب میں لکھتے ہیں۔

☆ "یہ خود معلوم آپ کو ہے کہ ندا غیر اللہ تعالیٰ کو دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے۔ ورنہ شرک نہیں، مثلاً یہ جانے کہ حق تعالیٰ ان کو مطلع فرما دیوے گا یا باذنہ تعالیٰ انکشاف ان کو ہو جاوے گا یا باذنہ تعالیٰ ملائکہ پہنچا دیویں گے جیسا کہ درود کی نسبت وارد ہے۔ یا محض شوقیہ کہتا ہو محبت میں یا عرض حال، محل تحسر و حرمان میں ایسے مواقع

میں اگرچہ کلمات خطابیہ بولتے ہیں لیکن ہرگز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ پس ان ہی اقسام سے کلمات مناجات و اشعار بزرگان کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذاتہٖ نہ شرک ہیں نہ معصیت، مگر ہاں بوجہ موہم ہونے کے ان کلمات کا مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہٖ ایہام بھی ہے، لہٰذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے اور نہ اس کے مولف پر طعن ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۶۸)

☆ "اور اولیاء کی نسبت بھی یہ عقیدہ ایمان ہے کہ حق تعالیٰ جس وقت چاہے ان کو علم و تصرف دیوے اور عین حالت تصرف میں حق تعالیٰ ہی مصرف ہے۔ اولیاء ظاہر میں مصرف ہی معلوم ہوتے ہیں، عین حالت کرامت و تصرف میں حق تعالیٰ ہی انکے واسطے (وسیلے) سے کچھ کرتا ہے" (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۹۵)

☆ "اہل دیوبند کے مقتدا اور شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی "ایاک نستعین" کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے" (حاشیہ القرآن الحکیم ص ۲)

مولوی صفدر خان دیوبندی کا فیصلہ

اہل دیوبند کے بہت بڑے محقق، مولوی صفدر خان صفدر دیوبندی تمام علماء دیوبند کا عقیدہ لکھتے ہیں۔

''یہاں ہم صرف المہند کی عبارت پر اکتفا کرتے ہیں جو علماء دیوبند کے نزدیک ایک اجماعی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے'' ''ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و اولیاء صدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات میں یا بعد وفات کے بایں طور کہے کہ یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برائی چاہتا ہوں۔ اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے' ہمارے شیخ محمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے' پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے' (تسکین الصدور ص ۳۱۳)

☆ ان اکابر کے بیان سے معلوم ہوا کہ قبر پر حاضر ہو کر شفاعت مغفرت کی درخواست کرنا' قرآن کریم کی آیت کے عموم سے ثابت ہے۔ بلکہ امام سبکی فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس معنی میں صریح ہے اور خیر القرون میں یہ کاروائی ہوئی مگر کسی نے انکار نہیں کیا جو اسکے صحیح ہونے کی واضح دلیل ہے' (تسکین الصدور ص ۳۶۲)

خدارا ذرا غور کیجیے

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ غیر مقلد اور اہل دیوبند حضرات کے اکابر کے نزدیک بھی انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا وسیلہ جائز ہے اور ان کو اس عقیدے کے ساتھ پکارنا جائز ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اذن سے سنتے ہیں' امداد فرماتے ہیں' ان کے تصرفات و کرامات میں اللہ تعالیٰ کا تصرف جاری و ساری ہوتا ہے' لیکن افسوس صد افسوس موجودہ غیر مقلد اور اہل دیوبند

حضرات از حد متشدد ہیں' داتا صاحب اور خواجہ صاحب کی بارگاہوں میں جانے والوں کو ''پکا مشرک'' تصور کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ مولانا فضل الرحمن صاحب جیسے لوگ واجپائی کے دربار میں چلے جائیں اور ان مشرکوں کے ہاتھ کا ''پرشاد'' بھی کھا آئیں' تقدیر کا یہ فیصلہ کتنا دردناک ہے' جنکے عقیدے میں ''داتا صاحب کا لنگر'' اور ''ختم شریف کا کھانا'' اور ''میلاد شریف کا تبرک'' اور ''گیارہویں شریف کی شیرینی'' حرام ہے' وہ ہندوؤں اور سکھوں کا ''پرشاد'' کھانے پر مجبور ہیں۔

پسند اپنی اپنی' نصیب اپنا اپنا

ان منکرین کے اکابر نے واضح طور پر لکھا ہے کہ ''یارسول اللہ'' یا محمد'' کہنا جائز ہے' لیکن یہ پھر بھی قائل نہیں ہوتے' اور نعرۂ رسالت کے جواب میں ''یارسول اللہ'' نہیں کہتے' بلکہ کہنے والے کو کافر و مشرک تصور کرتے ہیں' اب ہم یہی عرض کرتے ہیں کہ اپنے اس پسندیدہ لقب ''کافر و مشرک'' سے ذرا نواب صدیق حسن' وحید الزماں' رشید گنگوہی' صفدر خان' محمود الحسن' اور قاضی شوکانی وغیرہ کو بھی سرفراز فرما دیں' وہ بیچارے کیوں اس لقب سے محروم ہیں' خدا ایسے ماننے والے کسی دشمن کو نہ دے' ان اکابر نے ان اصاغر کیلئے کیا کچھ نہ کیا۔ دین مصطفےٰ کو چھوڑ کر نئے نئے مسلک عطا کئے' نئے نئے عقیدوں سے مالا مال کیا' یہ ہیں کہ اپنے محسنین سے بھی فرار ہو رہے ہیں' موجودہ غیر مقلد کافی شوخ چشم اور زبان دراز ہیں' یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان اکابر کی نہیں مانتے' قرآن و حدیث کی مانتے ہیں' ہم عرض کرتے ہیں کہ جناب ان اکابر نے ''یارسول اللہ' پکارنے کو جائز لکھ کر' وسیلے استعانت اور اہل قبور کے پاس جا کر

دعا کرنے کو صحیح عمل قرار دے کر آپ کے نزدیک قرآن وحدیث کی مخالفت کی ہے یا نہیں' اگر نہیں کی تو آپ بھی ان عقائد واعمال کو مان جایئے اور اگر کی ہے تو آپ قرآن وحدیث کی مخالفت کرنے والوں پر وہی فتویٰ صادر کریں جو ہم اہل سنت پر کرتے ہیں یہی ہمارا اصرار ہے' ہمیں یقین ہے کہ کوئی غیر مقلد' نواب صدیق حسن اور وحید الزماں اور قاضی شوکانی' کو مشرک نہیں کہے گا' ان کیلئے ان کی توپوں کا منہ بند ہو جاتا ہے' یہی وہ فعل ہے جس کے بارے میں قرآن پاک نے فرمایا' "ان یہودیوں نے اپنے احبار و رہبان کو خدا بنا لیا" یہی حال دیوبندی حضرات کا ہے' اپنے "بزرگان کرام" کی ہر بات پر ایسے ایمان لاتے ہیں کہ کمال ہے' اگرچہ وہ بات انبیاء اولیاء کی شدید گستاخی پر مبنی ہو پھر اس کی لایعنی تاویل کرکے "عذر گناہ بدتر از گناہ" کا ارتکاب کرتے ہیں۔

الحمدللہ' ہم اہل سنت وجماعت نے ہمیشہ قرآن وحدیث کو قبلہ آرزو بنایا ہے' ہمارے نزدیک ہمارے بزرگوں سے بھی خطا واقع ہو سکتی ہے۔ ہم ان کی وہی بات مانتے ہیں جو قرآن وحدیث کے مطابق ہوتی ہے' یہی وجہ ہے کہ بہت سے علماء اہل سنت نے ایک دوسرے سے علمی وفکری اختلاف کیا ہے' حضرت امام بریلوی رحمۃ اللہ القوی کے فتاویٰ سے بھی کئی مقامات پر اختلاف کیا ہے' اسی طرح اہل سنت میں احناف' شوافع' حنابلہ' مالکیہ کا علمی اختلاف اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم پیر پرست نہیں' خدا پرست ہیں۔

☆......☆......☆......☆

طلاقِ ثلاثہ

اس موضوع پر ہم پہلے بھی کچھ حوالہ جات پیش کر چکے ہیں' ضمیمہ میں غیر مقلد مولوی شرف الدین دہلوی کی تحقیق پیش کرنا چاہتے ہیں' مولوی شرف الدین دہلوی فتاویٰ ثنائیہ کے حاشیہ نگار ہیں اور معتبر شخصیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے بہت سے مقامات پر مولوی ثناء اللہ امرتسری سے اختلاف کرکے جمہور اہل اسلام کی تحقیقات کے مطابق فیصلہ دیا ہے اور طلاق ثلاثہ کو طلاق واحد ثابت کرنے والے غیر مقلدین کے جملہ دلائل کا علمی محاسبہ کیا ہے۔ ہم قارئین کرام کی علمی ضیافت کیلئے وہ ساری تحقیق رقم کر رہے ہیں' صرف اس سوال کے ساتھ کہ اگر غیر مقلدین کے ساتھ ایک غیر مقلد مولوی اختلاف کرے تو وہ قرآن وحدیث کا باغی نہیں ہوتا' کوئی اور عالم دین اختلاف کرے تو اسے کیوں قرآن وحدیث کا باغی تصور کیا جاتا ہے۔

شرفیہ

قول مجیب مرحوم مولوی ثناء اللہ کہ محدثین کے نزدیک ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں ایک طلاق رجعی کا حکم رکھتی ہیں بحدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان الطلاق علی عهد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وابی بکرو سنتین من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة (مسلم) اس استدلال میں چند وجوہ کلام ہے۔

اول: یہ کہ اس میں مجلس واحد کا ذکر ہی نہیں۔ عام اس سے کہ مجلس ایک ہو یا تین بلکہ اظہار ثلثہ ہوں یا نہ اور جس روایت مسند احمد میں مجلس واحد کا

ذکر ہے وہ صحیح نہیں اس کی سند بروایت عکرمہ بن عمران بن حصین ہے۔ جس کو محدثین حافظ ابن حجر وغیرہ نے لکھا ہے کہ ایسی روایت خصوصا صحیح نہیں ہوتی ملاحظہ ہو تقریب التجذیب۔

دوم: یہ کہ محدثین نے اس میں کلام کیا ہے جس کی تفصیل شرح مسلم امام نووی فتح الباری وغیرہ میں ہے خصوصا میری کتاب "کتاب الطلاق" ملاحظہ ہو۔

سوم: یہ کہ اس میں یہ تفصیل نہیں ہے کہ یہ تین طلاقوں والے مقدمات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور شیخین کے سامنے پیش ہو کر فیصلہ ہوتا تھا اور یہ کسی روایت میں نہیں ہے۔ واذ لیس فلیس

چہارم: یہ کہ حدیث صحیح مسلم کی ایسی ہے جیسے دوسری حدیث صحیح مسلم کی جابر بن عبداللہ صحابی سے ہے۔ قال عطاء قدم جابر بن عبد اللہ معتمرا فجئناه فی منزله فسأله القوم عن اشیاء ثم ذکر والمتعة فقال نعم استمتعنا علی عهد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم وابی بکر و عمر انتهی وفی روایة اخری بعده ثم نهانا عمر فلم نعدلهما رای متعة النساء ومتعة الحج) صحیح مسلم مع شرح نووی ص ۴۵۱ باب النکاح المتعة پس جو جواب اس جابر کی متعۃ النساء کے جواز وعدم کا جواب ہے۔ وہی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اگر یہ جائز ہے تو پھر متعۃ النساء بھی جائز ہے۔ ولا یقول به المحدثون.

پنجم: اس سے ثابت ہوا کہ یہ تین طلاقیں بکلم واحد یا متعۃ النساء بالا بالا لوگ بے خبری میں کرتے رہے جس کا علم نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوا نہ شیخین کو آخر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو منع کر دیا۔ ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث پر محدثین نے اور بھی کئی وجوہ سے کلام کیا ہے جس کی تشریح کچھ تو امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کی ہے کچھ اور بھی میں نے اپنی کتاب میں محدثین سے نقل کیا ہے۔

ششم: محدثین کی طرف مجلس واحد میں تین طلاق کو ایک شمار کرنے کی نسبت میں بھی کلام ہے' یہ سخت مغالطہ ہے' اصل بات یہ ہے کہ صحابہ و تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ و تابعین ومحدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا تو ثابت نہیں من ادعی فعلیه البیان بالبرهان ودونه خوط القتاد ملاحظہ ہو موطا امام مالک' صحیح بخاری' سنن ابو داؤد' سنن النسائی' جامع ترمذی' سنن ابن ماجہ وشرح مسلم امام نووی وفتح الباری' وتفسیر ابن کثیر وتفسیر ابن جریر وکتاب الاعتبار الامام الحازمی فی بیان الناسخ والمنسوخ من الآثار۔ اس میں امام حازمی نے ابن عباس کی مسلم کی اس حدیث کو منسوخ بتایا ہے اور تفسیر ابن کثیر میں بھی الطلاق مرتان کے تحت ابن عباس سے جو صحیح مسلم کی حدیث تین طلاق کے ایک ہونے کا راوی ہے' دوسری حدیث نقل کی ہے جو سنن ابو داؤد میں باب نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث بسند خود نقل کی ہے۔ عن ابن عباس ان الرجل کان اذا طلق امراته فهوا حق برجعتها وان طلقها ثلثا فنسخ ذلک فقال الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان انتهی (عون المعبود ص ۲۲۵ ج ۲) امام نسائی نے بھی اسی طرح ص ۱۰۱ جلد ۲ میں باب منعقد کیا ہے اور یہی حدیث لانے میں اور دونوں اماموں نے اس پر سکوت کیا ہے اور ان دونوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح اور حجت ہے جب ہی تو لائے ہیں اور باب منعقد کیا

ہے اور ابن کثیر نے بھی سند ابی داؤد و نسائی و ابن ابی حاتم و تفسیر ابن جریر و تفسیر عبد الحمید و مستدرک حاکم وقال صحیح الاسناد والترمذی مرسلا مسنداً نقل کر کے کہا ہے کہ ابن جریر نے ابن عباس کی اس حدیث کو آیت مذکورہ کی تفسیر بنا کر اسی کو پسند کیا ہے یعنی یہ کہ پہلے جو تین طلاق کے بعد رجوع کر لیا کرتے تھے وہ اس حدیث سے منسوخ ہے پس یہ حدیث مذکور محدث ابن کثیر و ابن جریر دونوں کے نزدیک صحیح ہے جیسے کہ مستدرک حاکم صحیح اسناد لکھا ہے اور قابل اعتبار ہے اور امام فخر الدین رازی کی تحقیق بھی یہی ہے اور امام ابوبکر محمد بن موسیٰ بن عثمان حازمی نے کتاب الاعتبار میں اپنی سند سے نقل کر کے لکھا ہے۔ فاستقبل الناس الطلاق جدید امن یومئذ من کان منهم طلق او لم یطلق حتی وقع الاجماع نسخ الحکم الاول ودل ظاهر الکتاب علی نقیضه فجاء ت السنة مفسرة للکتاب مبینة رفع الحکم الاول الخ ص ۱۸۳ اور خود علامہ ابن قیم نے زادالمعاد مصری ص ۳۵۴ جلد ۲ میں لکھا ہے تفسیر الصحابی حجة وقال الحاکم هو عندنا مرفوع انتهی اور جب مسلم کی ابن عباس کی حدیث مذکور اجماع کے خلاف ہوئی تو خود شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے قول سے بھی اس پر عمل نہ ہونا چاہیئے اس لئے کہ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد دوم ص ۳۵۹ میں ہے کہ والخبر الواحد اذا خلاف المشهور المستفیض کان شاذا وقد یکون منسوخا انتهی وهذ اکذلک فافهم وتدبر اور سنن ابی داؤد کی نسخ کی حدیث کی سند میں راوی علی بن حسین اور حسین بن واقد پر جو علامہ ابن قیم نے اعتراض یا کلام کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علی بن حسین کو تقریب التہذیب میں صدوق یھم لکھا ہے وہم کے باعث ابوحاتم

نے اس کی تضعیف کی ہے مگر امام نسائی جو بڑے متشدد ہیں انہوں نے اور دوسرے محدثین نے کہا ہے لیس به باس اور وہم سے کون بشر خالی ہے۔ لہٰذا یہ کوئی جرح نہیں راوی معتبر ہے خصوصاً جبکہ محدثین مذکور نے حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے اور حسین بن واقد کو تقریب میں ثقة له اوهام لکھا ہے اور یہ راوی رواۃ صحیح مسلم سے ہے اور یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین نے اس کو ثقہ بتایا ہے ملاحظہ ہو میزان الاعتدال باقی رجال دونوں کے ثقات ہیں لہٰذا یہ حدیث حسن صحیح ہے قابل عمل و حجت ہے اور خود راوی ابن عباس کا فتویٰ بھی اس کی صحت کا مؤید ہے ملاحظہ ہو موطا امام مالک وغیرہ

اور یہ لغو اعتراض کہ یہ ابن عباس کا سہو ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ابن عباس کو سہو ہو گیا تھا تو پھر ان کی مسلم کی حدیث میں بھی سہو ہے فلا حجة فیه اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں بحث کر کے جو اپنی تحقیق لکھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آیت الطلاق مرتان سے پہلے آیت والمطلقات یتربصن بانفسهن ثلاثة قروء (الی قوله) وبعولتهن احق بردهن فی ذٰلک ان ارادو اصلاحاً الأية ہے۔ اس کے بعد ہے الطلاق مرتان الایة اس سے ثابت ہوا کہ پہلی آیت مجمل مفتقر الی المبین یا کالعام مفتقر الی المخصص تھی کہ بعول مطلقین کو بعد طلاق حق استرداد (یعنی رجوع ثابت تھا عام اس سے کہ ایک طلاق کے بعد ہو یا دو کے یا تین کے پس آیت الطلاق مرتان نے واضح کر دیا کہ مطلق کو رجوع ایک یا دو طلاق کے بعد ہے۔ اس کے بعد نہیں پھر آگے جامع ترمذی کی حدیث سے منع ثابت کیا ہے اور بعض اصحاب "تفسیر کبیر" سے اپنے مطابق

قول کے بعد ھذا ھو الانیس الخ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اس قول کو امام صاحب نے دوسرے سے نقل کر کے اس کا رد کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۲۲۸ ج ۲

اور وجوہ کلام میں سے وجہ ہفتم یہ ہے کہ محدثین نے مسلم کی حدیث مذکور کو شاذ بھی بتایا ہے۔

ہشتم: یہ کہ اس میں اضطراب بھی بتایا ہے' تفصیل شرح صحیح مسلم نووی فتح الباری وغیرہ مطولات میں ہے۔

نہم: یہ کہ ابن عباس کی مسلم کی حدیث مذکور مرفوع نہیں' یہ بعض صحابہ کا فعل ہے' جس کو نسخ کا علم نہ تھا کما فی الوجہ الثالث والرابع

دہم: یہ کہ مسلم کی یہ حدیث امام حازمی وتفسیر ابن جریر و ابن کثیر وغیرہ کی تحقیق سے ثابت ہے کہ یہ حدیث بظاہرہ کتاب و سنت صحیحہ و اجماع صحابہ وغیرہ ائمہ محدثین کے خلاف ہے لہٰذا حجت نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں' یہ مسلک صحابہ تابعین و تبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے' یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے' جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں۔ یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلام کے متفردات مسائل لکھے ہیں۔ اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا

ہے اور لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کی ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور ہوا۔ شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے۔ ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی۔ قید کیے گئے۔ اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی ص ۳۱۸ اور سبل السلام شرح بلوغ المرام مطبع فاروقی دہلی ص ۹۸ جلد ۲ اور التاج المکلل مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب صفحہ ۲۸۶ میں ہے کہ امام شمس الدین ذہبی باوجود شیخ الاسلام کے شاگرد اور معتقد ہونے کے اس مسئلہ میں سخت مخالف ہیں۔ التاج المکلل ص ۲۸۸۔۲۸۹

ہاں تو جب کہ متاخرین علماء اہلحدیث عموماً شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم کے معتقد ہیں' اس لئے وہ بیشک اس مسئلہ میں شیخ الاسلام سے متفق ہیں اور وہ اسی کو محدثین کا مسلک بتاتے ہیں اور مشہور کر دیا گیا ہے کہ یہ مذہب محدثین کا ہے اور اس کے خلاف مذہب حنفیہ کا ہے۔ اس لئے ہمارے اصحاب فوراً اس کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اس کے خلاف کو رد کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ فتویٰ یا مذہب آٹھویں صدی ہجری میں وجود میں آیا ہے اور ائمہ اربعہ کی تقلید چوتھی صدی ہجری میں رائج ہوئی۔

قیاس

موجودہ غیر مقلدین حضرات صرف قرآن و حدیث کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں' یہ الگ بات ہے کہ اگر قرآن و حدیث کا کوئی ارشاد ان کے مخصوص نظریات کی تردید کرتا نظر آئے تو اس کو یکسر فراموش کر دیتے ہیں یا اس کی لایعنی تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ''اجماع و قیاس'' کی کوئی حیثیت نہیں' حالانکہ امت مرحومہ کے لاتعداد مسائل اجماع وقیاس کی روشنی میں حل ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ہم احناف اہل سنت کو''اہل الرائے'' کا نام دیتے ہیں۔ اس مقام پر ان کی خدمت میں ان کے مناظر اعظم اور شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ پیش کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ ہم اہل حدیث بھی قیاس کے منکر نہیں' حوالہ پیش خدمت ہے۔

☆ ''پہلے تو ہم اس سائل کی غلط فہمی دور کرنا چاہتے ہیں کہ اہل حدیث قیاس اور اجماع کے منکر نہیں۔ جن لوگوں نے صحیح بخاری پڑھی ہے وہ جان سکتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کس طرح قیاس سے کام لیتے ہیں۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ علمائے اصول' خاص اصول حنفیہ والوں نے قیاس کیلئے جو شروط لکھی ہیں' اہل حدیث ان شروط کے ساتھ قیاس کو صحیح مانتے ہیں۔ ان کے بغیر قیاس کے منکر ہیں۔ جیسے علمائے اصل حنفیہ بھی منکر ہیں۔ منجملہ شروط کے بڑی شرط یہ ہے کہ قیاس میں مقیس علیہ کا ہونا ضروری ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ مقیس میں کوئی نص خاص وارد نہ ہو' اس کی تفصیل اپنے علماء حنفیہ سے پوچھئے' ہم باقاعدہ قیاس کے منکر نہیں' ہاں بے قاعدہ قیاس خاص کر

نص صریح کے مقابلہ میں جو قیاس ہو' اہل حدیث اس سے منکر ہیں' اسی کے حق میں ایک بزرگ کا قول یہ ہے' اول من قاس ابلیس' سب سے پہلے قیاس کرنے والا شیطان تھا'' (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۷۸۶)

نوٹ:۔

قارئین کرام! ذرا غور کیجئے' اگر اہل حدیث غیر مقلد مشروط قیاس کو تسلیم کریں تو قرآن و حدیث کے علمبردار رہیں اور اگر اہل سنت و جماعت مشروط قیاس کو تسلیم کریں تو پھر بھی ان کو''اہل الرائے'' کہا جائے' موجودہ دور کے غیر مقلدین کو اس قسم کی بے انصافی کا ازالہ کرنا چاہیے۔ مولوی امرتسری کے نزدیک احناف کی ''مشروط قیاس'' صحیح ہیں۔ لہٰذا ان غیر مقلدین کو احناف کے قیاس پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ احناف پہلے قرآن و حدیث کو دیکھتے ہیں' اس کے بعد اجماع امت پر نظر رکھتے ہیں' اگر ان تینوں اصولوں سے بھی مسئلہ معلوم نہ ہو سکے تو ان کی روشنی میں مشروط قیاس سے کام لیتے ہیں اس کے باوجود غیر مقلدین نے ہر طرف ''پروپیگنڈہ سنٹر'' کھول رکھے ہیں' تاکہ سادہ دل لوگوں کو بہکانے کیلئے مہم عام کی جائے۔ کاش یہ سوچیں کہ ان کا مناظر اعظم قیاس کی ضرورت و اہمیت کو تسلیم کر چکا ہے' اور احناف کی شروط قیاس کو صحیح قرار دے چکا ہے' اس کے بارے میں ان کا خیال شریف کیا ہے؟

ذاتی اور عطائی

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات و اوصاف ذاتی ہیں۔ جبکہ اس کے انبیاء و اولیاء کی صفات و اوصاف عطائی ہیں۔ ان کو جتنا بھی

کمال حاصل ہے' اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہے۔ استاذی المکرم مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی صاحب کیا خوب فرماتے ہیں۔

اللہ کی عطا کا تو انکار مت کرو
سرکار کی جو شان ہے بیشک عطائی ہے

ہمارے اس عقیدے کو لوگ ''مشرکانہ تقسیم'' قرار دیتے ہیں' شاید یہ لوگ اپنے اکابر کی تحریروں سے آشنا نہیں یا آشنا ہیں تو ''تجاہلِ عارفانہ'' سے کام لے کر دوسروں کیلئے روحانی پریشانی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ ہمیں پوچھا جاتا ہے کہ یہ ''ذاتی اور عطائی'' کے الفاظ کہاں لکھے ہیں' ہم کہتے ہیں جہاں تصرف کے معاملے میں ''ماتحت الاسباب'' اور ''مافوق الاسباب'' کے الفاظ لکھے ہیں۔ کیا آپ لوگوں کی یہ اصطلاحیں خود ساختہ نہیں؟

؎ عقل منداں را اشارا کافی است

مذکورہ صدر عنوان کے تحت ہم علماء دیوبند کے مقتدر راہنماؤں کے فیصلے نقل کرتے ہیں' جنہوں نے حجر اسود کے نفع و ضرر پہنچانے کے بارے میں ''ذاتی اور عطائی'' کی قید لگائی ہے' ذرا ہمت و جرات سے کام لیتے ہوئے ان ''تقدس مآب ہستیوں'' پر بھی مشرکانہ تقسیم کی فرد جرم عائد کریں۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا فیصلہ

صحیح مسلم شریف میں ایک حدیث پاک ہے' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود سے فرمایا ''بخدا میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں' حالانکہ میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے' تو نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان دیتا ہے'

اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی بوسہ نہ دیتا' (کتاب الحج)

اس کی شرح میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی صاحب لکھتے ہیں۔

''لا لانّ الحجر ینفع ویضرّ بذاتِہٖ یعنی حجر اسود ذاتی طور پر نفع و نقصان نہیں پہنچاتا (بذل المجہود ج ۳ ص ۱۴۰)

نوٹ:۔

یہ عبارت صاف صاف بتا رہی ہے کہ حجر اسود ذاتی طور پر نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خصوصیات کی بنا پر نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ پتھر قیامت کے دن لوگوں کے اعمال کی گواہی دے گا اور بعض کو فائدہ پہنچائے گا اور بعض کو نقصان۔ یہی عقیدہ انبیاء اور اولیاء کے بارے میں مشروع ہے کہ وہ ذاتی طور پر نفع و نقصان کے مالک نہیں' جیسا کہ آیت کریمہ ہے' قُل لَا اَملِکُ لِنَفسِی نَفعاً وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہ (الاعراف) آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی جان کیلئے نفع و نقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے' اس آیت کریمہ کے الفاظ ''اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہ'' سے ''عطائی شان'' کا ظہور ہو رہا ہے۔ کاش یہ لوگ 'سوئے ظن' کے اندھیروں سے باہر نکلتے اور سوچتے کہ مسلمانوں کا سوادِ اعظم بھلا کیسے غلط عقیدہ اپنا سکتا ہے۔

مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ

حضرت مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ فرمان کی تشریح میں رقم فرماتے ہیں۔

"حجر اسود ذاتی طور پر نفع ونقصان نہیں پہنچا سکتا ...... میرے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ حضرت عمر کی مراد یہ تھی کہ تو عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ جیسا کہ بت پرست اپنے بتوں کے بارے میں اعتقاد رکھتے ہیں' کیونکہ جو چیز نفع ونقصان کی مالک نہ ہو وہ عبادت کے لائق نہیں ہے' بس ہمارا حجر اسود کی تعظیم کرنا اور اس کو بوسہ دینا اس پتھر کی عبادت نہیں اور نہ یہ مشرکوں کا طریقہ ہے' بلکہ یہ تو صرف شعائر اللہ کا ادب اور محبت ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع اور آپ کے حکم کی تعمیل ہے۔

(فتح الملہم ج ۳ ص ۳۲۳)

نوٹ:۔

مولوی عثمانی صاحب بھی "بذاتہٖ" کی قید لگا کر گویا اہل سنت وجماعت کی تائید کر رہے ہیں۔ یہاں ایک اور بھی مسئلہ معلوم ہوا کہ ہم جس طرح حجر اسود کی عبادت نہیں کرتے' اس کو اللہ تعالیٰ کی نشانی سمجھ کر ادب ومحبت کا حق دار سمجھتے ہیں' اس طرح ہم انبیاء اور اولیاء کی عبادت نہیں کرتے' ان کو اللہ تعالیٰ کی نشانی سمجھ کر ادب ومحبت کا حقدار سمجھتے ہیں' لہٰذا ہمارے بارے میں "وحشیانہ فتوے" ختم کیے جائیں۔

کیا پانی پر دم کرنا جائز نہیں؟

حافظ صلاح الدین یوسف ...... نجدی فکر کے حامل غیر مقلد قلمکار ہیں ان کی طرف سے پانی پر دم کرنے کے عنوان سے حوالہ جات سے مزین علمی وتحقیقی مضمون ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور میں شائع ہوا ہے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے

اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ یہ ایک مذاکرہ علیہ ہے دلائل کی روشنی میں اس کی حمایت یا مخالفت میں جو کچھ لکھا جائے گا اس کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ اہل سنت کے موقف کی تائید میں ان کا یہ مضمون لائق مطالعہ ہے لہٰذا اسے پڑھئے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانے پینے کی چیزوں پر پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح الجامع بحوالہ طبرانی کبیر' رقم: ۶۷۵۰)

آپ کا اپنا عمل بھی یہی بیان کیا گیا ہے کہ آپ نہ کھانے والی چیز میں پھونک مارتے تھے نہ پینے والی چیز میں۔

(ابن ماجہ' الاطعمۃ' باب النفخ فی الطعام' رقم: ۳۲۸۸)

اس سے استدلال کرتے ہوئے بعض علماء کہتے ہیں کہ پانی پر دم کرنا جائز نہیں ہے' اس لئے کہ دم کا مطلب ہی یہ ہے کہ کچھ پڑھ کر اس پر پھونک ماری جائے جبکہ کھانے پینے والی چیزوں پر پھونک مارنا منع ہے۔ لہٰذا پانی پر دم کرنا ناجائز ٹھہرا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بطور خاص پانی پر دم کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ لیکن آپ سے دموں کی جو صورتیں ثابت ہیں یا آپ کی موجودگی میں صحابہ کرام نے جو دم کیے جن کی آپ نے تائید فرمائی' ان سے پانی پر دم کرنے کا جواز بھی نکل آتا ہے۔ اس سلسلے میں حسب ذیل پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دموں کی عام اجازت دی ہے' صرف ایک شرط عائد کی ہے کہ وہ شرکیہ نہ ہوں۔ فرمایا: اعرضوا علی رقاکم' لاباس بالرقی' ما لم یکن فیہ شرک (صحیح مسلم' کتاب السلام' باب

لا باس بالرقی مالم یکن فیہ شرک)

''تم مجھ پر اپنے دم پیش کرو دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک اس میں شرک نہ ہو۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جن روایات میں دم کو ''تمائم'' (تعویذات) کو اور ''تولہ'' (ایسا عمل جو میاں بیوی کے درمیان محبت پیدا کرنے کیلئے کیا جاتا ہے) کو شرک کہا گیا ہے' (ابو داؤد' الطب' باب فی تعلیق التمائم' رقم: ۳۸۸۳) تو اس سے وہ دم (رقی) مراد ہیں جو شرکیہ کلمات پر مبنی ہوں' جیسے ان میں غیر اللہ سے استغاثہ یا استعاذہ کیا گیا ہو' مثلاً فرشتوں کے یا انبیاء کے' یا جنات وغیرہ کے نام ان میں ہوں۔ لیکن اگر وہ دم قرآنی آیات' یا اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر مبنی ہوں یا ان میں اللہ سے دعا و استعاذہ کیا گیا ہو یا وہ مسنون اور معروف اذکار کے ساتھ ہوں' تو ایسے دم شرک نہیں' بلکہ وہ بعض علماء کے نزدیک تو مستحب ہیں اور بعض کے نزدیک جائز۔ یعنی ایسے دموں کے جواز میں تو کوئی شک نہیں۔

۲ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ دونوں سورتیں) پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک مارتے اور پھر ان ہاتھوں کو اپنے چہرے اور اپنے جسم پر پھیر لیتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ کا مرض الموت شدت اختیار کر گیا اور آپ کیلئے اپنے ہاتھوں کو خود اپنے جسم پر پھیرنا مشکل ہو گیا تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ کے ہاتھوں پر پھونک مارتی اور پھر ان ہاتھوں کو آپ کے جسم پر ملتی۔ امام بخاری نے یہ حدیث اپنی ''صحیح'' میں درج کی ہے

اور اس پر باب باندھا ہے۔

باب' الرقی بالقرآن والمعوذات ''قرآن کریم اور معوذات کے ساتھ دم کرنے کا بیان'' جس سے امام بخاری کا یہ استدلال واضح ہے کہ قرآن کریم اور معوذات کے ساتھ دم کرنا جائز ہے اور اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

''علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ تین شرطوں کیساتھ دم کرنا جائز ہے۔

۱ وہ دم اللہ تعالیٰ کے کلام یا اس کے اسماء وصفات کے ساتھ ہو۔

۲ عربی زبان میں ہو اور اگر کسی اور زبان میں ہو تو اس کے معنی واضح ہوں۔

۳ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ دم بذات خود موثر نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت نہ ہو' یعنی موثر حقیقی اللہ ہی ہے۔'' (فتح الباری' کتاب الطب' باب الرقی بالقرآن والمعوذات' رقم: ۵۷۳۵' ج ۱۰ ص ۲۴۰)

۴ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بعض صحابہ کرام سے دم کر کے مریض پر پھونک مارنے کا ثبوت احادیث میں موجود ہے جس کیلئے نفث اور تفل کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت آتا ہے کہ آپ حضرت ثابت بن قیس کی بیمار پرسی کیلئے ان کے پاس تشریف لے گئے' تو آپ نے یہ پڑھ کر (اکشف الباس رب الناس عن ثابت بن قیس بن شماس) ''اے لوگوں کے رب! ثابت بن قیس سے تکلیف دور فرما دے۔'' بطحان وادی سے تھوڑی سی مٹی لی اور اسے ایک برتن میں ڈال کر اس پر پانی چھڑکا' پھر پانی ملی ہوئی مٹی کو ثابت بن قیس کے اوپر ڈالا۔

(ابوداؤد' کتاب الطب' باب فی الرقی' رقم: ۳۸۸۵)

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ایسے مریض کو دیکھتے جسے کوئی تکلیف ہوتی یا کوئی پھوڑا یا پھنسی ہوئی یا کوئی زخم ہوتا' تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سبابہ انگلی کو زمین پر رکھ کر اٹھا لیتے اور یہ دعا پڑھتے۔

(باسم اللّٰہ' تربۃ ارضنا' بریقۃ بعضنا' یشفی بہ سقیمنا باذن ربنا' (صحیح مسلم' کتاب السلام' باب رقیۃ المریض بالمعوذات والنفث' رقم: ۲۱۹۳)

''اللہ کے نام سے' یہ ہماری زمین کی مٹی ہے' ہم میں سے بعض کے لعاب دہن (تھوک) کے ساتھ اس کے ذریعے سے ہمارے رب کے حکم سے ہمارے بیماروں کو شفاء عطا ہو۔''

اس روایت میں صراحت ہے کہ آپ اپنی انگشت مبارک میں مٹی لگاتے اور بریقۃ بعضنا کے لفظ سے استدلال کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ آپ دم کرتے وقت تھوکتے بھی تھے یعنی تھوک کے باریک ذرات شامل کرتے تھے۔ (فتح الباری' کتاب الطب' باب رقیۃ النبی ج ۱۰ ص ۲۵۶' طبع دارالسلام الریاض)

امام نووی فرماتے ہیں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی سبابہ انگلی پر اپنا لعاب دہن (تھوک) لگاتے' پھر اس کو مٹی پر رکھتے جس سے کچھ مٹی آپ کی انگلی پر لگ جاتی' پھر آپ اس انگلی کو بیماری والی جگہ پر یا زخمی آدمی پر ملتے اور مذکورہ دم پڑھتے۔ (حوالہ مذکور)

امام قرطبی کہتے ہیں' اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ ہر قسم کی تکلیف

میں دم کرنا جائز ہے اور یہ طریقہ ان میں معروف تھا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنی سبابہ انگلی کو مٹی پر رکھنا اور پھر اسے مریض پر رکھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دم کے وقت ایسا کرنا مستحب ہے۔ آگے چل کر مزید لکھتے ہیں ...... ''تھوک (یا پھونک) اور انگلی کو زمین پر' مٹی لگانے کیلئے رکھنا' یہ بذات خود کوئی موثر چیزیں نہیں' بلکہ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ اور آثار رسول سے تبرک حاصل کرنے کے قبیل سے ہے۔'' (حوالہ مذکور)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فائدۃ النفث التبرک بتلک الرطوبۃ او الھواء الذی ماسہ المنکر کما یتبرک بغسالۃ ما یکتب من الذکر (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۴۳)

''پھونک مارنے کا فائدہ اس رطوبت (تری) یا ہوا سے برکت حاصل کرنا ہے جس کو اللہ کے ذکر نے مس کر لیا جیسے اللہ کے ذکر کو (کاغذ یا پلیٹ وغیرہ میں) لکھ کر' پھر اسے پانی میں ڈال کر اس کے دھون سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے۔''

۵ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض صحابہ کرام نے بھی دم کرنے کا یہی طریقہ اختیار کیا تھا جو موثر ثابت ہوا تھا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی اس کی تحسین و تائید ہی فرمائی تھی۔ جیسے مشہور واقعہ ہے کہ کچھ صحابہ کرام سفر میں کسی قبیلے کے پاس ٹھہرے' اس قبیلے کے لوگوں نے ان صحابہ کی مہمان نوازی نہیں کی' اتفاق سے قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا' کچھ لوگ صحابہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ اس طرح کا معاملہ ہے' کیا آپ لوگوں کے پاس اس کا کوئی علاج یا دم ہے؟ صحابہ نے کہا' تم نے

ہم مسافروں کی مہمان نوازی نہیں کی اس لئے جب تک تم کوئی معاوضہ مقرر نہیں کر لیتے ہم کچھ نہیں کریں گے' انہوں نے کچھ بکریاں دینے کا وعدہ کرایا' چنانچہ ایک صحابی نے سورۃ فاتحہ کا دم شروع کر دیا' وہ سورۃ فاتحہ پڑھتا اور اس پر تھوک کیساتھ پھونک مارتا' حتیٰ کہ وہ سردار ٹھیک ہوگیا۔ صحابہ کرام یہ بکریاں لے کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے اس کی بابت پوچھا' تو آپ ہنسے اور فرمایا:

وما ادراک انها رقية؟ خذوها واضربوا لي بسهم (صحیح بخاری الطب' باب الرقی بفاتحۃ الکتاب' رقم: ۵۷۳۶)

''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ دم ہے؟ بکریاں لے لو اور اس میں میرا حصہ بھی رکھو۔''

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''وفيها الله قرأ بفاتحة الكتاب وتفل ولم ينكر ذلك فكان ذلك حجة'' (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۰۸)

''اس قصے میں ہے کہ صحابی نے سورہ فاتحہ پڑھی اور پڑھ کر تھوکا اور اس پر نکیر (مخالفت) نہیں کی گئی' پس یہ واقعہ حجت بن گیا۔''

۶ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب باندھا ہے۔ باب النفث فی الرقیۃ' دم میں پھونک مارنا' اور اس کے تحت انہوں نے تین حدیثیں نقل کی ہیں جن میں دم پڑھ کر پھونک مارنے (نفث) کا حکم ہے یا آپ کے عمل کا ذکر ہے' اسی میں صحابہ کرام کا مذکورہ واقعہ بھی درج ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود اس باب سے ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو پھونک مارنے کو مطلقاً مکروہ قرار دیتے ہیں اور ان لوگوں کا

بھی رد کرنا ہے جو خاص طور پر قرات قرآن کے وقت پھونک مارنے کو برا سمجھتے ہیں۔

حافظ ابن حجر مزید لکھتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ نفث میں تھوک کے باریک ذرات ہوتے ہیں۔ ''ان فيه ريقاً خفيفاً'' آگے جا کر پھر لکھتے ہیں:

''وقد قدمت ان النفث دون التفل' واذا جاز التفل جاز النفث بطريق الاولى'' (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۵۸' ۲۵۹)

''میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ نفث (پھونک) تفل (تھک) سے کم تر ہے اور جب (دم میں) تھوکنا جائز ہے' تو پھونک مارنا تو بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔''

مذکورہ مقدمات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوائے شرکیہ دموں کے ہر قسم کے دم کو جائز قرار دیا ہے' وہ قرآنی کلمات کے ساتھ ہوں یا اسماء وصفات الٰہیہ کے ساتھ ہوں یا مسنون ومشروع اذکار کے ساتھ ہوں۔

۲ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معوذات پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور پھر انہیں اپنے چہرے اور جسم پر پھیر لیتے تھے۔

۳ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک کو اپنے لعاب دہن (تھوک) سے تر کر کے اس پر مٹی لگائی اور پھر دم کر کے اس مٹی کو مریض پر یا مریض کے درد والے حصے پر لگا دیا۔

۴ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سورہ فاتحہ کا دم کر کے مریض پر تھوکا جس سے مریض ٹھیک ہوگیا' آپ نے اس عمل کی تائید فرمائی۔

5 دم کر کے نفث (پھونک مارنے) کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم بھی دیا ہے اور اس پر آپ نے عمل بھی کیا ہے۔

ان مقدمات پر غور کر کے اگر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ پانی پر بھی دم کر کے اگر اس پر نفث یعنی پھونکا جائے' تو ایسا کرنا جائز ہوگا' کیونکہ اول تو دم کرنے کے بعد نفث میں شفاء کی تاثیر اللہ کے حکم سے پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے کھانے پینے کی چیز میں پھونک مارنے کی جو ممانعت آئی ہے اس کیلئے نفخ کا لفظ استعمال ہوا ہے' اور دموں کیلئے ہر جگہ نفث کا لفظ آیا ہے۔

اس لئے نفث اور نفخ میں فرق کرنا ضروری ہے' لغوی اعتبار سے بھی اس فرق کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ مصباح اللغات میں ہے: نفخ' منہ سے پھونک مارنا' اور نفث کے معنی لکھے ہیں: منہ سے تھوک پھینکنا اور تفل کے معنی ہیں۔ تھوکنا' گویا دم کر کے نفث کرنا یعنی تھوک کے باریک ذرات مریض پر پھینکنا اس میں اللہ نے شفاء رکھی ہے۔ یہ عمل اگر پانی پر کیا جائے تو پانی اللہ کے حکم سے شفاء کا ذریعہ بن سکتا ہے' چینی یا آٹے پر کیا جائے تو اس کے ذریعہ سے یہ بھی اگر اللہ چاہے تو شفاء ہو سکتی ہے۔ یہ نفخ سے مختلف عمل ہے۔ نفخ (یعنی کھانے پینے کی چیز میں یوں ہی پھونک مارنا) یقیناً ممنوع ہے۔ لیکن نفث' ایک بابرکت عمل ہے' ذکر الٰہی سے اس میں اللہ کے حکم سے شفاء کی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک اثر سے بھی ہمارے اس موقف کی تائید ہوتی ہے' شرح السنہ میں ہے''روی عن عائشة انها كانت لا ترى باساً ان يعوذ فى الماء ثم يعالج به المريض'' (شرح السنة ۱۲/۱۶۶)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں کہ پانی میں تعوذ (منقول دم) پڑھا جائے اور پھر اس پانی کے ذریعے سے مریض کا علاج کیا جائے۔''

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور اثر منقول ہے۔

''كانت عائشة تقرأ بالمعوذتين فى اناء ثم تامر ان يصب على المريض'' (تفسیر القرطبی سورۃ الاسراء ج ۱۰ ص ۳۱۸)

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی برتن میں معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) سورتیں پڑھتیں' پھر حکم دیتیں کہ اس برتن (کے پانی) کو مریض پر انڈیل دیا جائے۔''

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے علمی مقام و مرتبت اور قوت استنباط و تفقہ میں اس دور میں بلاشبہ آیت'' آیات اللہ کے مصداق تھے' وہ فرماتے ہیں۔ ''وكذالك الرقية فى الماء لاباس بهاء' وذلك بان يقرء فى الماء ويشربه المريض اويصب عليه'' (مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعہ ۱/۵۲' الطبعة الثانية ۱۹۹۶ء)

''اسی طرح پانی میں دم کرنے میں کوئی حرج نہیں' بایں طور کہ پانی میں پڑھا جائے اور مریض اسے پی لے یا اسے' اس پر انڈیل دیا جائے۔

هذا ما عندى والله اعلم بالصواب

(۷) کتاب الروح کا مطالعہ

کتاب الروح غیر مقلدین اور دیوبندی مفکرین کے مایہ ناز محقق اور مصنف علامہ حافظ ابن قیم الجوزیہ کی مایہ ناز کتاب ہے جو ان کی سال ہا سال کی دیدہ ریزی کا ماحصل ہے، علامہ موصوف نے کتاب و سنت کی روشنی میں روح کے متعلق اکیس سوالات کے جوابات دیئے ہیں اور روح سے متعلق ہر زاویے پر سیر حاصل بحث کی ہے، اس کتاب میں بیسیوں اقتباسات ایسے ہیں جن سے اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات کی تصدیق ہوتی ہے، کاش علامہ موصوف کے ماننے والے بھی ان کی اس کاوش کو نظر استحسان سے دیکھتے یا اہل سنت و جماعت کو بدعتی اور مشرک کہنے کی بجائے اپنے اس راہبر کو بھی اپنے فتووں کا نشانہ بناتے تاکہ عدل و انصاف کا تقاضا پورا ہو جاتا، آیئے کتاب الروح کے مطالعہ سے چند اقتباسات پر نگاہ ڈالیے:

......﴿1﴾......

مردے قبروں پر آنے والوں کو کیا پہچانتے اور ان کا سلام سنتے ہیں؟ ابن عبدالبر روایت کرتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان کسی ایسے شخص کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس سے زندگی میں جان پہچان تھی اور اس پر سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس میں روح ڈال دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کے سلام کا جواب دے دیتا ہے، پس معلوم ہوا کہ مردہ قبر میں آنیوالے کو پہچانتا ہے اور اس کے سلام کا جواب بھی دیتا ہے، مختلف اسناد سے بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے حکم سے بدر کے مقتول ایک گڑھے میں دفن کر دیئے گئے تھے پھر آپ اس گڑھے کے نزدیک آ کر کھڑے ہوئے اور ان کا نام پکار کر فرمایا،

کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پا لیا؟ میں نے تو سچا پا لیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ان سے گفتگو فرما رہے ہیں جن کی لاشیں بھی سڑ چکیں؟ فرمایا: اس کی قسم جس نے مجھے سچا رسول بنا کر بھیجا ہے میری بات تم بھی ان سے زیادہ نہیں سنتے، مگر یہ جواب نہیں دے سکتے' آپؐ سے یہ بھی ثابت ہے کہ جب دفن کے بعد لوگ واپس آتے ہیں تو مردہ ان کے قدموں کی آواز سنتا ہے، اس کے علاوہ آپ نے اپنی امت کو یہ تعلیم دی ہے کہ جب وہ مردوں کو سلام کریں تو خطاب کے ساتھ سلام کریں یعنی:

اے مومنو! سلامتی ہو تم پر

اس قسم کا تخاطب اسی سے کیا جاتا ہے جو سن سکتا ہو اور سمجھ سکتا ہو اور سمجھتا ہو ورنہ یہ خطاب ایسا ہوگا جیسا کہ غیر موجود اور بے جان ہستی سے ہوتا ہے (جو صحیح نہیں ہے) اسلاف اس بات پر متفق ہیں کہ مردے زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں اور ان سے خوش ہوتے ہیں۔ (کتاب الروح:۳)

......﴿2﴾......

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا، جو آدمی اپنے بھائی کی قبر پر جاتا اور اس کے قریب بیٹھتا ہے تو صاحب قبر اس سے مانوس ہوتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے، جب تک کہ وہ وہاں سے اٹھ کر نہ جائے۔ (ابن ابی الدنیا، کتاب القبور)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا، اگر کوئی شخص اپنے جان پہچان والے بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور اس پر سلام کرتا ہے تو وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور اسے پہچان جاتا ہے اور کسی

اجنبی کی قبر سے گزرتا ہے اور سلام کرتا ہے تو وہ بھی اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (کتاب الروح:۲۲)

﴿3﴾

ابن عینیہ کے ماموں کے بیٹے فضل سے مروی ہے کہ جب میرے والد فوت ہوگئے تو مجھے بہت ملال ہوا، میں ہر روز ان کی قبر کی زیارت کرتا تھا، پھر کچھ دنوں کے لیے نہیں گیا، پھر ایک دن قبر کے پاس آکر بیٹھ گیا، اتفاقاً آنکھ لگ گئی، میں نے دیکھا کہ اچانک والد فوت ہوگئے تو مجھے بہت ملال ہوا، میں ہر روز ان کی زیارت کرتا تھا، پھر کچھ دنوں کے لیے نہیں گیا، پھر ایک دن قبر کے پاس آکر بیٹھ گیا، اتفاقاً آنکھ لگ گئی، میں نے دیکھا جیسے والد صاحب کی قبر شق ہوگئی، وہ قبر میں کفن میں ملفوف بیٹھے ہیں، اور مردوں کی سی شکل ہے، یہ منظر دیکھ کر میں رونے لگا، پوچھا بیٹا!! اتنے دن کیوں نہیں آئے؟ میں نے کہا: کیا آپ کو میری آمد کی خبر ہوگئی، وہ بولے تمہارے آنے سے اور تمہاری دعاؤں سے نہ صرف مجھے بلکہ میرے آس پاس والوں کو بھی انسیت وخوشی ہوتی ہے، اس خواب کے بعد پھر میں مسلسل ان کی قبر پر آتا جاتا رہا۔ (کتاب الروح:۲۳)

﴿4﴾

عثمان بن سودہ کا بیان ہے کہ میری والدہ بڑی عابدہ تھیں، اسی سبب سے لوگ انھیں راہبہ کہا کرتے تھے، نزع کے وقت انھوں نے آسمان کی جانب سر اٹھا کر فرمایا کہ اے میرے ذخیرے اور اے وہ جس پر زندگی بھر مجھے اعتماد رہا اور موت کے بعد بھی ہے، موت کے وقت مجھے رسوا نہ کرنا، اور قبر کی وحشت سے بچانا، پھر وہ فوت ہوگئیں، میں ہر جمعہ کو ان کی قبر پر جا کر ان کے لیے اور

دیگر قبر والوں کے مغفرت کی دعا کیا کرتا، ایک روز میں نے انھیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ امی جان کیا حال ہے؟ فرمایا: بیٹا موت نہایت بے چین کر دینے والی ہے، الحمد للہ میں قابل تعریف برزخ کے عالم میں ہوں، ہم پھول بچھاتے ہیں اور نرم وگداز ریشم کے گدوں پر آرام کرتے ہیں اور قیامت کے روز تک اسی حال میں رہیں گے، میں نے کہا: مجھ سے تو کوئی کام نہیں؟ بولیں، ہاں ہے، میں نے کہا کیا کام ہے؟ فرمایا، ہماری زیارت اور ہمارے لیے دعائے مغفرت نہ چھوڑنا، جمعہ کے روز جب تم آتے ہو تو مجھے خوشخبری سنائی جاتی ہے، کہ اے راہبہ تمہارا فرزند آگیا ہے، اور اس سے نہ صرف مجھے بلکہ میرے پڑوسیوں کو بھی خوشی ہوتی ہے۔ (کتاب الروح:۲۳)

﴿5﴾

بشر بن منصور علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ طاعون کے زمانہ میں ایک شخص گورستان آتا جاتا تھا، جنازوں میں شریک ہوتا تھا اور شام کے وقت قبرستان کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتا تھا، اللہ تعالیٰ تمہاری وحشت دور فرمائے، تمہاری غربت پر رحم فرمائے، تمہاری برائیوں سے درگزر فرمائے اور تمہارے نیک اعمال قبول فرمائے، اس کا بیان ہے کہ ایک دن قبرستان نہیں گیا اور گھر آگیا، شب کا خواب میں کیا دیکھتا ہوں، حد نگاہ تک لوگ ہی لوگ ہیں، میں نے پوچھا تم کون ہو؟ بولے ہم قبرستان والے ہیں، پوچھا کیا کام ہے؟ کہنے لگے تم نے شام کو گھر جاتے وقت اپنے ہدیہ کا ہمیں عادی بنا دیا ہے، میں نے پوچھا کیسا ہدیہ؟ بولے دعائیں جو تم ہمارے لیے مانگا کرتے ہو، میں نے کہا: اچھا تو میں دعائیں مسلسل مانگتا رہوں گا، فرماتے ہیں کہ دوبارہ میں نے کبھی ناغہ نہیں کیا۔ (ایضاً:۲۳)

﴿6﴾

ایک دفعہ سلیم بن عمیر کا ایک قبرستان سے گزر ہوا، زور کا پیشاب آرہا تھا اور اسے ضبط کیے ہوئے تھے، کسی دوست نے کہا کہ کسی قبر کے گھڑے میں پیشاب کر لیجیے، رو کر بولے، سبحان اللہ! اللہ کی قسم مجھے زندوں کی طرح مردوں سے بھی حیا آتی ہے، اگر مردوں کو شعور نہ ہوتا تو کیوں شرماتے؟ (مندرجہ بالا تمام روایات کتاب القبور کی ہیں) ابو ایوب کا کہنا ہے کہ زندوں کے عمل مردوں پر پیش کیے جاتے ہیں، اگر اچھے ہوتے ہیں تو وہ خوشی سے کھل اٹھتے ہیں ورنہ اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! انھیں برے اعمال سے بچا، محمد کا بیان ہے کہ ایک روز عباد بن عباد ابراہیم بن صالح کے ہاں گئے، یہ فلسطین کے حاکم تھے، درخواست کی کہ کچھ نصیحت فرمایئے، فرمایا، کچھ نصیحت کروں اللہ تمھیں نیک بنائے، مجھے خبر ملی ہے کہ زندوں کے عمل ان کے فوت شدہ اعزہ پر پیش کیے جاتے ہیں، اب تم اپنے اعمال پر غور کر لو، جو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیے جاتے ہیں، پھر ابراہیم نے اس قدر گریہ کیا کہ ریش تر ہو گئی۔ (ایضاً ۵۵)

﴿7﴾

صدقہ بن سلیمان کا بیان ہے کہ میرے والد انتقال کر گئے، میں ان کی قبر پر آیا تو اپنے کیے پر شرمندہ ہوا، پھر مجھے نیند آگئی تو میں نے انھیں خواب میں دیکھا فرما رہے ہیں کہ بیٹا! میں تم سے بہت خوش ہوں، تمہارے عمل ہم پر پیش کیے جاتے اور نیک ہوتے تھے، اس دفعہ میں ان سے سخت شرمندہ ہوا، مجھے میرے ہمسایوں میں ذلیل نہ کرو، خالد کہتے ہیں کہ پھر میں نے صدقہ سے سنا (یہ کوفہ میں میرے پڑوسی تھے) کہ صبح کو یہ دعا مانگا کرتے تھے، اے نیکوں

کی اصلاح کرنے والے! اے گمراہوں کو سیدھی راہ پر لانے والے! اور نہایت مہربان اللہ! مجھے ناقابل شکست توبہ کی توفیق عطا فرما، اس موضوع پر آثار صحابہ کا کافی مواد ہے، عبداللہ بن رواحہ کے بعض انصاری عزیز یہ دعا مانگا کرتے تھے: اے اللہ میں ایسے اعمال سے پناہ مانگتا ہوں جن کی وجہ سے عبداللہ کو شرمندگی ہو اور میں ان کی نظر میں گر جاؤں، آپ (عبداللہ کی شہادت کے بعد یہ دعا مانگا کرتے تھے) لفظ زیارت ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو زیارت کی خبر ہو جاتی ہے، کیونکہ اگر زیارت کے لیے جانے والوں کو زیارت کرنے والوں کا علم نہ ہوتا تو ان کے متعلق یہ کہنا کہ فلاں نے فلاں کی زیارت کی غلط ہے، تمام لوگوں کے نزدیک زیارت کا عقلی معنی یہی ہے، اس کے علاوہ سلام سے بھی انکے شعور کا پتہ چلتا ہے کیونکہ جنھیں سلام کرنے والوں کا شعور وعلم نہ ہو ان پر سلام کرنا بے فائدہ ہے حالانکہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے مسلمانوں کو قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہ دعا سکھائی ہے: سلام علیکم اهل الدیار من المومنین و المسلمین و انا ان شاء الله بکم لا حقون یر حم الله المستقد مین منا و منکم و المستاخرین نسا ل الله لنا و لکم العافیة.

اے ان گھروں کے مومنو اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، ہم بھی انشاءاللہ تم سے ملنے والے ہیں اللہ تعالیٰ ہم تم میں سے آگے جانے والوں اور پیچھے رہنے والوں پر رحم فرمائے، ہم اپنے اور تمہارے لیے اللہ سے عافیت کے خواستگار ہیں، یہ سلام اور یہ خطاب سننے والے موجود مخاطب کے لیے ہے، جو سلام کا جواب دے، یعنی سلام کرنے والا اس کا جواب نہ سن سکے، اگر کوئی مردوں کے نزدیک نماز پڑھتا ہے تو وہ اسے دیکھتے ہیں اور انھیں نماز کی خبر ہو جاتی ہے، اور اس پر نماز

کے سبب رشک کرتے ہیں، ابو عثمان عبدالرحمٰن ہندی فرماتے ہیں، ایک روز ہم
ساس ایک جنازے کے ساتھ تھے، عام سے کپڑے پہن رکھے تھے، فرماتے ہیں
کہ میں نے ایک قبر کے پاس دو رکعت نماز ادا کی، پھر میں اس سے ٹیک لگا کر بیٹھ
گیا، اللہ کی قسم میرا دل بیدار تھا، قبر میں سے آواز آئی یہاں سے ہٹ جاؤ، مجھے
تکلیف نہ دو، تم لوگوں کو عمل کا موقع میسر ہے، لیکن یہاں کے احوال سے بے خبر ہو،
اور ہمیں حالات کا علم ہے، مگر عمل سے مجبور ہیں، مجھے تمہاری دو رکعتیں فلاں فلاں
شے سے زیادہ محبوب ہیں، دیکھو! اس قبر والے کو معلوم ہو گیا کہ کوئی اس کی قبر پر
ٹیک لگائے ہوئے ہے اور اس کی نماز کا بھی علم ہو گیا، ابو قلابہ کا بیان ہے کہ میں
شام سے بصرہ آیا اور ایک جگہ قیام کیا، رات میں دو رکعت نماز پڑھی اور ایک قبر پر
سر رکھ کر سو گیا، خواب میں صاحب قبر کو دیکھا، شکایت کر رہے ہیں کہ آج رات تم
نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے، پھر فرمایا کہ تم عمل کرتے ہو اور حالات سے بے خبر ہو
اور ہم حالات سے آگاہ ہیں مگر عمل سے محروم ہیں، پھر فرمایا، تم نے جو دو رکعت نماز
پڑھی یہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے، پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ دنیا والوں کو اچھا بدلہ عطا فرمائے
، ہماری جانب سے انھیں سلام کہنا، ان کی دعا سے ہمیں پہاڑوں جتنا نور میسر آتا
ہے، زید بن وہب سے روایت ہے کہ میں ایک قبرستان گیا، اتنے میں ایک شخص
نے آکر قبر برابر کی، پھر میرے پاس آکر بیٹھ گیا، میں نے پوچھا یہ کس کی قبر ہے؟
بولا میرے بھائی کی، میں نے کہا آپ کے سگے بھائی کی، بولا: نہیں، دینی بھائی
کی، میں نے انھیں خواب میں دیکھا، پوچھا الحمدللہ آپ تو زندہ ہیں، فرمایا: الحمدللہ
رب العالمین جو آیت آپ نے پڑھی اگر میں اسے پڑھ سکتا تو یہ مجھے دنیا و مافیہا
سے زیادہ محبوب تھی، پھر فرمایا کہ تمہیں خبر نہیں جس جگہ مسلمانوں نے مجھے دفن کیا تھا

فلاں نے وہاں دو رکعت نماز پڑھی، کاش میں یہ دو رکعات پڑھ سکتا' یہ دنیا اور دنیا
کے تمام مرتبہ سے پیاری ہیں۔

مطرب سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ ہم موسم بہار میں تفریح کو نکلے،
ہمارے راستے میں ایک قبرستان پڑتا تھا، ہم نے سوچا کہ جمعہ کے روز اس میں
جائیں گے، آخر جمعہ کے دن ہم اس میں گئے تو ایک جنازہ دیکھا، میں نے سوچا
اس جنازے میں بھی شامل ہو جاؤں، آخر میں اس میں شامل ہو گیا، پھر میں قبر کے
قریب ہی ایک گوشے میں بیٹھ گیا، پھر میں نے ہلکی دو رکعت نماز پڑھی، دل کہہ رہا
تھا کہ دوگانہ کا حق ادا نہ ہوا، پھر مجھے اونگھ آگئی، خواب میں صاحب قبر کو دیکھا، فرما
رہے ہیں کہ تم نے دوگانہ ادا کیا جس کا تمہارے نزدیک حق ادا نہ ہو سکا، میں نے
کہا، ٹھیک ہے، فرمایا، تمہیں عمل کا موقعہ ہے حالات سے بے خبر ہو، اور ہمیں
حالات کا علم ہے، مگر عمل کا موقعہ میسر نہیں، اگر میں تمہارے دوگانہ پر قدرت رکھتا تو
مجھے یہ دنیا کی تمام دولت سے پیارا تھا، میں نے پوچھا، یہاں کون ہے؟ فرمایا تمام
مسلمان ہیں اور تمام خیر و سعادت والے ہیں، پوچھا سب سے بلند درجہ والا کون
ہے؟ انھوں نے ایک قبر کی طرف اشارہ کیا' میں نے اللہ سے دعا مانگی اے اللہ!
اسے میرے پاس بھیج دے کہ میں اس سے کچھ باتیں کرلوں، اتنے میں اس قبر میں
ایک نوجوان نمودار ہوا، میں نے پوچھا کیا آپ سب سے افضل ہیں؟ بولا لوگ تو
یہی کہتے ہیں، میں نے پوچھا آپ کیا عمل کرتے تھے؟ عمر تو کچھ ایسی ہے نہیں کہ یہ
رائے قائم کرسکوں کہ بہت زیادہ حج اور عمرے کیے ہوں گے، اللہ تعالیٰ کی راہ
میں جہاد کیا ہوگا، اور بڑے بڑے عمل کیے ہوں گے، بولا میں دنیا میں مصیبتوں
میں گرفتار رہتا تھا اور صبر کرتا تھا، اسی باعث میرا مقام سب سے بلند ہے۔

(کتاب الروح: ۲۶) اگرچہ مندرجہ بالا خواب اس مسئلہ کے ثبوت کے لیے دلیل نہیں لیکن اس موضوع پر خواب لاتعداد ہیں اور رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا: میری رائے میں تمہارے خواب اس بات پر متفق ہیں کہ شب قدر رمضان کے آخری عشرہ میں ہے، معلوم ہوا کہ کسی مسئلہ پر مومنوں کے خوابوں کا ایک جیسا ہونا ان کی روایت ورائے کے قائم مقام ہے اور اللہ کے ہاں بھی وہ چیز اچھی یا بری ہے جو ان کے نزدیک اچھی یا بری ہے، اس کے علاوہ یہ مسئلہ دلیلوں سے بھی ثابت کیا گیا ہے، خوابوں کے واقعات تو شہادت کے طور پر ہیں۔ (ایضا: ۲۷)

﴿8﴾

سلف کی ایک جماعت سے نقل کیا جاتا ہے کہ انہوں نے وصیت کی کہ دفنانے کے بعد ان کی قبر کے پاس تلاوت قرآن پاک کی جائے، عبدالحق سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ نے حکم کیا تھا کہ ان کی قبر پر سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جائے، معلی بن عبدالرحمن کی بھی یہی رائے تھی، امام احمد شروع میں تو قائل نہ تھے کیونکہ اثر انہیں نہیں پہنچا تھا مگر بعد میں قائل ہو گئے تھے، علا بن لجلاج سے مروی ہے کہ میرے والد نے وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے قبر میں دفن کرنا اور اس میں اتارتے وقت بسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ پڑھنا اور مٹی ڈال کر قبر کے سرہانے سورہ بقرہ کی شروع والی آیتیں پڑھنا کیونکہ میں نے ابن عمر کو یہی فرماتے سنا ہے۔ (کتاب الروح: ۲۸) عباس دوری سے منسوب ہے کہ میں نے امام احمد سے دریافت کیا کہ قبر پر قرأت سے متعلق کوئی روایت محفوظ ہے؟ فرمایا: نہیں اور جب یحییٰ بن معین سے پوچھا تو انہوں نے یہ حدیث بیان کی: علی بن موسیٰ الحداد سے روایت ہے کہ میں احمد بن حنبل اور محمد بن قدامہ کی معیت میں ایک جنازے میں شریک تھا،

دفنانے سے فراغت پر ایک نابینا قبر کے پاس قرأت کرنے لگا، امام احمد نے فرمایا: قبر کے پاس قرأت بدعت ہے، پھر جب ہم قبرستان سے نکلے تو ابن قدامہ نے امام احمد سے فرمایا: آپ مبشر حلبی کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے کہا ثقہ ہیں، کہا آپ نے ان سے کچھ روایات لکھیں، ہیں فرمایا: ہاں، میں نے کہا مجھے مبشر نے عبدالرحمن بن العلا بن الجلاج سے، انہوں نے اپنے باپ سے خبر دی کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ دفن کرنے کے بعد ان کے سرہانے بقرہ کا ابتدائی اور آخری رکوع پڑھا جائے اور فرمایا کہ میں نے ابن عمرؓ سے سنا تھا کہ آپ نے بھی وصیت کی تھی، پھر ان سے امام احمد نے کہا کہ جا کر اس نابینا سے کہہ دو کہ قرأت کرے۔ (ایضا)

﴿9﴾

پرانے زمانے سے اب تک یہ رواج چلا آ رہا ہے کہ قبر میں مردہ کو تلقین کی جاتی ہے، اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مردہ سنتا ہے اور تلقین سے استفادہ کرتا ہے، ورنہ تلقین بے فائدہ ہو جاتی ہے، اس سلسلے میں امام احمد سے پوچھا گیا تو انہوں نے تلقین اچھی سمجھی اور لوگوں کے عمل سے دلیل پکڑی، اس ضمن میں معجم طبرانی میں ابو امامہ والی ایک ضعیف حدیث بھی آئی ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ مردے پر مٹی ڈالنے کے بعد ایک شخص قبر کے سرہانے کھڑا ہو کر صاحب قبر کو اس کا نام مع اس کی والدہ کا نام لے کر پکارے (کیونکہ وہ سنتا ہے مگر جواب نہیں دے سکتا) پھر دوسری دفعہ نام لے کر پکارے تو وہ اٹھ کر بیٹھ جائے گا، پھر تیسری دفعہ نام لے کر پکارے گا تو وہ اس کا جواب دے گا لیکن تم اس کا جواب سن نہ پاؤ گے، کہیے، اللہ پاک تم پر رحم فرمائے، ہماری راہنمائی سے فائدہ اٹھاؤ، پھر کہیے کہ تم جس اقرار

توحید و رسالت پر دنیا سے رخصت ہوئے وہ یاد کرو یعنی ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' ذہن میں رکھو اور یہ بھی کہ تم اللہ رب العالمین سے، دین اسلام سے، محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور قرآن کے راہنما ہونے سے راضی تھے، یہ تلقین سن کر منکر نکیر ٹل جاتے ہیں اور کہتے ہیں آؤ واپس چلو اس کے پاس ہمیں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں، اسے اس کی حجت یاد کرادی گئی اور اس کے درمیان جھگڑنے کے لیے اللہ اور اس کا رسولؐ آ گیا، ایک شخص نے پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ اگر کسی کو قبر والے کی ماں کا نام یاد نہ ہو؟ فرمایا، ایسی صورت میں اس کی ماں حوا کا نام لے لے، یہ حدیث گو ثابت نہیں لیکن تمام شہروں میں اور ہر دور میں بلا انکار مستقل اس پر عمل جاری ہے اور یہی بات اس پر عمل کرنے کے لیے کافی ہے، یہ ممکن نہیں ہے کہ روئے زمین کی امت جو اپنی عقل اور وسیع معلومات میں کامل ترین ہے ایسوں سے خطاب کرنے پر متفق ہو جائے جو نہ سن سکتے ہوں اور نہ سمجھ سکتے ہوں اور اسے اچھا سمجھے اور اس کا کوئی انکار نہ کرے بلکہ پہلے آئندگان کے لیے سنت جاری کر جائیں اور اس بات میں پچھلے رفتگان کے نقوش قدم پر چلیں، اگر مخاطب میں سننے اور سمجھنے کی استعداد نہ ہو تو یہ خطاب ایسا ہے جیسے کوئی مٹی، لکڑی، پتھر اور معدوم شے سے خطاب کرتا ہے، ایسے خطاب کو گو کوئی بے وقوف اچھا جانے مگر تمام علما تو اچھا نہیں جان سکتے۔ (ایضاً)

ایک مرتبہ رحمۃ للعالمین ﷺ کسی جنازے میں شریک ہوئے، دفن کرنے کے بعد آپؐ نے فرمایا اپنے بھائی کی ثابت قدمی کی دعائیں مانگو، کیونکہ اب اس سے سوال ہو رہا ہے (ابوداؤد مناسب سند کے ساتھ) معلوم ہوا کہ جب اس سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ تلقین بھی سنتا ہے، یہ بات بھی صحیح حدیث سے ثابت

ہے کہ صاحب قبر واپس ہونے والوں کے قدموں کی چاپ سنتا ہے۔

ایک صالح آدمی کا بیان ہے کہ میرا بھائی فوت ہو گیا، میں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ جب تمہیں دفن کر دیا گیا تو کیا واقعات پیش آئے؟ بولا آنے والا میرے پاس ایک آگ کا شعلہ لے کر آیا، اگر دعا کرنے والے میرے لیے دعا نہ کرتے ہوتے تو میں ہلاک ہو جاتا۔

شعیب بن شیبہ سے روایت ہے کہ مرتے وقت میری والدہ نے یہ مجھے وصیت کی کہ مجھے دفن کرنے کے بعد میری قبر کے نزدیک رک کر کہنا، اے ام شعیب! لا الہ الا اللہ پڑھو، فرماتے ہیں، پھر دفن کرنے کے بعد میں نے ان کی قبر کے پاس رک کر ان کی وصیت پر عمل کیا، رات کو انہیں خواب میں دیکھا، فرما رہی ہیں اگر لا الہ الا اللہ مجھے نہ سنبھالتا تو میں ہلاک ہو جاتی، شاباش بیٹا، تم نے میری وصیت یاد رکھی۔

تماضر بنت سہل ایوب بن عیینہ کی بیوی سے مروی ہے کہ میں نے سفیان بن عیینہ کو خواب میں دیکھا، فرما رہے ہیں کہ اللہ پاک میرے بھائی ایوب کو اچھا صلہ دے، وہ میری کثرت سے زیارت کرتے ہیں، آج بھی وہ میرے پاس آئے تھے، ایوب بولے ہاں آج بھی میں قبرستان گیا تھا اور سفیان کی قبر پر بھی گیا تھا (ابن ابی الدنیا) صعب و عوف دونوں ایک دوسرے کو بھائی گردانتے تھے اور انہیں یقین تھا کہ ہم میں سے جو پہلے فوت ہو جائے گا تو پھر بھی یہی آپس کی محبت ختم نہ ہو گی اور خواب ہی میں ملاقات ہو جایا کرے گی، پہلے صعب فوت ہو گئے، عوف نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ آئے ہیں، عوف کا بیان ہے میں نے پوچھا بھائی جان آپ کے ساتھ کیا واقعات پیش آئے؟ بولے مصائب کے

بعد ہمیں مغفرت مل گئی، میں نے ان کی گردن میں ایک سیاہ داغ دیکھا، پوچھا سیاہ دھبہ کیسا ہے؟ فرمانے لگے یہ دس دینار ہیں جو میں نے فلاں یہودی سے ادھار لیے تھے، وہ میرے پاس جو سینگ تھا اس کے اندر ہیں، انھیں نکال کرا دے دو، میرے گھر میں جو واقعات رونما ہوتے ہیں ان سب کی خبر مجھے مل جاتی ہے، حتیٰ کہ آج سے کچھ دن پہلے ہماری بلی مرگئی تھی اس کی خبر بھی مل گئی، دیکھو میری بچی چھ دن کے بعد فوت ہو جائے گی، اس لیے اس کی خاطر و مدارت کرو، صبح کو میں ان کے گھر گیا، گھر والے مجھے دیکھ کر خوش ہوئے اور شکوہ کیا کہ آپ کا اپنے بھائی کے پسماندگان کے ساتھ یہی سلوک رہ گیا ہے کہ صعب کی وفات کے بعد آج آپ نے شکل دکھائی ہے، میں نے معذرت کی پھر سینگ اتروایا، اس میں سے ایک تھیلی نکلی جس میں دینار تھے پھر میں نے یہودی کو بلا کر پوچھا، تمہارا صعب پر کچھ قرضہ تو نہ تھا؟ بولا اللہ ان پر رحم فرمائے وہ اللہ کے رسولؐ کے بڑے اچھے صحابی تھے، جو کچھ قرض تھا میں نے انھیں معاف کر دیا، میں نے کہا بتاؤ کتنا قرض تھا، بولا دس دینار تھے، میں نے دس دینار اسے دے دیے، فرماتے ہیں میں نے دل میں سوچا خواب کی ایک بات تو سچی ہوئی، پھر میں نے گھر والوں سے پوچھا کیا صعب کے انتقال کے بعد کچھ نئے واقعات پیش آئے ہیں؟ گھر والوں نے بتایا کہ فلاں فلاں واقعہ پیش آیا ہے، یہاں تک کہ بلی کی موت کا واقعہ بھی بتایا، فرماتے ہیں میں نے دل میں کہا دو باتیں سچی ہوگئیں، پھر میں نے پوچھا میری بھتیجی کہاں ہے؟ بولے کھیل رہی ہے، میں نے اس کے پاس جا کر اسے چھوا تو جسم گرم تھا اور اسے بخار تھا، میں نے کہا کہ اس کی تم دیکھ بھال کرو، پھر وہ چھ دن کے بعد مرگئی۔ (ایضا)

﴿10﴾

یہ بھی ایک اہمیت کا حامل بڑا عظیم مسئلہ ہے، روحوں کی دو اقسام ہیں۔

(۱) سجین والی روحیں (۲) علیین والی روحیں

سجین والی روحیں تو عذاب میں ماخوذ ہیں، انھیں ملنے جلنے کی فرصت کہاں لیکن جو راحت والی اور آزاد ارواح ہیں وہ باہم ملتی جلتی ہیں اور دنیا میں ان پر جو واقعات گزرے ہیں انھیں یاد کرتی ہیں اور ان واقعات پر بھی بات چیت کرتی ہیں جو اہل دنیا کو پیش آتے رہتے ہیں۔

ہر روح اپنی رفیق اور ہم شکل عمل والی روح کے ساتھ ملتی جلتی ہے، اسی لیے پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح رفیق اعلیٰ میں ہے فرمایا: "ومن یطع اللہ ورسولہ" اور جو اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ کا انعام ہے، یعنی انبیا، صدیق، شہدا اور نیک حضرات کے ساتھ اور جو بہترین رفیق ہیں، مل جل کر رہنا دنیا میں بھی پایا جاتا ہے اور عالم برزخ اور آخرت میں بھی پایا جائے گا اور تینوں گھروں میں انسان اپنے رفقا کے ساتھ رہتا ہے۔

مسروق سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے رحمۃ للعالمین ﷺ سے کہا: ہم کو دنیا میں ایک ثانیے کے لیے بھی آپ سے الگ ہونا گوارا نہیں، لیکن دنیا سے رخصت ہونے کے بعد آپ کا مقام ہم سے اونچا ہوگا اور ہم آپ کو دیکھنے کو ترسیں گے، اس پر آیہ مذکورہ بالا اتری۔ (کتاب الروح:۲۷)

﴿11﴾

عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ ارواح مرنے والے کی روح کو خوش آمدید کہتی ہیں اور اس سے اپنے اعزہ کی خبریں پوچھتی ہیں جیسے کوئی پردیسی اپنے

عزیزوں کی آنے جانے والوں سے خبریں پوچھا کرتا ہے کہ فلاں فلاں کا کیا حال ہے؟ اگر آنے والی روح کہتی ہے کہ وہ فوت ہو گیا اور اسکے پاس آیا تو نہیں تو ارواح کہتی ہیں کہ اسے اس کی ماں ہاویہ کے پاس پہنچا دیا گیا۔

سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو جیسے غائب کا استقبال کیا جاتا ہے اسی طرح اس کا اس کے والد استقبال کرتے ہیں، عبید بن عمیر سے روایت کیا گیا ہے کہ اگر میں اپنے گھر والوں کی ارواح کی ملاقات سے مایوس ہوتا تو انتہائی غم کے باعث مر جاتا، رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ قبض کیے جانے کے بعد مومن کی روح کا اللہ والے کے پاس والے رحمت کے ملائکہ اس طرح استقبال کرتے ہیں جیسے دنیا میں خوشی سنانے جانے والے کا استقبال کیا جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ ذرا اپنے بھائی کو دم لے لینے دو، کیونکہ یہ سخت اضطراب میں تھے، پھر اس سے نام لے لے کر پوچھتے ہیں کہ فلاں مرد یا فلاں عورت کا کیا حال ہے؟ کیا فلاں عورت کی شادی ہو گئی؟ پھر جب اس سے ایسے شخص کے بارے میں پوچھتے ہیں جو اس سے پہلے انتقال کر چکا ہے تو یہ جواب دیتا ہے کہ وہ تو مجھ سے پہلے فوت ہو چکے، پھر یہ ارواح ''انا للہ'' پڑھ کر کہتی ہیں کہ اسے اس کی ماں ہاویہ کی طرف لے جایا گیا، ماں بھی انتہائی بدترین ہے اور اس کی آغوش میں جانے والا بھی۔ (ایضا:۲۱)

﴿12﴾

اس کے دلائل لاتعداد ہیں اور حس و واقعات سب سے بڑے شاہد ہیں کہ زندوں اور مردوں کی ارواح میں اسی طرح ملاقات ہوتی ہے جس طرح

زندوں کی ارواح باہم ملتی جلتی ہیں، فرمایا: ''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا الخ'' ''اللہ موت کے وقت روحیں قبض کرتا ہے اور نیند کے دوران ان کی ارواح کو جب کہ ابھی موت نہیں آئی، پھر جن پر موت کا حکم فرما چکا انھیں روک لیتا ہے اور دوسری ارواح کو ایک مقررہ مدت تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ (زمر:۴۲)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مجھے خبر ملی ہے کہ خواب میں زندوں اور مردوں کی ارواح ملتی ہیں اور ایک دوسرے سے پوچھتی ہیں، پھر اللہ مردوں کی روحوں کو روک لیتا ہے اور زندوں کی روحوں کو چھوڑ دیتا ہے، سدی سے مروی ہے کہ اللہ نیند کی حالت میں بھی روحیں قبض کر لیتا ہے، پھر زندوں اور مردوں کی روحیں مل کر ایک دوسرے کو پہچانتی ہیں اور مذاکرہ کرتی ہیں پھر زندوں کی روحیں ان کے جسموں کی طرف دنیا میں لوٹا دی جاتی ہیں، مگر مردوں کی روحیں جب اپنے جسموں کی طرف لوٹنے کا ارادہ کرتی ہیں تو انھیں روک دیا جاتا ہے، اس آیت کا ایک مطلب تو یہ ہوا کہ جو مر چکا اس کی روح روک لی جاتی ہے اور جو زندہ ہے اس کی روح جس کو نیند میں قبض کیا گیا تھا واپس آنے دیا ہے اور دوسرا مفہوم یہ ہے کہ روکی ہوئی اور چھوڑی ہوئی دونوں قسم کی روحیں زندوں ہی کی ہیں، پھر جس کی مقررہ مدت پوری ہو چکی اس کی روح روک لی جاتی ہے اور قیامت سے پہلے جسم کی طرف نہیں لوٹائی جاتی اور جس کا وقت پورا نہیں ہوا اسے اس کے جسم کی طرف معینہ مدت پوری کرنے کے لیے لوٹا دیا جاتا ہے، شیخ الاسلام نے یہی مفہوم پسند فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اسی پر قرآن وحدیث دونوں دلالت کرتے ہیں کیونکہ اللہ نے جن ارواح کو نیند والی وفات دی ہے ان میں سے جن پر موت کا فیصلہ فرمایا ہے اسی کے روکنے کا حکم فرمایا ہے، رہیں وہ ارواح جنہیں موت کے وقت قبض کیا جاتا ہے انھیں نہ

روکنے کا حکم ہے اور نہ ہی چھوڑنے کا، بلکہ یہ تیسری قسم کی ارواح ہیں لیکن ترجیح پہلے مفہوم کو ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دو وفاتیں بیان کیں، وفات کبریٰ (موت) اور وفات صغریٰ (نیند) اور روحوں کی دو اقسام بیان فرمائیں ایک تو وہ قسم جس پر موت کا حکم صادر ہو چکا، انھیں تو اللہ نے اپنے پاس روک لیا اور وفات عطا فرما دی اور ایک وہ قسم جس کی ابھی معینہ مدت باقی ہے، انھیں اللہ نے تکمیل عمر کے لیے ان کے جسم کی طرف لوٹا دیا اور محولہ بالا وفاتوں کے دو حکم (روکنا اور چھوڑنا) بیان فرمائے اور بتایا کہ زندہ وہ روح ہے جسے نیند والی وفات دی گئی ہے، اگر وفات کی صرف دو اقسام (وفات موت، نیند والی وفات) ہوتیں تو ''التی لم تمت فی منامھا '' لانے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ یہ قبض ہی کے وقت سے مرجاتی، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ وہ نہیں مری، تو پھر ''فیمسك التی قضی علیھا الموت' کیسے درست ہو سکتا؟ جواب دینے والا یہ جواب دے سکتا ہے کہ نیند والی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے موت کا فیصلہ فرمایا ہے، صحیح بات یہ ہے کہ آیت وفات کی دونوں قسموں کو شامل ہے، کیونکہ اس میں دو وفاتوں (نیند والی وفات اور وفات موت) کا بیان ہے، پھر مرنے والے کی روح کو روکنے اور دوسری روح کو چھوڑنے کا ذکر ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مرنے والے کی روح روک لیتا ہے چاہے وہ سوتے سوتے مرجائے یا جاگتے میں اور زندوں و مردوں کی روحوں کے ملنے کا یہ ثبوت بھی ہے کہ زندہ حضرات خواب میں مردوں کو دیکھتے ہیں اور ان سے حالات دریافت کرتے ہیں اور مردے نامعلوم حالات بتاتے ہیں جن کا مستقبل میں بعینہٖ ظہور ہو جاتا ہے اور کبھی ماضی میں بھی ہو چکا ہوتا ہے، کبھی مرنے والا اپنا دفن کیا ہوا مال بتاتا ہے جس کی اس کے علاوہ کسی کو خبر نہیں ہوتی اور کبھی اپنے قرض کی

اطلاع کرتا ہے (کہ میں نے فلاں کا قرض ادا کرنا ہے) اور اس کے قرائن بھی بیان کرتا ہے، کبھی ایسے عمل کی خبر دیتا ہے جس کی اس کے علاوہ کسی کو خبر نہ تھی، کبھی یہ بتاتا ہے کہ ہمارے پاس فلاں فلاں وقت میں آؤ گے اور اس کی خبر سچ ثابت ہو جاتی ہے کبھی ایسی باتوں کی خبر دیتا ہے جن کے بارے میں زندوں کو یقین ہوتا ہے کہ انہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ (کتاب الروح:۳۳)

……﴿13﴾……

مجھ سے بہت سے ان لوگوں نے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ علیہ الرحمۃ کے معتقد نہ تھے، بیان کیا کہ انہوں نے شیخ ابن تیمیہ کو خواب میں دیکھا اور فرائض کے مشکل مسائل شیخ ابن تیمیہ سے پوچھے اور شیخ نے انہیں حل بتا دیا، بہر حال اس کا وہی انکار کر سکتا ہے جو ارواح کے حالات واحکام سے ناواقف ہے۔ (کتاب الروح:۱۵)

……﴿14﴾……

ہمارے شیخ احمد بن عمرو کا بیان ہے کہ یہ مشکل انشاء اللہ اس بیان سے حل ہو جائے گی کہ موت عدم نہیں بلکہ مکان منتقل کرنا ہے جس کی دلیل یہ ہے کہ شہید قتل و موت کے بعد بھی زندہ رہتے ہیں، کھاتے پیتے ہیں، اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور دنیا کے دوست اور قریبی رشتہ داروں سے بھی خوش ہوتے ہیں، پھر جب شہداء کی برزخی زندگی ہے تو انبیا سب سے پہلے اس کے حق دار ہیں، مزید برآں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ زمین انبیا کے اجسام نہیں کھاتی اور یہ بھی کہ شب اسرا میں آپ بیت المقدس میں نبیوں کے اجتماع میں شریک ہوئے اور آسمان میں بھی نبیوں سے ملاقات ہوئی خصوصاً حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور یہ بھی کہ آپ نے فرمایا جو مسلمان مجھے سلام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سلام کا جواب

دینے کے لیے میری روح مجھے واپس کر دیتا ہے، ان تمام باتوں سے یہ بات یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ انبیا برزخی زندگی سے زندہ ہیں۔ (ایضا)

……《15》……

”وما انت بمسمع من فی القبور“ آپ قبر والوں کو سنانے والے نہیں، سے بھی استدلال غلط ہے، کیونکہ سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کا یہ مطلب ہے کہ جس کافر کا دل مردہ ہے آپ اسے اس طرح نہیں سنا سکتے کہ جیسے آپ کی باتوں سے قبر والے فائدہ نہیں اٹھا سکتے، اللہ تعالیٰ کی یہ مراد نہیں ہے کہ قبر والے کسی وقت سن ہی نہیں سکتے، کیونکہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ مردہ جنازے میں شریک ہونے والوں کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے اور یہ بھی بتایا کہ بدر کے مقتول آپ کی باتیں سن رہے ہیں اور آپ نے خطاب کے صیغے کے ساتھ مردوں پر سلام مسنون فرمایا اور بتایا کہ جو مومن ان پر سلام کرتا ہے وہ اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں، اس آیت کی ایک مثل ملاحظہ کیجئے۔ فرمایا: ”انك لا تسمع الموتی ولا تسمع الخ“ آپ اپنی دعوت مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو جبکہ وہ پیٹھ موڑ کر جا رہے ہوں، کہا جاتا ہے کہ بہروں کو سنانے کی نفی، مردوں کو سنانے کی نفی کے ساتھ لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کسی میں بھی سننے کی طاقت نہیں اور ان کے دل چونکہ مردہ اور بہرے ہیں اس لیے انہیں سنانا فضول ہے اور ان سے خطاب ایسا ہے جیسا کہ مردوں اور بہروں سے خطاب ہوتا ہے، ہم مانتے ہیں کہ یہ مطلب صحیح ہے لیکن ان سے مرنے کے بعد زجر و توبیخ کے لیے روحوں کو جبکہ کسی وقت ان کے اجسام سے ایک قسم کا تعلق ہو سنانے کی مخالفت ثابت نہیں ہوتی، یہ سنانا منفی سنانے کے علاوہ ہے، حقیقت میں

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ سنانا نہ چاہے آپ اسے سنا نہیں سکتے آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں۔ (ایضا:۸۳)

……《16》……

ابن حزم کا یہ قول کہ منہال ابن عمرو اس زیادتی (روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے) میں تنہا ہیں، غلط ہے، اول تو منہال عادل و ثقہ ہیں، ابن معین و عجلی نے انہیں ثقہ بتایا ہے، ان پر سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ ان کے گھر سے گانے کی آواز سنی گئی، اس سے ان کی روایت میں رد و قدح لازم نہیں آتا، ابن حزم نے انہیں جو ضعیف کہا ہے وہ کچھ نہیں، کیونکہ انہوں نے سوائے تفرد کے ضعف کی کوئی دلیل نہیں دی جبکہ منہال منفرد نہیں ہیں، یہ زیادتی اور راوی بھی بیان کرتے ہیں بلکہ دوسرے راویوں نے تو اس جیسے یا اس سے زیادہ سخت الفاظ روایت کیے ہیں مثلاً مردے کی طرف اس کی روح واپس کر دی جاتی ہے، روح اس کی قبر کی طرف لوٹتی ہے پھر وہ اٹھ بیٹھتا ہے، منکر نکیر اسے بٹھاتے ہیں، اسے قبر میں بٹھایا جاتا ہے، یہ تمام صحیح احادیث ہیں اور ان میں کوئی الزام نہیں، کچھ نے ان میں یہ عیب نکالا ہے کہ براء سے زاذان کا سماع ثابت نہیں، مگر یہ بھی غلط ہے کیونکہ ابو عوانہ اسفرائینی اپنی صحیح میں جو روایت لائے ہیں اس میں سماع کی وضاحت ہے، زاذان فرماتے ہیں کہ میں نے براء سے سنا، حافظ عبداللہ بن مندہ کا بیان ہے کہ یہ متصل و مشہور سند ہے اور اسے براء سے ایک جماعت روایت کرتی ہے، اگر ہم بفرض محال براء والی حدیث کو چھوڑ بھی دیں تو دوسری صحیح حدیثوں میں اس کی تفصیل موجود ہے، مثلاً ابو ہریرہؓ والی حدیث میں ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ مرنے والے کے پاس فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اگر نیک ہوتا ہے تو فرشتہ موت کہتا ہے،

اے پاک روح! جو پاکیزہ جسم میں ہے نکل تعریفوں کے حال میں نکل اور آرام، روزی اور رب کی رضا سے خوش ہو جا، آخر روح نکل آتی ہے۔ (ایضاً)

......﴿17﴾......

شیخ الاسلام نے فرمایا کہ صحیح ومتواتر حدیثوں سے پتہ چلتا ہے کہ سوال کے وقت روح جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، بغیر روح کے صرف جسم سے سوال کے بھی کچھ لوگ قائل ہیں مگر اکثر اس کا انکار کرتے ہیں، کچھ کے نزدیک صرف روح سے سوال ہوتا ہے جسم سے نہیں، جیسا کہ ابن حزم وغیرہ کی رائے ہے مگر دونوں باتیں غلط ہیں، اگر سوال صرف روح سے ہوتا ہے تو روح کے لیے قبر کی خصوصیت نہ ہوتی، اس مسئلہ کی وضاحت ایک دوسرے مسئلہ کے جواب سے بھی ہوتی ہے، مطلب ہے کیا قبر کا عذاب وثواب روح وجسم پر ہے یا صرف روح پر ہے یا صرف جسم پر ہے؟ شیخ الاسلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تھا، آپ نے جو جواب دیا وہ حسب ذیل ہے، اہل سنت وجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ عذاب وثواب روح وجسم دونوں پر ہے۔ (کتاب الروح:۸۷)

......﴿18﴾......

اللہ تعالیٰ نے تین ہی گھر بنائے ہیں دنیا، برزخ اور آخرت اور ہر گھر کے مخصوص احکام بنائے ہیں اور انسانوں کو جسم وروح سے مرکب فرمایا ہے، دنیا کے احکام اجسام پر جاری ہیں اور روحیں ان کے تابع ہیں، اس لیے احکام شرعیہ اقوال وافعال پر جاری ہوتے ہیں، دلی خیالات پر نہیں اور برزخ کے احکام روحوں پر جاری ہوتے ہیں اور جسم ان کے تابع ہوتے ہیں، غور کرو جیسے دینوی احکام میں روحیں اجسام کے تابع ہیں اور اجسام کی خوشی وتکلیف کا تمہیں احساس

ہوتا ہے، کیونکہ ان کے اسباب کا براہ راست اجسام ہی سے تعلق ہے اور جسموں کے واسطہ کے ساتھ ارواح بھی متاثر ہوتی ہیں، ٹھیک اسی طرح برزخ میں راحت وتکلیف کا تعلق براہ راست ارواح سے ہوتا ہے اور ارواح کا واسطہ جسموں سے ہوتا ہے، دنیا میں اجسام ظاہر ہیں اور ارواح پوشیدہ، گویا جسم روحوں کی قبریں ہیں اور برزخ میں ارواح ظاہر ہیں اور اجسام اپنی اپنی قبروں میں پوشیدہ اور گم ہیں، بس برزخ کے احکام براہ راست روحوں پر جاری ہوتے ہیں اور ان کے واسطے سے اجسام بھی متاثر ہوتے ہیں، بس اسی ایک نقطہ کو ذہن میں رکھو تو تمام اعتراض ختم جائیں گے۔ (کتاب الروح:۱۰۱)

......﴿19﴾......

برزخ وآخرت کے معاملات محسوس کرنے اور جاننے سے باہر ہیں، اللہ تعالیٰ نے برزخ وآخرت کے معاملات دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رکھے ہیں، ان تک حس و سمجھ کی رسائی نہیں، اس کی کمال حکمت کا یہی تقاضا ہے کہ مسلمانوں اور کافروں میں اور ماننے والوں اور نہ ماننے والوں میں فرق ہو جائے، دنیا میں ہی عمر کی آخری گھڑی میں سکرات کے وقت فرشتوں سے سابقہ پڑتا ہے اور دنیا سے جانے والا ہی انہیں دیکھتا ہے فرشتے اس کے پاس آ کر بیٹھ جاتے ہیں، اس سے بات چیت کرتے ہیں، ان کے پاس جنت کا یا جہنم کا کفن اور خوشبو یا بدبو ہوتی ہے، یہ بیمار پرسوں کی دعا یا بد دعا پر آمین بھی کہتے ہیں، مرنے والے کو سلام بھی کرتے ہیں اور وہ انہیں جواب بھی دیتا ہے، اسی وجہ سے بعض مرنے والوں کو سکرات کے وقت اھلا وسھلا مرحبا آیئے آیئے تشریف لایئے، کہتے ہوئے سنا گیا ہے، ہمارے محترم استاد نے بتایا، پتہ نہیں آپ نے دیکھا تھا یا کسی سے سنا تھا کہ ایک مرنے والا کہہ رہا تھا آیئے تشریف رکھیے۔ (ایضاً:۱۰۳)

(۸) ہدیۃ المہدی کا مطالعہ

کتاب ھذا کے مصنف علامہ وحید الزماں اہل علم حضرات کے نزدیک محتاج تعارف نہیں، موصوف ایک بھرپور علمی شخصیت کے مالک اور غیر مقلد وہابی کی حیثیت سے مشہور ہیں، انہوں نے صحاح ستہ اور دیگر متعدد کتابوں کے تراجم کا شرف حاصل کیا جن پر غیر مقلدین کو ناز ہے، انہوں نے اس کتاب میں وہابیہ کے مقتدایان اعظم ابن تیمیہ، ابن قیم اور قاضی شوکانی وغیرہ کی تعلیمات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے اور متعدد بار اس جملہ کی بھی تکرار کی ہے کہ اس کتاب سے ہمارا مقصد اپنے اہلحدیث بھائیوں کی مدد کرنا اور انہیں بدعقیدگی سے بچانا ہے، اس کتاب میں بہت سے اقتباسات ایسے بھی مندرج ہیں جن سے اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات کی تصدیق ہوتی ہے اور بات بات پر شرک و کفر کے فتووں کی تکذیب ہوتی ہے، یہ کتاب ابتدا سے انتہا تک علامہ موصوف کے غیر مقلد ہونے پر شاہد عادل ہے لہذا غیر مقلدین کو ان کی تحقیقات کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے اور اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات پر تیشہ زنی کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، اگر اس بات کا حوصلہ نہیں رکھتے تو علامہ موصوف کو بھی اسی جرم کا مرتکب سمجھنا چاہیے جس میں ان کے نزدیک اہل سنت و جماعت ملوث ہیں تاکہ عدل و انصاف کا تقاضا پورا ہو جائے، ہدیۃ المہدی کے بہت سے اقتباسات درج ذیل ہیں ۔

شاید کہ اتر جائے کسی دل میں میری بات

……﴿1﴾……

سوائے اس کے کہ ہمارے بعض اہلحدیث بھائی دین میں غلو کرتے ہیں

اور مشرکوں اور مومنوں میں تمیز نہیں کرتے اور مجتہدین کے درمیان اختلافی مسائل میں شدت اور سختی اختیار کرتے ہیں، ان میں سے کچھ لوگ اصول دین کے علم سے التزام نہیں کرتے اور جو ظن و تخمین سے ظاہر ہوتا ہے اسے بیان کر دیتے ہیں، پس مجھے میرے پروردگار نے الہام کیا کہ میں عقائد و اصول کے مسائل میں ایک جامع کتاب تالیف کروں جو کہ حق مقبول ہے اور اس کا نام ہدیۃ المہدی رکھوں جو کہ ہمارے امام مہدی علیہ وعلیٰ آباءہ من الف تحیۃ والسلام کے حضور میں ہدیہ ہو، انشاء اللہ جو حق و انصاف کا طالب ہوگا وہ مکابرہ اور بے راہ روی سے اجتناب کرے گا، الٰہی اس کتاب کی تالیف و اتمام میں انبیا و صالحین اور ملائکہ مقربین کی ارواح مقدسہ سے میری مدد فرما، بطور خاص ہمارے امام حضرت حسن بن علی علیہ السلام اور ہمارے شیخ عبد القادر جیلانی ؒ اور ابن تیمیہ اور احمد مجدد الف ثانی کی ارواح سے میری مدد فرما۔ (ہدیۃ المہدی:۱۹)

……﴿2﴾……

عبادت کے معنی قلب و جوارح کے ساتھ انتہائی عاجزی اور فرمانبرداری ہے، یعنی یہ وہ معاملہ ہے جو عبد اور اس کے پروردگار کے درمیان ہے اور یہ وہ حال ہے جو مخلوق اور خالق قادر و مختار مستقل کے مابین ہے، مثل نماز یا روزہ یا ذبح یا نذر بغیر اللہ تعالیٰ یا اسے دعا شرعیہ سے پکارنا یا بوجہ عبودیت پر دوسرے کام کرنا جیسا کہ شعائر تعظیم سے قیام، رکوع، سجود اور عاجزی و تقبیل وغیرہ، یقیناً اس مقام میں مفہوم عبادت عابد کے عقیدہ کی طرف لوٹتا ہے پس کسی کو کسی غیر اللہ کا گمان ہو کہ وہ امور استقلالیہ سے کسی امر پر قادر ہے یا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی شرکت ہے یا اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی قدرت تفویض و عطا کی گئی ہے جس کی بنا پر وہ اللہ تعالیٰ

سبحانہ کے کسی امر جدید اور اذن جدید کا محتاج نہیں اور اس عقیدہ میں اس کا فعل افعال تعظیمیہ کے قریب ہو جیسا کہ اس کے سامنے کھڑے ہونا اور اس پر سلام پڑھنا یا اس کے نزدیک انتہائی عاجزی کرنا یا اسے چومنا تو بے شک وہ اس کا عبد ہے، یہ شرک کی طرف لوٹتا ہے۔

لیکن اگر یہ گمان نہیں کیا کہ فاعل مستقل اختیار و قدرت رکھتا ہے اور اس کی قدرت اور اس کا اختیار ذاتی یا وہبی ہے بلکہ اس کا عقیدہ یہ ہے اسے بڑے یا چھوٹے امر پر ہرگز قدرت و تصرف نہیں مگر جب اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا امر اور ارادہ ہوگا اور یہ قدرت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے اور یہ فعل اس سے اخذ کرنا مراد ہے تو ان افعال میں سے بلکہ ان سے بھی شدید کسی فعل جیسے کہ سجدہ رکوع اور طواف کرنا ہے اور ان افعال سے اس کا مقصود محض اللہ تعالیٰ کے شعائر اور اس کے بندوں سے صالحین، مقربین کی تعظیم و تحیت ہے تو وہ مشرک نہیں ہوگا، اس میں اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب'' یعنی اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے ''ومن یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ'' اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے، کیا تو نے دیکھا ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو سجدہ کیا تو آپ نے انہیں تجدید ایمان کا حکم نہیں فرمایا بلکہ روک دینے پر اکتفا فرمایا اور روایت میں آیا ہے: ''ان اھل الجنۃ یسجدون لقیمی ابو تھم'' اور بے شک اہل جنت اپنے گھروں کو سجدہ کریں گے، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کی تخریج کی ہے ''وانا نعظم الکعبہ و تقبل الحجر الاسود و

نعظم الصفا و المروۃ و نر جو علیٰ ھذہ الافعال من الثواب والاجر فضلا'' یعنی ہم کعبہ کی تعظیم کرتے ہیں اور حجر اسود کو چومتے ہیں اور صفا و مروہ کی تعظیم کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ان افعال سے زیادہ اجر و ثواب حاصل ہوگا۔ (ہدیۃ المہدی: ۳۳، ۳۴)

……﴿3﴾……

کیا آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ دیکھا! آپ فرماتے ہیں ''احی الموتی باذن اللہ'' میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے مردے زندہ کرتا ہوں، اور احیا کو جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے اپنی ذات سے منسوب کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ تو یہ کفر و شرک کا ارتکاب نہیں، ایسے ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے لیے فرمایا: ''و یخرجھم من الظلمات الی النور باذنہ'' اور انہیں اندھیریوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے، اپنے حکم سے اور فرمایا: ''لتخرج الناس من الظلمات النور باذن ربھم'' یعنی تاکہ تم لوگوں کو اندھیریوں سے اجالے میں لاؤ اور کفر سے اخراج جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے اپنے نبی ﷺ سے منسوب کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے اذن سے، ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے فرمایا: ''اخرج قومك من الظلمات النور'' اپنی قوم کو اندھیریوں سے اجالے میں لا اور ایسے ہی بھیجے ہوئے فرشتے نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا ''لاھب لك غلاماً زکیا'' تاکہ میں تجھے پاکیزہ بیٹا دوں، تو اولاد عطا کرنا اللہ تعالیٰ سبحانہ کے لیے خاص ہے لیکن اسے فرشتے کی ذات سے منسوب کیا لیکن اللہ تعالیٰ کے امر کے ساتھ اس سے نا شرک لازم آئے گا نہ کفر ہوگا۔ (ہدیۃ المہدی: ۳۵)

4

جو صفا مروہ، کعبہ شریف یا حجر اسود کی تعظیم کرتے ہیں اور جن ملائکہ وانبیاء صلحا کی عبادت کی جاتی ہے ان کی تعظیم بھی شرک نہیں کیونکہ ہمارے دین میں ان کی تعظیم شارع نے باقی رکھی ہے، بخلاف شمس وقمر اور صنم کے کیونکہ اصنام کو توڑنے اور جلانے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ سورج کے طلوع وغروب کے وقت اللہ تعالیٰ کے لیے نماز کو بھی سورج پرستوں کی تشبیہ کے ڈر سے روک دیا گیا ہے۔ (ایضا:۳۶)

5

رہا قبور المومنین کا قصہ تو نبی اکرم ﷺ نے ان کی اہانت کا حکم نہیں دیا بلکہ قبروں کی زیارت اور اہل قبور پر سلام اور ان کے لیے دعا واستغفار کا حکم دیا گیا ہے اور قبر پر بیٹھنے سے منع کیا گیا ہے، تو اگر ان افعال تعظیمیہ سے طواف یا چومنا یا قیام یا عاجزی یا رکوع یا سجود کوئی شخص نبی یا ولی کی قبر کے پاس کرے گا اور اس کا مقصود عبادت نہیں بلکہ صاحب قبر کی تحیت ہے، تو یہ گناہ ہے مگر وہ شخص کافر مشرک نہیں ہوگا۔ (ہدیۃ المہدی:۳۶)

6

دعا لغتاً پکارنے کے معنوں میں ہے اور غایب کی تنزیل حاضر کی طرح جاننا ہے، مثلاً اس کا یارسول اللہ، یا علی، یا حیدر کرار، یا مدار، یا سالار، یا محبوب اور یا غوث کہنا علاوہ ازیں اٹھتے بیٹھتے، گرتے پھسلتے، اور لیٹتے وقت اس کے نام کو دائمی وظیفہ مقرر کرنا یا اس کے نام کے ذکر کو شرعی ذکر جاننا اور اسے عبادت کا درجہ دے کر اس پر اجر وثواب کی امید رکھنا یا فوت شدگان انبیا اولیا جیسے صالحین بندوں سے ان امور میں استعانت واستغاثہ کرنا جن پر وہ قدرت رکھتے ہیں مگر اس کے ساتھ یہ

اعتقاد ہو کہ وہ اپنی قدرت واختیار سے فریاد سنتے ہیں اور نہ مدد کرتے ہیں بلکہ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان سے یہ امر کروا دیتا ہے اور وہ اللہ سبحانہ کے ہاتھ میں آلات و اسباب کی طرح ہیں تو ان دونوں کا یہ حال ہو کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے حکم وقضا کے دوا نہ نفع دیتی ہے نہ اثر رکھتی ہے، ایسے یہ لوگ نہ تو کسی چیز پر قدرت رکھتے ہیں اور نہ اللہ سبحانہ کے ارادہ کے بغیر بڑی یا چھوٹی اعانت وامداد کر سکتے ہیں اور یہ عمل ان سے اس کی قضا کے ساتھ سرزد ہوتا ہے پس یہ اور اس جیسے امور مومن کو اسلام سے خارج نہیں کرتے مگر ان میں سے بعض افعال مکروہ ہیں۔ (ہدیۃ المہدی:۳۸)

7

انتہائی تعجب خیز اور حیران کن یہ امر ہے کہ ہمارے بعض بھائیوں نے شرک فی العادت کو بھی شرک اکبر بنا رکھا ہے اور اس کے قائل کی تکفیر کرتے ہیں جبکہ یہ ظلم عظیم ہے، شاید اس شرک سے اس کی مراد شرک عملی اور کفر عملی ہے جبکہ شرک اعتقادی ایمان اعتقادی کی ضد ہے اور شرک عملی ایمان عملی کی ضد ہے اور جو وہاں کہا، یہاں شرک کے علاوہ شرک اور کفر کے علاوہ کفر ہے۔ (ہدیۃ المہدی:۳۹)

8

حاصل کلام یہ ہے کہ ہر وہ اعتقاد جو غیر اللہ کے حق میں رکھتا ہے اس میں زندہ اور مردہ دونوں برابر ہیں خواہ اس کی قدرت ذاتی کہے یا اللہ عزوجل کی عطا و تفویض کردہ کے ساتھ یہ کہے کہ وہ ان امور میں اذن جدید کا محتاج نہیں، ہر وہ شخص جو غیر اللہ کو غسال کے ہاتھ میں مردے کی طرح بالکل عاجز تصور کرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ارادہ کے بغیر کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتا اور 'بعض ان یاخذ هذا الحمد منه' تو اس کے عمل کے ساتھ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم واجازت

اور اس کے ارادہ و قضا سے وہ مدد کرتا ہے یا فرشتہ سنتا ہے یا نفع و ضرر دیتا ہے تو وہ موحد ہے مشرک نہیں، اس میں زندہ اور مردہ دونوں برابر ہیں اور یہ بعینہ ایسے ہے جیسے کوئی یہ تصور کرے کہ سقمونیا بذاتہ مسہل ہے اور آگ بذاتہ جلاتی ہے تو یہ شرک ہے اور جو جانتا ہے کہ سقمونیا کا اسہال اور آگ کے جلانا اللہ تعالیٰ کا امر و اذن اور ارادہ سے ہے تو وہ مشرک نہیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: "له معقبت من بين يديه و من خلفه يحفظونه من امر الله" "آدمی کے لیے بدلی والے فرشتے ہیں اس کے آگے پیچھے کہ بحکم خدا اس کی حفاظت کرتے ہیں، پس آفات و اعداء سے حفاظت فرشتوں سے منسوب ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ (ایضا:۳۹)

......﴿9﴾......

مگر ہمارے بھائیوں نے اس میں زندوں اور مردوں کے درمیان عجیب ترین قسم کا فرق قائم کر رکھا ہے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ زندوں سے ان امور میں جن پر وہ قدرت رکھتے ہیں مدد مانگنا اور استغاثہ شرک نہیں اور اموات سے یہ امور شرک ہیں، کیا یہ ظاہر طور پر سوفسطائیت یعنی باطل استدلال نہیں؟ بے شک زندہ اور مردہ غیر اللہ ہونے میں دونوں برابر ہیں، اس باب میں مردوں سے مدد طلب کرنے کا مطلب زندوں کے ساتھ شرک ہے نا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اس کا مزید بیان اس کے بعد آگے آئے گا۔ (ایضا:۴۰)

......﴿10﴾......

ہمارے اصحاب میں سے شوکانی نے کہا کہ مخلوق کے ساتھ ان امور میں استعانت اور استغاثہ کے جائز ہونے میں اختلاف نہیں جن پر اسے قدرت حاصل ہے، رہا وہ امر جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو قدرت نہیں تو نہ اس میں استعانت ہے اور

نہ استغاثہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور اس کے فرمان 'اياك نستعين' سے یہی مراد ہے اور اس کے ساتھ ہی ہمارے ان اصحاب کا حال ظاہر ہے جن کا گمان ہے اللہ تعالیٰ کے سوا استغاثہ اور استعانت مطلقاً شرک ہے تو یہ عمل یقیناً غلو و زیادتی اور حد سے تجاوز کر جانا ہے، میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ غلو و افراط سے پناہ مانگتا ہوں۔ (ایضا:۴۲)

......﴿11﴾......

ہمارے اصحاب سے کثیر لوگوں نے اس کا اثبات کیا ہے چنانچہ متاخرین سے شیخ ولی اللہ دہلوی اور اس کے بیٹے عبد العزیز اور سید اور متقدمین میں سے امام شافعی، ابن حجر مکی اور تمام تر صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے اور وہ کہتے ہیں یہ امر مشاہدہ اور تجربہ سے ثابت ہے یہاں تک کہ ایک شخص بھی ایسا باقی نہیں جو ان کے ہاں مجال انکار کر سکے، شیخ ابن حجر نے قلائد میں نقل کیا ہے کہ امام شافعی، امام ابو حنیفہؒ کی قبر کے ساتھ برکت حاصل کرتے اور قبر کے پاس دعا مانگتے تو دعا قبول ہوتی، شیخ عبد الحق مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ اہل قبور انبیا یا غیر انبیا سے استمداد پر بہت سے فقہا نے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ زیارت قبور سوائے موتی کے لیے دعا و استغفار اور ان کی طرف دعا اور تلاوت قرآن کے ساتھ ثواب پہنچانے کے اور کچھ نہیں، جبکہ مشائخ صوفیہ اور بعض فقہا نے اہل قبور سے استمداد کا اثبات کیا ہے، ہمارے شیخ مولانا اسحاق نے اپنی کتاب ماۃ مسائل میں یہ کہا ہے کہ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے میں کہتا ہوں جب فوت شدگان کے لیے سماع و ادراک ثابت ہے تو اس سے کون سی چیز مانع ہے بالخصوص جب یہ امر اولیا میں سے ان کثیر لوگوں کا تجربہ ہے جن کی تعداد کا حصر نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی عقل ان کی تکذیب کرتی ہے باوجود اس کے زیارت سنت پر احوط و اقتصار کریں اور ان امور کا انکار ترک کریں۔ (ہدیۃ المہدی:۴۸)

﴿12﴾

دعا شرعی عبادت ہے جیسا کہ نماز تو یہ غیر اللہ کے لیے جائز نہیں اور یہی ان آیات میں مراد ہے جن میں لفظ دعا وارد ہوا ہے اور دعا لغوی ندا کے معنوں میں ہے تو یہ مطلقاً غیر اللہ کے لیے جائز ہے خواہ زندہ کو پکارا جائے خواہ فوت شدہ کو برابر ہے، اس کا اثبات نابینا کی اس حدیث میں ہے "یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی" "یا محمد ﷺ میں اپنے پروردگار کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں، دوسری حدیث میں ہے "یا عباد اللہ اعینونی" "یعنی اللہ کے بندو میری مدد کرو، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا، انہوں نے کہا "یا محمداہ" جب روم کے بادشاہ نے شہیدوں کو نصرانیت کی طرف بلایا تو انہوں نے شہادت سے قبل کہا "یا محمداہ" ہمارے اصحاب میں سے ابن جوزی نے روایت بیان کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا "یا عمراہ، یا عمراہ، یا عمراہ" یہ روایت ابن حبان نے بیان کی ہے، سید نے بعض تالیفوں میں کہا ہے۔

قبلۂ دیں مددے، کعبۂ ایماں مددے
ابن قیم مددے، قاضی شوکاں مددے

مولانا اسحاق نے ماۃ مسائل میں یہاں نبی اور دوسروں کی ندا کے درمیان فرق کیا اور کہا کہ نبی کو پکارنا جائز ہے جبکہ نیت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی ہو۔ (ایضاً:۵۰)

﴿13﴾

میں کہتا ہوں! ممکن ہے مردہ اپنی قبر کے پاس سن لیتا ہو مگر اس کا سماع یقینی نہیں اور اگر اسے پکارنے والا دور سے پکارے اور اس کی محبت میں وارفتہ ہو جیسے عاشق اپنے غائب معشوق کو حاضر متصور کر کے پکارتا ہے اور پکارنے والا کوفہ

میں اور وہ بصرہ میں ہو تو اس سے وہی ظاہر ہوتا ہے جو جو عوام الناس کہتے ہیں یعنی یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث تو اس اکیلی ندا سے ان پر شرک کا حکم نہیں دیا جائے گا اور کیسے دیا جا سکتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقتولوں کو فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کہتے ہوئے پکارا تھا۔

عثمان بن حنیف کی حدیث میں آیا ہے "یا محمد انی اتوجہ بک ربی" "یا محمد میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

بیہقی اور جزری نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور ایک روایت میں ہے "یا رسول اللہ انی توجھت بک الیٰ ربی" "یا رسول اللہ میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ (ایضاً)

﴿14﴾

رہا کسی کا یہ گمان کہ نبی یا علی یا اولیا میں سے کسی کی سماعت عامۃ الناس سے وسیع تر ہے اور وہ ملک یا زمین کے تمام گوشوں کی سماعت پر مشتمل ہے تو یہ شرک نہیں ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعض ملائکہ بلکہ حیوانات کو عوام الناس کی سماعت و بصارت سے وسیع تر اور طاقت ور ترین سماعت و بصارت عطا کر رکھی ہے، دیلمی نے مسند الفردوس میں اور ابو یعلیٰ نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری قبر پر ایک موکل فرشتہ مقرر کر رکھا ہے، جب میری امت سے کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے، یا محمد ﷺ فلاں بن فلاں نے آپ پر درود پڑھا ہے۔ (ایضاً)

﴿15﴾

متاخرین میں سے ہمارے بعض بھائیوں نے امر شرک میں تشدد سے کام لیا ہے اور دائرہ اسلام کو تنگ کر دیا ہے اور ایسے امور کو شرک قرار دیا ہے جو مکروہ

وحرام ہیں، اگر اس سے ان کی غرض شرک عملی یعنی شرک اصغر یا شرک کے ذریعے کو مسدود کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور درگذر فرمائے اور اگر وہ دین میں غلو وتشدد کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "لا تغلوا فی دینکم" تمہارے دین میں غلو نہیں اور دین میں شدت خارجیوں اور مارقین اور ناکثین کا کام ہے، ہم اسے ان امور پر اجمالا انتباہ کرتے ہیں اور اس سے ہماری غرض اپنے اہل حدیث بھائیوں کی غلطیاں واقع ہونے سے امداد وصیانت کرنا ہے۔ (ایضا ۵۴)

......﴿16﴾......

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے کہا! مشکلات میں اعانت اور حاجتیں پوری کرنا اگرچہ اللہ تعالیٰ کی قدرت واجازت وحکم ورضا سے ہو انبیا واولیا کو لائق نہیں اور جوان سے یہ عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے، یہ کلام نادرست ہے کیونکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم وقضا اور ارادہ واختیار سے لوگوں کی مدد کرتے ہیں نہ کہ اپنی قدرت واختیار سے اور لوگ بھی ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وتعاونو علی البر والتقوی ولا تعاونو علی الاثم والعدوان" اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ وزیادتی پر باہم مدد نہ دو، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: "وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر" اور اگر وہ دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا واجب ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: "یمددکم ربکم بخمسة آلاف من الملائکة مسومین" تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے، ذوالقرنین نے کہا! "فاعینونی بقوة" تو قوت کے ساتھ میری مدد کرے، حدیث ابدال میں ہے: "الابدال فی امتی ثلاثون رجلا بهم تقوم الارض وبهم

تمطرون وبهم تنصرون" اس امت میں تیس افراد ابدال ہیں جن کے ساتھ زمین قائم ہے، ان کے ساتھ بارش ہوتی ہے اور ان کے ساتھ مدد دی جاتی ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: "اللهم ایده بروح القدس" اس کی روح القدس سے مدد فرما اور حدیث میں آیا ہے "اذا انفلتت دابة احدکم فی الارض فلاة فلینا دیا عباد الله اعینونی" جب تم میں سے کوئی شخص راہ چلتے راستہ بھول جائے تو ندا کرے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ (ایضا:۵۵)

......﴿17﴾......

تو بے شک ارواح انبیا وصلحا کے حق میں اس طرح کا عقیدہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک لازم نہیں آتا بلکہ یہ تو ملائکہ یا زندوں کے ساتھ شرکت ہوگی اور یہ شرک اکبر کہاں ہے، رہا یہ امر کہ یہ عقیدہ غلط یا خطا یا بدعت ہے تو یہ دوسری بات ہے اور ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ شرک کے باب میں زندوں اور مردوں کے درمیان فرق کرنا سوفسطائیت ظاہرہ اور باطل استدلال ہے جبکہ احیاو اموات یہاں تک کہ ملائکہ بھی غیر اللہ ہونے میں برابر ہیں ہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سماعت اور سن کر جواب دینے کے بارے میں زندوں اور مردوں کے درمیان فرق کرتے ہوئے فرمایا ہے: "وما یستوی الاحیاء ولا الاموات" زندہ اور مردہ برابر نہیں، جبکہ اہل تفسیر نے اس کا یہ معنی بتایا ہے کہ مومنین اور کفار برابر نہیں۔

پس جو امر فرشتوں سے طلب کرنا شرک ہے وہ زندہ اور مردہ لوگوں سے بھی طلب کرنا شرک ہے اور اس کے بالعکس ممکن نہیں، جس امر کا سوال مردہ شخص سے کرنا شرک ہوگا اس امر کا سوال زندہ شخص سے بھی کرنا شرک ہوگا، تو جس شخص

وحرام ہیں، اگر اس سے ان کی غرض شرک عملی یعنی شرک اصغر یا شرک کے مسدود کرنا ہو تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور درگذر فرمائے اور اگر وہ غلو و تشدد کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''لا تغلوا فی دینکم تمہارے دین میں غلو نہیں اور دین میں شدت خارجیوں اور مارقین اور کام ہے، ہم اسے ان امور پر اجمالاً انتباہ کرتے ہیں اور اس سے ہماری غرض اہل حدیث بھائیوں کی غلطیاں واقع ہونے سے امداد و صیانت کرنا ہے۔

......﴿16﴾......

ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے کہا مشکلات میں اعانت اور پوری کرنا اگرچہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و اجازت و حکم و رضا سے ہو انبیاء و اولیاء نہیں اور جو ان سے یہ عقیدہ رکھتا ہے وہ مشرک ہے، یہ کلام نادرست ہے فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم و قضا اور ارادہ و اختیار سے لوگوں کی مدد کرتے ہیں قدرت و اختیار سے اور لوگ بھی ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ہے: ''وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الا والعدوان' اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ باہم مدد نہ دو، اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''وان استنصروکم فی الدین فعلیکم النصر' اور اگر وہ دین میں تم سے مدد چاہیں تو تم پر مدد دینا اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ''یمددکم ربکم بخمسة آلاف من الملائکة مسومین ''تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے، ذوالقرنین نے کہا! ''فاعینونی بقوة ''تو قوت کے ساتھ میری مدد کرے، حدیث ابدال میں ہے: ''الابدال فی امتی ثلاثون رجلا بهم تقوم الارض و بهم

ممطرون و بهم تنصرون ''اس امت میں تیس افراد ابدال ہیں جن کے ساتھ زمین قائم ہے، ان کے ساتھ بارش ہوتی ہے اور ان کے ساتھ مدد دی جاتی ہے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: ''اللهم ایده بروح القدس ''اس کی روح القدس سے مدد فرما اور حدیث میں آیا ہے ''اذا انفلتت دابة احدکم فی الارض فلاة فلینا دیا عباد الله اعینونی ''جب تم میں سے کوئی شخص راہ چلتے راستہ بھول جائے تو ندا کرے اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ (ایضا:۵۵)

......﴿17﴾......

تو بے شک ارواح انبیاء و صلحا کے حق میں اس طرح کا عقیدہ رکھنے سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک لازم نہیں آتا بلکہ یہ تو ملائکہ یا زندوں کے ساتھ شرکت ہوگی اور یہ شرک اکبر کہاں ہے، رہا یہ امر کہ یہ عقیدہ غلط یا خطا یا بدعت ہے تو یہ دوسری بات ہے اور ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ شرک کے باب میں زندوں اور مردوں کے درمیان فرق کرنا سوفسطائیت ظاہرہ اور باطل استدلال ہے جبکہ احیاء و اموات یہاں تک کہ ملائکہ بھی غیر اللہ ہونے میں برابر ہیں ہاں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سماعت اور سن کر جواب دینے کے بارے میں زندوں اور مردوں کے درمیان فرق کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''وما یستوی الاحیاء ولا الاموات' زندہ اور مردہ برابر نہیں، جبکہ اہل تفسیر نے اس کا یہ معنی بتایا ہے کہ مومنین اور کفار برابر نہیں۔

پس جو امر فرشتوں سے طلب کرنا شرک ہے وہ زندہ اور مردہ لوگوں سے بھی طلب کرنا شرک ہے اور اس کے بالعکس ممکن نہیں، جس امر کا سوال مردہ شخص سے کرنا شرک ہوگا اس امر کا سوال زندہ شخص سے بھی کرنا شرک ہوگا، تو جس شخص

کے فہم کا یہ حال ہو وہ عقائد میں کیسے گفتگو کر سکتا ہے، یہ نہیں کہتے کہ وثن و صنم سے سوال کرنا شرک مطلق ہے، اگر ان سے پوچھا جائے کہ زندہ لوگوں سے سوال نہیں کرنا چاہیے تو ہمیں کہتے ہیں کہ صنم و وثن کا حکم دوسرا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں توڑنے اور جلانے اور ان سے اجتناب کا حکم دیا ہے، پس صنم اور وثن سے سوال کرنے والا اگر زندوں سے سوال کرے تو گویا کہ وہ ان دونوں کے لیے معظم ہے اور بے شک ہم نے پہلے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے صالحین بندوں سے ملائکہ اور انبیا اور وہ شعائر جن کی حرمت ہمارے دین میں باقی ہے کے علاوہ مشرکوں کے معبودوں کی ادنیٰ تعظیم بھی کفر ہے اور انبیا و اولیا کی ارواح اصنام و اوثان کے قبیل سے نہیں بلکہ یہ ملائکہ کی جنس یا اس سے اشرف ہے تو انہیں ملائکہ پر قیاس کریں نہ کہ اوثان و اصنام پر جو کہ نجس ہیں، چنانچہ اگر کوئی کہے، یا میکائیل ہماری زمین پر اللہ کے اذن سے بارش برسا، یا یہ کہے، اے جبرائیل اللہ کے حکم سے میری روح میں القا کر تو کیا یہ شخص اس قائل کے نزدیک مشرک ہوگا؟ قبر کا حکم الہدل پتھر اور مٹی سے ہے، اگر اسے پوجنے والا وثن کو اس کے حق میں لوٹائے اور اس قبر سے کسی چیز کا سوال کرے تو اس کا حکم بت سے سوال کرنے کا حکم ہے، رہا صاحب قبر تو اس کا حکم دوسرا ہے، کہاں پتھر اور کہاں پرندہ۔ (ایضاً: ۵۷)

……﴿18﴾……

اس سے یہ ہے کہ اس نے کہا! جب لوگوں کی شرع انبیا، صلحا کی قبروں کو چومنے یا اسے مس کرنے یا اس کے گرد طواف کرنے میں ہے تو اس قبر کا حکم بت کا حکم ہے، اس کا گرانا، اس کا کھودنا اور اس کی اہانت واجب ہے اور اس کا تمسک اس قول سے ظاہر ہے: ’’اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبدہ ‘‘حضور ﷺ نے

فرمایا: ’’الٰہی میری قبر کو بت نہ بنانا جس کی عبادت ہوتی ہے، ہم کہتے ہیں انبیا و صالحین کی قبروں کی تعظیم ہمارے دین میں شارع نے باقی رکھی ہے پس اس کی تحقیر و توہین جائز نہیں مگر ان امور سے لوگوں کو روکنا اور ڈانٹنا واجب ہے اور یہ بعینہٖ ایسے ہے جیسے کعبہ شریف یا حجر اسود یا صفا و مروہ کی عبادت میں عوام کی شرع ہے تو کیا یہ اس قائل کے نزدیک جائز ہے کہ کعبہ شریف وغیرہ کو کھود دیا جائے یا توڑ دیا جائے یا ان کی توہین کی جائے۔ (ہدیۃ المہدی: ۵۸)

……﴿19﴾……

حضور رسالت مآب ﷺ کی حدیث دعا کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو وثن اور صنم کی طرح نہ بنائے جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں نہ کہ ان کی عبادت کرنے سے قبر بت بن جائے گی اور اس سے یہ کہاں ہے اور مومن کیسے تصور کر سکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر نجس ہوگی جیسا کہ جو بت ہے وہ نجس ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’فاجتنبو الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور ‘‘پس تم بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی بات سے اجتناب کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شجر رضوان کو کاٹ دیا تھا تا کہ اس کے کٹ جانے سے لوگ اس کی جگہ کو پہچان نہ سکیں، چنانچہ لوگ آتے اور غلطی کھا جاتے تھے، کیونکہ ہمارے دین میں درخت کی تعظیم مشروع نہیں، ایسے ہی ابی اہیاج اسدی کی حدیث قبور المشرکین پر محمول ہوگی، مومنوں کی قبروں پر حمل نہیں کی جائے گی جو نبی علیہ السلام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شرف والی تھیں، رہا مومنوں کی قبروں، مساجد اور شعائر معظمہ کے علاوہ شرکیہ مشاہد کو جلانا اور توڑنا تو یہ امر متفق ہے اور اس پر مسلمانوں کا اختلاف نہیں، جبکہ مسجد ضرار کا جلانا وحی الٰہی اور حکم خاص سے

واقع ہوا تھا، اس پر اس کے علاوہ کو قیاس نہیں کیا جا سکتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''ومن یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ '' جس نے اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کی اس کے لیے اس کے رب کے ہاں بھلائی ہے۔ (ایضا:۵۹)

......﴿20﴾......

ان میں سے یہ کہ اس نے کہا! جس کا عقیدہ ہے کہ نبی یا اس کے علاوہ ولی اور شفیع یعنی مددگار اور سفارشی ہے تو یہ شخص اور ابو جہل شرک میں برابر ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ کلام شدید ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ''انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا'' بے شک اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ جو ایمان لائے تمہارے ولی ہیں اور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے فرمایا کہ وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی یعنی مددگار ہیں اور آپ نے فرمایا! جس کا میں ولی یعنی مددگار نہیں اس کا کوئی ولی یعنی مددگار نہیں اور فرمایا کہ بغیر ولی کے نکاح نہیں اس کے علاوہ بھی وافر حدیثیں موجود ہیں اور نبی ﷺ کا مومنوں کا شفیع و مددگار ہونا احادیث صحیح سے ثابت ہے، تو یہ اعتقاد کیسے شرک ہوگا ؟ ہاں! جب اعتقاد شفاعت شرکیہ یعنی شفاعت وجاہت کہ مشفوع شفیع کے نزدیک شفاعت قبول کرنے پر مجبور ہے اور ولایت سے مراد ولایت اختیاریہ مستقلہ ہے یا وہ عطا کردہ ولایت ہے جس کے لیے اللہ سبحانہ سے اذن جدید کی احتیاج نہ رہے تو یہ شرک ہوگا اور اس میں کسی کا تنازعہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس قول میں یہی مراد ہے: ''لیس لھم من دونہ ولی ولا شفیع لعلھم تتقون '' ان کے لیے اس کے سوا نہ کوئی

مددگار ہے، نہ سفارشی، شاید کہ وہ پرہیزگار ہوں۔ (ایضا:۶۰)

......﴿21﴾......

اس میں سے یہ کہ اس نے کہا! نبی ﷺ کی قبر مبارک پر تعظیم کے لیے اسی طرح کھڑا ہوا جس طرح نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوتا ہے، اس سے شفاعت اور دعا کا سوال کرتا ہے تو وہ مشرک ہے؟ میں کہتا ہوں یہ انتہائی غلو ہے اور اس کی صراحیت ہمارے شیخ ذہبی، ماوردی اور ابن ہمام وغیرہم نے نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کی آداب زیارت میں کی ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی قبر مبارک پر آئے اور ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہوگئے۔ راوی کہتا ہے مجھے گمان ہوا کہ وہ نماز شروع کر رہے ہیں، اگر رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک پر قیام شرک وکفر تھا تو یہ کیسے ہوا اور اگر قیام کفر و شرک ہو تو نبی یا کسی دوسرے کو سجدہ کرنا تو بطریق اولیٰ شرک و کفر ہوگا جبکہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا تو آپ نے اسے تجدید ایمان کا حکم نہیں دیا بلکہ فقط روک دینے پر اکتفا فرمایا، تاہم غیر اللہ کے لیے سجدے میں علما کا اختلاف ہے جبکہ بطریق عبادت نہیں بلکہ تحیت کے طور پر ہو تو کیا یہ جائز ہے یا مکروہ یا حرام؟ اور ہماری شریعت میں تحریم راجح ہے، پس حضور رسالت مآب ﷺ یا ولی یا صالح کی قبر کے پاس ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے میں صحیح قول یہ ہے کہ اگر ادب اور تحیت کے طور پر ہے تو وہ جائز یا مکروہ و بدعت ہوگا تاہم اس قیام کے ساتھ سلف میں سے کسی نے بھی شرک کا فتویٰ نہیں دیا، ہاں! جب یہ قیام عبادت کے طور پر ہوگا تو یقیناً وہ شرک ہوگا خواہ ہاتھ نہ بھی باندھے ہوں اور عبادت کے معنی ہم پہلے بتا چکے

ہیں اسے یادرکھیں۔(ایضا:۶۲)

{22}

اس میں سے یہ ہے، اس نے کہا! جب کوئی شخص نبی یا ولی کی قبر کی زیارت کے ارادہ سے جائے اور قبر کا طواف کرے یا قبر کے پاس اللہ تعالیٰ سے دعا کرے یا قبر کو بوسہ دے یا قبر کے پاس چراغ جلائے یا مجاوری کرے یا وہاں کے پانی کو تبرک سمجھے یا وہاں سے الٹے پاؤں لوٹے یا بیت اللہ کے سوا کسی گھر کی تعظیم کرے یا قبر پر غلاف ڈالے یا کعبہ شریف کی دیواروں کی بجائے کسی دیوار پر اپنے چہرے اور رخساروں کو ملے یا جاروب کشی کرے یا قبر پر فرش بچھائے یا غیر اللہ کو پکارتے ہوئے یا محمد ﷺ یا عبدالقادر، یا علی، یا حداد کہے تو وہ مشرک اور کافر ہے۔

میں اس عجیب کلام میں کہتا ہوں مساجد ثلاثہ کے علاوہ کسی اور طرف بغرض زیارت سفر کرنا صحابہ کے زمانہ سے مختلف فیہ ہے، یہاں تک کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے طور کی زیارت کے لیے سفر کیا اور سلف وخلف کے بہت سے علما نے انبیا وصلحا کی قبروں کی زیارت کے سفر کو جائز قرار دیا مثلاً امام الحرمین، غزالی، سیوطی، ابن حجر مکی، ابن ہمام، حافظ ابن حجر، نووی اور ان کے علاوہ دوسرے تو کیا یہ لوگ کافر ومشرکین تھے، بلکہ اس قائل کے مذہب پر ان کا کفر اور بھی شدید ہوگا، کیونکہ وہ العیاذ باللہ نہ صرف کفر وشرک کے مرتکب ہوئے بلکہ انہوں نے کفر وشرک کو جائز بھی کہا۔(ایضا:۶۳)

{23}

بعض علما نبی اکرم ﷺ کی قبر کے پاس یا اس کے علاوہ مقامات مقدسہ پر دعا کے جلد قبول کی امید رکھتے ہیں، امام شافعی فرماتے ہیں، حضرت امام موسیٰ کاظم کی

قبر تریاق مجرب ہے، ابن حجر مکی نے قلائد میں امام شافعی سے نقل کیا کہ میں امام ابو حنیفہؒ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں اور جب مجھے کوئی ضرورت پیش آتی ہے تو ابو حنیفہؒ کی قبر پر دو رکعت نماز ادا کرکے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجت پوری ہو جاتی ہے، واقدی نے حضرت فاطمہ بنت رسول ﷺ سے روایت کی ہے کہ میں شہدائے احد کی قبروں پر جا کر دعا کرتی ہوں، اگر یہ قائل کہے کہ شیخان یعنی ابن تیمیہ اور ابن قیم نے دعا عند القبر کو ایسی بدعت یا محدثہ چیز کہا ہے اور جو صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں نہ تھی، اس کے کلام کے لیے دو وجہیں ہیں، علامہ جزری کہتے ہیں اگر حضور رسالت مآب ﷺ کی قبر پر دعا قبول نہیں ہوتی تو وہ کونسی جگہ ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے، امام مالک سے روایت ہے کہ میں حضور ارم ﷺ کی قبر پر دعا کے ساتھ نصرت حاصل کرتا ہوں اور مالک سے اس کے خلاف بھی نقل ہے۔(ہدیۃ المہدی:۶۵)

{24}

میں کہتا ہوں! شیخ ابن قیم کے کلام میں اس شخص کے قول کا فساد ظاہر ہے جو قبر پر دعا کو مطلقاً شرک اور کفر قرار دیتا ہے اور میرے نزدیک قسم چہارم میں نزاع ہے اور میرے نزدیک اس میں کچھ حرج نہیں کہ مقامات مقدسہ پر اللہ تعالیٰ سے قبولیت دعا کا گمان رکھا جائے، خالص طور پر نبی اکرم ﷺ کے روضۂ اقدس پر دعا کے جلد قبول ہونے کی امید رکھنا چاہیے۔(ایضا:۶۷)

{25}

رہا بوسہ دینا تو یہ کعبہ شریف اور حجر اسود کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ صحابہ کرام حضور رسالت مآب ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں چوما کرتے تھے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کو اور نبی اکرم ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بوسہ دیتے اور نبی

اکرم ﷺ نے زید بن حارثہ اور عثمان بن مظعون کو چوما اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور رسالت مآب کے وصال کے بعد آپ کو بوسہ دیا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ قرآن پاک کو چومتے تھے، ملا علی قاری نے اپنے رسالہ موردالروی میں عز بن جماعت اور دوسروں سے تمسک کیا ہے، امام احمد بن حنبل کے قول کے مطابق قبر کو چومنے اور اس کو مس کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اسے ان معنوں میں بیان کیا ہے کہ اس پر نہ حرمت ہے نہ استحباب۔ (ایضا:۶۸)

……《26》……

بیشک حضرت حسن بن حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اپنے شوہر کی قبر پر قبہ بنایا اور ان کی مجاورت کی جبکہ سلف وخلف ہمیشہ سے صالحین کے آثار و مشاہد، مقامات و آبادی اور چشموں سے تبرک حاصل کرتے رہے ہیں، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز کے لیے اس مقام کو مقرر کر رکھا ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نماز ادا فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور رسالت مآب ﷺ کے مبارک بالوں سے اور اس پیالے سے تبرک حاصل کرتے تھے جس میں آپ پانی نوش فرماتے تھے، عتبانؓ نے نبی ﷺ کے مصلی سے تبرک حاصل کیا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کے مبارک بالوں اور مبارک پسینے سے تبرک حاصل کرتیں اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ مجھے آپ ﷺ کے پسینہ مبارک سے حنوط کیا جائے اور کسی نے نہیں کہا کہ یہ تبرکات اور ان کی مثل چیزیں شرک ہیں، رہا قبروں پر چراغ جلانا تو یہ حرام ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے قبروں کی زیارت کرنے والیوں اور ان پر مساجد تعمیر کرنے والوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت کی ہے، جبکہ بعض لوگوں نے اس

سے استثنا کیا ہے کہ چراغ جلانے سے زندہ زائرین کو فائدہ پہنچتا ہے اور کسی نے اسے شرک نہیں کہا۔ (ایضا:۷۰)

……《27》……

ہمارے ساتھیوں سے شیخ اسماعیل دہلوی نے غلطی کی ہے، اس نے شرک کی جن تمام اقسام کو ناقابل بخشش قرار دیا ہے ان میں شرک فی العادت کو بھی داخل کیا ہے اور شرک فی العادت میں ان ناموں کو شامل کیا ہے جن سے غیر اللہ کی عبودیت کے معنی مفہوم ہوتے ہیں جیسا کہ عبدالحسین، عبدالنبی اور ان جیسے نام ہیں، رہا غلام علی، غلام محی الدین، غلام محمد اور غلام غوث نام رکھنا تو یہ نص حدیث سے بلا کراہت جائز ہے۔ (ہدیۃ المہدی:۶۳)

……《28》……

رہی غیر اللہ کی نذر تو یہ صریح شرک ہے کیونکہ نذر عبادت ہے اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "انما النذر ما ابتغی به وجه الله" اور اگر نذر اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اس کا ثواب نبی یا ولی یا اموات میں سے کسی کو پہنچانا مقصود ہے تو یہ جائز ہے اور اس زمانہ میں اس کا نام فاتحہ ہے اور اس کی صراحت مولانا عبدالعزیز دہلوی اور مولانا اسحٰق اور دوسروں نے کی ہے بعض نے کہا ہے کہ اس عمل کی اصل شرع میں نہیں پائی جاتی لہذا بدعت قرار پائے گی، جبکہ دوسروں نے ان کے جواب میں کہا ہے کہ اس کی اصل شریعت میں موجود ہے اور وہ حضرت ام سعد کے کنوئیں کی حدیث ہے اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جاہ کے کنوئیں کے لیے کہا کہ یہ اللہ عزوجل کی طرف اور اس کے رسول ﷺ کی طرف منسوب ہے اور دوسری روایت میں ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف رسول ﷺ کی طرف

صدقہ ہے، میں کہتا ہوں! یہ عمل تمام صوفیہ کرام کے درمیان بغیر اختلاف وانکار کے متداول اور مروج ہے۔ (ایضا:۲۶)

《29》

ہمارے زمانے کے لوگوں میں یہ امر مشہور ہے کہ وہ کھانا پکاتے ہیں اور حلوہ تیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ فلاں انبیا واولیا کی نیاز ہے، پس اگر نیاز کا معنی ہدیہ وتحفہ ہے اور غیر اللہ کی نذر مقصود نہیں بلکہ اس کی روح کو ایصال ثواب کرنا مقصود ہے تو رائج صورت کی حیثیت سے حلال ہے جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں اور اگر رائج کے علاوہ ہے تو اس کی حرمت ہے، علمائے مکہ نے محمد بن عبد الوہاب کو لکھے گئے اپنے خطوط میں کہا، اگر نذر اللہ کے لیے ہو اور مصرف کے بیان میں نبی یا ولی کا تذکرہ ہو یا توسل کے طریق پر یوں کہے اے اللہ اگر میری حاجت پوری ہو جائے تو فلاں نبی یا ولی کے خدام پر صدقہ کروں گا یا اس کے دروازے پر فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا، یا یوں کہے اے نبی اللہ، یا ولی اللہ میرے لیے اس حاجت میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں، اگر اللہ تعالیٰ میری حاجت کو پورا فرما دے تو میں آپ کو اس صدقہ کا ثواب ہدیہ کروں گا تو ان تمام صورتوں میں نذر جائز ہے۔ رہا یہ کہنا کہ یہ نبی کی نذر ہے اور یہ ولی کی نذر ہے تو یہ نذر شرعی نہیں اور نہ ہی اس میں نذر شرعی کے معنی پائے جاتے ہیں اور جو اکابر کو ہدیے دیے جاتے ہیں انھیں عرف عام میں نذر کہتے ہیں۔ (ہدیۃ المہدی:۷۹)

《30》

رہا آنے والے کی تعظیم اور احترام کے لیے نماز کی طرح قیام تو بعض نے

اسے مکروہ اور بعض نے جائز کہا ہے، جب کہ مختار مذہب جائز ہے، جیسا کہ بادشاہوں، بڑے لوگوں اور مشائخ وعلما کے گرد قیام ہوتا ہے اور جو شخص اس سے سرور حاصل کرتا ہے اور خدام کو حکم دیتا ہے کہ وہ اسے حلقے میں لے کر قیام کریں تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (ایضا:۷۱)

《31》

تعویذ گنڈا میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسما کا ذکر کرنا اور ان میں سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام اور اس کے رسول ﷺ کا کلام لکھنا جیسا کہ ماثور دعائیں اور ملائکہ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نیک بندوں کے نام لکھنا تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ (ایضا:۸۲)

《32》

رہا کرسمس کی عید یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے یوم پیدائش پر خوشی کرنا جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کے یوم پیدائش پر خوشی کی جاتی ہے تو ہم حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور تمام انبیا علیہم السلام کی خوشی منانے میں کافروں سے زیادہ حق دار ہیں، ہمارے نبی حضور رسالت مآب ﷺ کے جشن ولادت کے اظہار کے لیے مجلس میلاد قائم کرنے میں اختلاف ہے، اگر بدعات ومحرمات سے خالی ہو تو جائز ہے جیسا کہ ابن جوزی، نووی، ابن حجر، سخاوی، سیوطی اور قسطلانی نے بیان کیا اور اس کی اصل انہوں نے پیر اور عاشورہ کے دن روزہ رکھنے والی حدیثوں سے نقل فرمائی۔ (ایضا:۸۹)

《33》

اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف انبیا کرام اور اس کے نیک بندوں کا وسیلہ

پکڑنے کے جواز میں اختلاف ہے۔

☆......بعض کہتے ہیں وسیلہ مطلقاً جائز نہیں۔

☆......بعض کہتے ہیں مردوں کے علاوہ زندوں کا وسیلہ جائز ہے۔

☆......بعض کہتے ہیں وسیلہ پکڑنا مطلقاً جائز ہے خواہ زندہ ہو یا فوت شدہ۔

☆......بعض کہتے ہیں نبی اکرم ﷺ کا وسیلہ جائز ہے، دوسروں کا نہیں، یہ قول ابن عبد السلام کا ہے اور اسے مروزی نے 'المنسک' میں ہمارے امام حضرت امام احمد بن حنبلؒ سے نقل کیا ہے کہ بے شک وہ رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ پکڑتے تھے اور ابن قیم نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ (ہدیۃ المہدی:۹۱)

......﴿34﴾......

تیسرا قول مختار ہے، کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ غیر اللہ کا وسیلہ جائز ہے تو پھر زندوں کے اختصاص کی کونسی دلیل ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ توسل منع ہونے پر کوئی دلیل نہیں اور بے شک حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ توسل لوگوں کے ساتھ ان کا دعا کرنا تھا اور انبیا کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں ایسے ہی شہدا اور صالحین اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بے شک ابن عطا نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ پر دعویٰ کیا تھا مگر اس سے سوائے اس کے کوئی چیز نہ ثابت کر سکے۔ (ایضا:۹۲)

......﴿35﴾......

بے شک رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سکھایا جوان سے اختلاف رکھتا اور اس دعا کی طرف التفات نہ کرتا تھا، جس

میں ہے: ''اللھم انی اسئلك و اتوجه الیك نبینا محمد نبی الرحمة '' الٰہی! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی رحمت حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، بیہقی نے اسے متصل اسناد کے ساتھ نقل کیا اور اس کے رجال ثقہ ہیں، میں نہیں جانتا کہ اس کے خلاف کیوں کہا جاتا ہے جبکہ قرآن مجید کی نص سے ثابت ہے کہ اعمال صالحہ کے ساتھ اللہ تبارک وتعالٰی کی طرف توسل جائز ہے تو اسے صالحین کے ساتھ بھی قیاس کیا جا سکتا ہے، امام جزری نے حصن حصین میں آداب دعا کے سلسلہ میں کہا! اللہ تعالٰی کی طرف انبیا کرام اور اللہ تعالٰی کے نیک بندوں کا وسیلہ پکڑیں، دوسری حدیث میں آیا ہے: ''یا محمد انی اتوجه بك الی ربی '' یا محمد میں اپنے رب کی طرف سے آپکے وسیلے سے متوجہ ہوتا ہوں) سید نے کہا! یہ حدیث حسن ہے اور موضوع نہیں اور حافظ ترمذی نے اس کی تصحیح کی ہے، حدیث دعا میں وارد ہوا ہے ''اللھم بمحمد نبیك و بموسیٰ نجیك 'الٰہی اپنے نبی محمد ﷺ کے وسیلہ سے اور اپنے نجی موسیٰ علیہ السلام کے توسل سے میری حاجت پوری فرما، اسے ابن اثیر نے نہایہ میں اور ہیثمی نے مجمع میں نقل کیا ہے، حاکم وطبرانی اور بیہقی نے حضرت آدم علیہ السلام کی دعا کی حدیث میں نقل کیا ہے کہ اس میں ہے، یارب میں تجھ سے بحق محمد ﷺ سوال کرتا ہوں، ابن منذر نے نقل کیا ہے کہ اس دعا میں ہے: ''اللھم انی اسئلك بجاہ محمد عندك و کرامته علیك '' الٰہی میں بجاہ محمد ﷺ تجھ سے سوال کرتا ہوں جو تیرے نزدیک صاحب عزت وکرامت ہے، امام سبکی نے کہا! توسل و استغاثہ اور سفارش اچھی چیز ہے، امام قسطلانی نے زیادہ کیا کہ تضرع، گڑگڑانے اور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں

اور سلف وخلف میں کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا یہاں تک کہ ابن تیمیہ آیا اور اس نے انکار کیا، ہمارے ساتھیوں میں سے شوکانی نے کہا! وسیلے کا جائز ہونا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں جیسا کہ شیخ عز الدین بن عبد السلام کا گمان ہے بلکہ اہل فضل وعلم بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں، فی الحقیقت توسل ان کے اعمال صالحہ اور ان کی فضیلت فاضلہ کے ساتھ ہے، دوسرے مقام پر کہا، انبیا واولیا میں سے کسی بھی نبی یا ولی کا وسیلہ پکڑنے میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی علما میں سے کسی عالم کا وسیلہ پکڑنا ناجائز ہے اور جو شخص کسی قبر کی زیارت کے لیے جا کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس میت کو وسیلہ بنا کر دعا کرے اور کہے! الٰہی میں تجھ سے اپنے لیے شفا کا سوال کرتا ہوں اور اس نیک بندے کو تیری طرف وسیلہ بناتا ہوں تو اس کے جائز ہونے میں کچھ تردد نہیں، ہمارے بزرگ شیخ مولانا اسحٰق نے اپنی کتاب مائۃ مسائل میں اللہ تعالیٰ سے اس طرح دعا کرنا جائز کہا ہے کہ بحرمت فلاں میری حاجت پوری فرما اور روایت آئی ہے کہ دعا کا آغاز اس طرح کرے "بحرمت الشهر الحرام و المشعر العظام و قبر نبيك عليه السلام" نبی علیہ السلام کی قبر مبارک کے متعلق مولانا اسماعیل شہید نے تقویۃ الایمان میں ایسا کہنا جائز لکھا ہے، "اللهم انی اسئلك بوسيلة فلان من الاولیا" الٰہی میں فلاں ولی کے وسیلہ سے تیرے حضور میں دعا کرتا ہوں۔ (ایضاً:۹۵)

……﴿36﴾……

اللہ تعالیٰ نے خلقت کی ابتدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نور سے فرمائی، پھر پانی کو پیدا کیا، پھر عرش کو پیدا کیا، پھر ہوا کو پیدا کیا، پھر نون والقلم اور لوح کو پیدا کیا، پھر عقل کو پیدا کیا، پس زمین وآسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے کی تخلیق

کا مادہ اول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور مبارک ہے۔ (ایضاً:۱۰۸)

……﴿37﴾……

فوت شدگان قبروں میں زائرین کا کلام وسلام سنتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان پر کس نے سلام پڑھا ہے اور جو ان کے لیے دعا کرتا ہے اور آپس میں انس محسوس کرتے ہیں اور ان میں سے بعض لوگ قبر میں نماز پڑھتے ہیں اور قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، لباس پہنتے ہیں، جنت کے پھل کھاتے ہیں، زائرین کے احوال کو جانتے ہیں اور ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (ایضاً:۱۱۳)

……﴿38﴾……

اللہ تعالیٰ کی یزید پر لعنت ہو، ہمارے امام حسین رضی اللہ عنہ اس کے خلاف نکلے اور آپ اس کی بیعت میں داخل نہ تھے اور ایسے ہی بہت سے اہل مدینہ نے اس کی بیعت نہ کی ………… جو شخص آپ کو باغی کہتا ہے وہ خطائے فاحش کرتا ہے۔ (ایضاً:۱۷۷)

……﴿39﴾……

اہل سنت کے درمیان اس امر میں اختلاف نہیں کہ اموات زندوں کی کوشش سے دو امور سے نفع حاصل کرتے ہیں ایک یہ کہ جو اسباب میت کی طرف اس کی حیات میں تھے اور دوسرا مسلمان کے دعا اور ان کے لیے استغفار، صدقہ اور حج وغیرہ، ہمارے ساتھیوں میں بدنی عبادات کے ثواب میں اختلاف ہے جیسا کہ قرأت قرآن وغیرہ اہل حدیث میں سے محققین کا مذہب یہ ہے کہ ہر بدنی عبادت کا ثواب مردے کو پہنچتا ہے جیسا کہ ختم قرآن یا مال کا ثواب جیسا کہ صدقہ تو یہ ان کی طرف پہنچتا ہے۔ (ہدیۃ المہدی:۱۹۱)

باب نو دہم

مصادر و مراجع

مصادر و مراجع

۱- امداد المشتاق از مولوی اشرف علی تھانوی
۲- فیصلہ ہفت مسئلہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ
۳- صراط مستقیم از مولوی اسماعیل دہلوی بانی وہابیت
۴- بوادر النوادر از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی
۵- التذکیر از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی
۶- فتاویٰ رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی
۷- ہدیۃ المہدی از نواب وحید الزماں غیر مقلد
۸- تاریخ اہل حدیث از مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد
۹- فتاویٰ عبدالحی از حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی
۱۰- تحذیر الناس از مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی
۱۱- بذل الحیات از نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد
۱۲- الروض الخصیب از نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد
۱۳- الداء والدواء کتاب التعویذات از نواب صدیق حسن بھوپالی
۱۴- العقیدۃ المحمدیہ از محمد یوسف پنجابی غیر مقلد
۱۵- فضائل درود شریف از مولوی زکریا سہارنپوری دیوبندی

۱۶- قصص الحسنین از مولوی عبدالستار خان غیر مقلد

۱۷- احوال الآخرت از حافظ محمد لکھوی غیر مقلد

۱۸- مکتوبات شریفہ از سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ

۱۹- اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

۲۰- ماثبت بالسنۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

۲۱- کلمات از مرزا جان جاناں علیہ الرحمۃ

۲۲- ہمعات از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ

۲۳- زبدۃ النصائح

۲۴- انتباہ فی سلاسل اولیاء از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ

۲۵- تفسیر عزیزی از مولانا امام عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ

۲۶- تحفہ اثنا عشریہ از مولانا امام عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ

۲۷- فتاویٰ عزیزی از مولانا امام عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ

۲۸- ملفوظات عزیزی از مولانا امام عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ

۲۹- فتاویٰ رفیع الدین از شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمۃ

۳۰- نذور بزرگان از شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمۃ

۳۱- تفسیرات احمدیہ از مولانا احمد جیون علیہ الرحمۃ

۳۲- تفسیر رؤفی از حضرت شاہ عبدالرؤف رافت مجددی علیہ الرحمۃ

۳۳- طبقات کبریٰ از امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ

۳۴- فقہ محمدیہ

۳۵- نزل الابرار نواب نور الحسن بھوپالی

۳۶- نیل الاوطار از قاضی شوکانی امام الوہابیہ

۳۷- تفسیر ستاری از مولوی عبدالستار دہلوی

۳۸- کفایت المفتی از مولوی کفایت اللہ

۳۹- فتاویٰ ثنائیہ از مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد

۴۰- التعلیق الحبیب از مولانا عبدالحی لکھنوی

۴۱- جہاد اکبر از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ

۴۲- نالہ امداد غریب از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ

۴۳- گلزار معرفت از حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ

۴۴- قصائد قاسمی از مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی

۴۵- امداد السلوک از مولوی رشید احمد گنگوہی

۴۶- اشرف المواعظ از مولوی اشرف علی تھانوی

۴۷- نشر الطیب از مولوی اشرف علی تھانوی

۴۸- عطر الوردہ از مولوی ذوالفقار علی دیوبندی

۴۹- الشہاب الثاقب از مولوی حسین احمد دیوبندی

۵۰- تفسیر عثمانی از مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی

۵۱- التوسل از مولوی مشتاق احمد دیوبندی

۵۲- عقائد الاسلام از مولوی طاہر قاسمی دیوبندی

۵۳- مقدمہ مقامات حریری از مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی

۵۴- عقائد الاسلام از مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی

۵۵- تفسیر معارف القرآن از مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی

۵۶- اسلام از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی

۵۷- حظیرۃ القدس از نواب صدیق حسن بھوپالی

۵۸- حجج الکرامۃ از نواب صدیق حسن بھوپالی

۵۹- ترجمان القرآن از نواب صدیق حسن بھوپالی

۶۰- عقیدۃ الاسلام مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی

۶۱- رحمۃ للعالمین از مولوی قاضی منصور پوری غیر مقلد

۶۲- سید البشر از مولوی قاضی منصور پوری غیر مقلد

۶۳- سیرت المصطفےٰ از میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد

۶۴- مختصر سیرت الرسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی

۶۵- تفسیر ماجدی از مولوی عبدالماجد دریا آبادی دیوبندی

۶۶- آفتاب نبوت از قاری طیب دیوبندی

۶۷- تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ

۶۸- مدارج النبوۃ از شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ

۶۹- انفاسِ رحیمیہ

۷۰- قصیدہ اطیب النغم از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ

۷۱- تذکرۃ الخلیل

۷۲- عبارات اکابر

۷۳- مرثیہ محمود الحسن دیوبندی

۷۴- رسالہ خدام الدین لاہور

۷۵- جلاء الافہام از حافظ ابن قیم امام الوہابیہ

۷۶- آب حیات از قاسم نانوتوی

۷۷- فیض الباری شرح البخاری از انور شاہ کشمیری

۷۸- تحفۃ الاحوذی شرح الترمذی

۷۹- المہند عقائد علماء دیوبند از خلیل احمد انبٹھوی

۸۰- سیرت یعقوب و مملوک

۸۱- الدر النضید از قاضی شوکانی

۸۲- مجموع الفتاوی از شیخ ابن تیمیہ

۸۳- حمان التکمیل از اشرف علی تھانوی

۸۴- حیات اشرف از مولوی ظفر علی تھانوی

۸۵- رسالہ اہل حدیث امرتسر

۸۶- مکاتیب شیخ از شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ

۸۷- تکمیل الایمان از شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ

۸۸- فیوض الحرمین از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ

۸۹- ''یا'' حرف محبت از پیر محمد شبیر احمد

۹۰- سلاسل طیبہ از مولوی حسین احمد

۹۱- مدحیہ گنگوہی از محمود الحسن دیوبندی

۹۲- شمائم امدادیہ ملفوظات حاجی مہاجر مکی

۹۳- ازالۃ الریب از مولوی سرفراز گکھڑوی

۹۴- کراماتِ امدادیہ از مولوی اشرف علی تھانوی

۹۵- اشرف السوانح

۹۶- مسک الختام شرح بلوغ المرام از صدیق حسن بھوپالی

۹۷- مآثر صدیقی از صدیق حسن بھوپالی

۹۸- رسالہ الحق پشاور ترجمان مسلک دیوبند

۹۹- سوانح قاسمی از مناظر احسن گیلانی

۱۰۰- ارواح ثلاثہ از اشرف علی تھانوی

۱۰۱- فتاویٰ امدادیہ از اشرف علی تھانوی

۱۰۲- اشعۃ للمعات از شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ

۱۰۳- جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی

۱۰۴- تذکرۃ الرشید سوانح عمری رشید احمد گنگوہی

۱۰۵- الشمامۃ العنبریہ از صدیق حسن بھوپالی

۱۰۶- مائۃ مسائل از مولوی اسحاق دیوبندی

۱۰۷- مولد العروس از محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ

۱۰۸- شفاء السائل از شاہ عبدالغنی دہلوی علیہ الرحمۃ

۱۰۹- اثبات المولد والقیام از شیخ احمد سعید دہلوی علیہ الرحمۃ

۱۱۰- حسن البنا کی ڈائری از حسن البنا شہید مصری

۱۱۱- مقامات خیر از حضرت مولانا زید فاروقی علیہ الرحمۃ

۱۱۲- آثار اقبال

۱۱۳- ذکر ولادت خیر الانام از شیخ محمود عطار دمشقی علیہ الرحمۃ

۱۱۴- انسائیکلو پیڈیا آف اسلام پنجاب

۱۱۵- البحر الرائق از امام زین العابدین مصری علیہ الرحمۃ

۱۱۶- شرح النقایہ از امام علی قاری علیہ الرحمۃ

۱۱۷- اتحاف السادۃ المتقین از امام مرتضےٰ زبیدی علیہ الرحمۃ

۱۱۸- منہاج السنہ از شیخ ابن تیمیہ

۱۱۹- الھدی النبوی الصحیح از امام محمد علی الصابونی

۱۲۰- تعداد تراویح از حافظ عبدالمنان سلفی

۱۲۱- اہل حدیث کا مذہب از مولوی ثناء اللہ امرتسری

۱۲۲- عون الباری از نواب بھوپالی

۱۲۳- بدایۃ المجتہد از علامہ داود ظاہری غیر مقلد

۱۲۴- کنز الحقائق از نواب وحید الزمان

۱۲۵- حجۃ اللہ البالغہ از شاہ ولی اللہ دہلوی

۱۲۶- تحفۃ الاخیار از علامہ عبدالحی لکھنوی

۱۲۷- المغنی

۱۲۸- غنیۃ الطالبین منسوب بہ حضور غوث اعظم بغدادی قدس سرہ

۱۲۹- الحیاۃ بعد المماۃ از مولوی فضل حسین بہاری

۱۳۰- عمدۃ القاری از امام بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ

۱۳۱- تفسیر الصاوی از امام احمد صاوی علیہ الرحمۃ

۱۳۲- المحلی بالآثار از ابن حزم ظاہری امام الوہابیہ

۱۳۳- صحیح سنن ابن ماجہ از البانی غیر مقلد

۱۳۴- شرفیہ علی الثنائیہ از شرف الدین دہلوی غیر مقلد

۱۳۵- ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء از زید فاروقی علیہ الرحمۃ

۱۳۶- فقہ الفقیہ از محدث اعظم کوٹلوی علیہ الرحمۃ

۱۳۷- کتاب البریلویہ کا تحقیقی جائزہ از علامہ محمد اشرف قادری مدظلہ

۱۳۸- حیات وحید الزماں

۱۳۹- کرامات اہل حدیث از عبدالمجید سوہدروی غیر مقلد

۱۴۰- کتاب الحطہ از صدیق حسن بھوپالی

۱۴۱- معیار الحق از میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد

۱۴۲- اشاعۃ السنۃ از محمد حسین بٹالوی غیر مقلد

۱۴۳- سراج الوہاج از صدیق حسن بھوپالی

۱۴۴- اہل حدیث اپنے اکابر کی نظر میں

۱۴۵- الفوائد البہیہ از مولانا عبدالحی لکھنوی

۱۴۶- درایت تفسیری از عبداللہ روپڑی

۱۴۷- تنبیہ الضالین از مولوی عبدالحق خسر مولوی نذیر حسین دہلوی

۱۴۸- حالات داود غزنوی

۱۴۹- الانصاف از شاہ ولی اللہ دہلوی

۱۵۰- عقد الجید از شاہ ولی اللہ دہلوی

۱۵۱- الآثار المرفوعہ از عبدالحی لکھنوی

۱۵۲- آزاد کی کہانی از مولانا آزاد

۱۵۳- افاضات یومیہ از اشرف علی تھانوی

۱۵۴- شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک از عبید اللہ سندھی

۱۵۵- اعانۃ الطالبین از علامہ عثمان بن محمد مکی علیہ الرحمۃ

۱۵۶- شفا شریف از امام عیاض مالکی علیہ الرحمۃ

۱۵۷- حکم الاحتفال از مفتی ابن باز مکی

۱۵۸- فضائل درود و سلام از سید حسن دیوبندی

۱۵۹- تحفہ محمدیہ از عبدالفتاح گلشن آبادی

۱۶۰- مخزن احمدی از سید محمد علی دیوبندی

۱۶۱- سوانح احمدی از مولوی جعفر دیوبندی

۱۶۲- سید احمد شہید از مولوی غلام رسول مہر دیوبندی

۱۶۳- انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ

۱۶۴- الیاقوۃ الرابطہ از اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ

۱۶۵- حیات النبی از اسماعیل گوجرانوالی غیر مقلد

۱۶۶- محمد بن عبدالوہاب از عبدالغفور عطار غیر مقلد

۱۶۷- تاریخ دعوت و عزیمت از ابوالحسن ندوی

۱۶۸- تاریخ التقلید از مولوی اشرف سندھو غیر مقلد

۱۶۹- سیرت ثنائی' سوانح ثناء اللہ امرتسری

۱۷۰- نقوش ابوالوفاء

۱۷۱- سراجاً منیراً از میر سیالکوٹی

۱۷۲- رسالہ اعتصام ترجمان اہل حدیث

۱۷۳- براہین قاطعہ از خلیل انبیٹھوی

۱۷۴- تراجم علماء اہل حدیث از ابویحییٰ نوشہروی

۱۷۵- رسالہ الارشاد

۱۷۶- ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث

۱۷۷- واضح البیان از میر سیالکوٹی

۱۷۸- حسن العزیز از مولوی عزیز الحسن دیوبندی

۱۷۹- ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات از یحییٰ نوشہروی غیر مقلد

۱۸۰- اتحاف النبلا از صدیق حسن بھوپالی

۱۸۱- مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان از حضرت زید فاروقی علیہ الرحمۃ

۱۸۲- تفسیر مجمع البیان از ابن الحسن طبرسی

۱۸۳- تفسیر قمی از علی بن ابراہیم قمی

۱۸۴- ناسخ التواریخ از مرزا محمد تقی

۱۸۵- الدرۃ النجفیہ از ابراہیم بن حسین انہلی

۱۸۶- روضۃ الصفا از محمد بن خاوند شاہ

۱۸۷- مروج الذہب از ابو الحسن مسعودی

۱۸۸- تفسیر صافی از فیض کاشانی

۱۸۹- نہج البلاغہ از حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

۱۹۰- تفسیر حسن عسکری امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ

۱۹۱- کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ

۱۹۲- جلاء العیون از ملا باقر مجلسی

۱۹۳- احقاق حق

۱۹۴- حملہ حیدری از مرزا محمد رفیع مشہدی

۱۹۵- شرح ابن حدید از علامہ عبدالحمید ابن حدید

۱۹۶- الاخبار الطوال از ابو حنیفہ احمد دینوری

۱۹۷- مناقب ابن شہر آشوب از علامہ ابن شہر آشوب

۱۹۸- احتجاج طبرسی

۱۹۹- معانی الاخبار

۲۰۰- حیات القلوب از ملا باقر مجلسی

۲۰۱- تفسیر منہج الصادقین از علامہ کاشانی

۲۰۲- منتہی الآمال از عباس قمی

۲۰۳- منتخب التواریخ از ہاشم خراسانی

۲۰۴- اعلام الوری از فضل طبرسی

۲۰۵- فروع کافی

۲۰۶- تنقیح المقال

۲۰۷- مناقب آل ابی طالب

۲۰۸- لوامع التنزیل

۲۰۹- کتاب استبصار

۲۱۰- تہذیب الاحکام

۲۱۱- نیرنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ

۲۱۲- آثار حیدری ترجمہ تفسیر حسن عسکری

۲۱۳- بحار الانوار

۲۱۴- الامالی طوسی

۲۱۵- رجال الکشی از شیخ محمد الکشی

٢١٦- مقتل ابی مخنف

٢١٧- قرب الاسناد

٢١٨- مقاتل الطالبین

٢١٩- تاریخ الائمہ

٢٢٠- عیون اخبار الرضا از شیخ صدوق قمی

٢٢١- من لا یحضرہ الفقیہ

٢٢٢- اصول کافی از محمد بن یعقوب کلینی

شانِ حبیبُ الباری

مِن

رِوایاتِ البخاری

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان
بخاری شریف کی مستند احادیث مبارکہ کی روشنی میں

مصنف

علامہ غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے

قادری رضوی کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مسلم شریف کی مستند احادیث مبارکہ کی روشنی میں

شانِ حبیب المنعم

من

روایات المسلم

تالیفِ لطیف

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

علوم اسلامیہ

قادری رضوی کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

سر الاسرار
سیرت غوث اعظم
بزرگ
تذکرہ مجددین اسلام
قادری رضوی کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور